Scanned by iqbalmt

آستین کے سانپ

اس کا بس نہیں چلتا تھا کہ بھارتی ملٹری اٹیچی کو کچا چبا جائے جو اداس بندروں کی طرح اس کے سامنے منہ لٹکائے کھڑا اس کی ڈانٹ ڈپٹ سن رہا تھا۔

بریگیڈیئر شمیر دو تین مرتبہ اپنی دانست میں اسی ارادے سے اٹھا تھا کہ اس کا منہ نوچ لے لیکن ہر دفعہ اسے اپنے وزیراعظم کی وہ تنبیہہ یاد آ جاتی تھی جو اس نے اگلے ہی روز شمیر کو دی تھی۔

''بریگیڈیئر! اس بات کو کبھی فراموش نہ کرنا کہ عقل اور بہادری میں ہم دنیا کی سب سے بڑی اور عظیم قوم ہیں۔ اس لئے کبھی اپنے وقتی حلیفوں سے یہ توقع نہ رکھا کرو کہ وہ ہمارا ساتھ دیتے ہوئے ہماری توقعات پر پورا اتریں گے..... یہ لوگ ہمارے برابر کس طرح ہو سکتے ہیں..... بس اس بات کا خیال رکھنا کہ ہم نے دنیا کو اپنے مقاصد کے لئے اپنی مرضی کے مطابق استعمال کرنا ہے۔ خواہ ہمیں اس کی کچھ بھی قیمت ادا کرنی پڑے۔ پاکستان بنیاد پرستوں کا ملک ہے۔ ان لوگوں کی فطرت بھی الگ قسم کی ہے۔ دنیا کے دیگر مسلم ممالک کی طرح یہ صرف دھمکیاں نہیں دیتے اگر انہیں موقعہ ملا تو وہ بہت کچھ کر گزریں گے۔ ہمیں پاکستان کی ایٹمی صلاحیت کو ختم کرنا ہے اور اس کے لئے ہمارا بیس کیمپ بھارت بنا ہے۔ ہم بھارتیوں کی ناراضگی کا خطرہ مول نہیں لے سکتے..... افغانستان کی صورت حال ایسی نہیں رہی کہ ہم ان سے زیادہ توقعات وابستہ کر سکیں۔ اس لئے بڑی احتیاط سے ان لوگوں سے ڈیل کرنا۔''

''لیکن سر! انہوں نے ہمارے دو آدمی دشمن کے قبضے میں دے دیئے تھے۔ ان کی غلطی سے بین الاقوامی طور پر ہماری پوزیشن صفر ہو کر رہ گئی ہے۔ ہم نے دنیا کے سامنے مظلومیت کا ڈھونگ رچا رکھا ہے جس کا پردہ فاش ہوتا نظر آ رہا ہے۔''

اس نے ہمت کر کے کہا۔

''محض دو آدمیوں کی وجہ سے تم گھبرا گئے۔ ''موساد'' کے چیف کے منہ سے ایسی باتیں بہت عجیب لگتی ہیں۔ مسٹر شمیر! تم سے کس گدھے نے کہا ہے کہ ہم اس الزام کو تسلیم کر لیں گے۔ ہم کب یہ ماننے جا رہے ہیں کہ وہ دونوں اسرائیلی ہیں نہ ہی بھارتی حکومت ان کے اس الزام کو تسلیم کر رہی ہے..... اور یوں بھی کوئی سے دو غیر ملکی پکڑ کر انہیں اسرائیلی بنایا جا سکتا ہے۔ جب تک یہ لوگ انہیں بین الاقوامی پریس کے سامنے پیش نہیں کریں گے ان کی باتیں کیسے سچ مانی جائیں گی۔ بے فکر رہو دنیا کا بیشتر پریس ہمارے قبضے میں ہے اور ہم دنیا کو سچائی وہ بتائیں گے جو ہم چاہتے ہیں کہ دنیا کے علم میں آئے۔

اور ہاں.....!

اس نے باہر جاتے ہوئے بریگیڈیئر شمیر کو روکتے ہوئے کہا۔

''مجھے علم ہے کہ یقیناً دونوں تمہارے بہت کام کے آدمی ہوں گے لیکن یاد رکھنا عظیم اسرائیل کی بقا کے لئے اس کے بیٹے اور بیٹیاں ہمیشہ جانوں کے نذرانے پیش کرتے آئے ہیں۔''

ایک لمحے کے لئے بریگیڈیئر شمیر کے جسم میں سنسنی کی لہر دوڑ گئی.....!

وہ اپنی جگہ سن ہو کر رہ گیا۔

اس بات کا تو اسے علم تھا کہ ماضی میں اس کے ملک کا وزیراعظم بھی اس کی طرح دہشت گرد رہا ہے لیکن وہ آج بھی اتنا ہی بڑا دہشت گرد ہے۔ اس بات کا اندازہ اس نے نہیں لگایا تھا۔

اس کا وزیراعظم اسے مشورے دے رہا تھا کہ اگر ''موساد'' اور ''را'' کے اس خفیہ معاہدہ کی سچائی دنیا کے علم میں آنے لگے تو اس کے دونوں ثبوت ضائع کر کے اس بات کو جھوٹ ثابت کر دے۔

O

آج صبح جب بھارت کا خصوصی ملٹری اٹیچی اس سے ملنے آیا تو اس کا پارہ آسمان کو ضرور چھو رہا تھا۔

لیکن.....

Scanned by iqbalmt

Scanned by iqbalmt

وزیراعظم کی یہ تنبیہ نما نصیحت بھی اسے یاد تھی کہ ان لوگوں نے بہرصورت بھارت کو ہاتھ میں رکھنا ہے۔

پاکستان کا ایٹمی پروگرام ان کے سر پر لٹکتی تلوار تھا۔ انہیں عراق کی طرح پاکستان کو بھی سبق سکھانا تھا خواہ اس کے لئے کچھ بھی کرنا پڑے۔

''جب ہمارے درمیان یہ بات طے پا گئی تھی کہ ہمارے لوگوں کو آپ سویلین کی نظروں سے چھپا کر رکھیں گے تو انہیں سامنے لانے کی ضرورت کیا تھی؟'' بریگیڈیئر شمیر نے اپنے جذبات پر قابو پاتے ہوئے پوچھا۔

''جناب والا! اس میں صرف میرا قصور نہیں' دونوں انجینئر ہماری اجازت کے بغیر دو تین مرتبہ نزدیکی دیہاتوں کی سیر کر چکے تھے۔ ہم انہیں زبردستی روکنے کی پوزیشن میں نہیں تھے۔ وہ اس بات کی اجازت ہمیں کبھی نہ دیتے۔''

بھارتی اٹیچی نے گھگیاتے ہوئے کہا۔

''لیکن آپ کی طرف سے ہمیں یقین دہانی کروائی گئی تھی کہ یہ علاقہ دہشت گردوں کے حملوں سے محفوظ ہے اور ان لوگوں کی ہر ممکن حفاظت کی جائے گی۔'' شمیر بضد رہا۔

''ایسا تھا..... ہم نے کبھی اس علاقے میں ان کی کسی کارروائی کا تصور بھی نہیں کیا تھا لیکن اس اطلاع نے کہ یہاں اسرائیلی موجود ہیں انہیں یہ خطرہ مول لینے پر مجبور کر دیا تھا..... بریگیڈیئر صاحب! انہوں نے اس حملے کی بہت قیمت ادا کی ہے بہت سے دہشت گرد مارے گئے ہیں۔ افسوس اس علاقے کے رہائشی ہونے اور یہاں کے خفیہ راستوں کا علم رکھنے کی وجہ سے وہ ہمارے شکنجے سے بچ نکلے اور دونوں کو نکال کر لے گئے۔''

''میری بات ذرا سنجیدگی سے سن لیجئے اور مسٹر پوری تک میرا یہ پیغام بھجوا دیجئے کہ اس راز کو ہر قیمت پر راز ہی رہنا چاہئے۔ ہمارے دونوں آدمیوں کو بچانے کی کوشش کیجئے اگر آپ انہیں دشمن کے شکنجے سے چھین نہیں سکتے تو انہیں دشمن کی حراست میں مار ڈالئے جتنی جلدی ممکن ہو۔

اس نے بالآخر فیصلہ کن لہجے میں بھارتی ملٹری اٹیچی سے کہا جو اب تک ہونقوں کی طرح اس کا منہ دیکھ رہا تھا۔

O

امریش پوری کو اگلی ہی رات اس خصوصی وفد نے جو ملٹری اٹیچی کی قیادت میں تل ابیب گیا تھا۔ موساد کے فیصلے سے آگاہ کر دیا۔

امریش پوری زیرلب مسکرا دیا۔

وہ جانتا تھا کہ بادلِ نخواستہ ہی سہی اس کے دوستوں کو بہرحال یہی فیصلہ کرنا تھا۔

چند منٹ تک کچھ سوچنے کے بعد اس نے اپنے ماتحت کو فوری طور پر سری نگر روانگی کا سگنل دیا۔ وہ ایک لمحہ ضائع کئے بغیر کچھ کر گزرنا چاہتا تھا۔

سری نگر کے سنسان ہوائی اڈے پر رات کے دوسرے پہر ان کے جہاز نے لینڈ کیا۔

''را'' کی ٹیم ایک خصوصی پرواز سے یہاں پہنچی تھی۔ چاروں طرف کرفیو لگا تھا۔ ایک طرح سے سری نگر کا ہوائی اڈہ صرف خصوصی پروازوں کے لئے ہی استعمال ہو رہا تھا کیونکہ معمول کی ایک آدھ پرواز ہی دہلی سے آتی یا پھر یہاں سے دہلی جاتی تھی۔

ہوائی اڈے پر فوج کا کنٹرول تھا۔

لیکن.....!

''را'' نے صرف فوج پر بھروسہ نہیں کیا تھا۔ مجاہدین کی روز بروز بڑھتی کارروائیوں کے پیش نظر یہاں سیکورٹی کے خصوصی انتظامات دیکھنے میں آئے تھے اور ہوائی اڈے کے دس دس میل دور تک کسی کو پر مارنے کی اجازت نہیں تھی۔ یہاں آنے والے اور جانے والے مسافروں کو بھی فوج اپنے خصوصی پہرے میں بند گاڑیوں میں لاتی اور لے جاتی تھی۔

امریش پوری کے استقبال کے لئے سری نگر میں ''را'' کا اسٹیشن چیف ناگی موجود تھا وہ خود کار چلاتا ہوا جہاز کی سیڑھیوں کے نزدیک لے گیا تھا۔

امریش پوری کے ساتھ اس کا صرف ایک ماتحت دہلی سے آیا تھا۔ ان لوگوں نے یہ سفر اپنے نام بدل کر کیا تھا۔ فوج کو صرف دو اہم شخصیات کی آمد کی اطلاع دے کر ان کے لئے خصوصی حفاظتی اقدامات کی تلقین کی گئی تھی۔

امریش پوری کی رہائش کا بندوبست ناگی نے اپنے نزدیکی ''سیف ہاؤس'' میں کیا تھا لیکن اس نے اچانک اپنا پروگرام بدل دیا۔

''فوج کے دوستوں کو مطلع کیا گیا ہے۔ انہوں نے بندوبست کر رکھا ہے ہم کل صبح وہیں

Scanned by iqbalmt

Scanned by iqbalmt

ملتے ہیں ناشتے کی میز پر.....اس بات کا علم تو آپ کو ہوگا ہی کہ میں ناشتہ صبح سات بجے کرنے کا عادی ہوں۔''

اس نے ناگی سے ہاتھ ملاتے ہوئے اسے الگ لے جا کر کہا۔

ناگی اس اچانک تبدیلی پر قطعاً حیران نہیں ہوا تھا۔ وہ اپنے چیف کو پچھلے پندرہ سال سے جانتا تھا اور یہاں بھی حالات کی سنگینی کا اسے احساس تھا لیکن وہ حیران اس بات پر ہو رہا تھا کہ اس وقت رات کے تین بج رہے تھے اور امریش پوری نے اس کو اپنے ساتھ رکھنے کے بجائے صبح آنے کی تلقین کی تھی۔

O

اس کی حیرانگی میں مزید اضافہ اس وقت ہوا جب اس نے ایئر فورس کی ایک کار کو تیزی سے اس طرف آتے دیکھا۔

کار ان کے نزدیک آ کر رکی۔ موڈب شوفر نے دروازہ کھولا اور امریش پوری بغیر کچھ کہے سنے ''گڈ نائٹ'' کہہ کر اپنے ماتحت سمیت پچھلی سیٹ پر بیٹھ گیا۔ کار فراٹے بھرتی ایئر پورٹ سے ملحق ایئر فورس کے بیس کی طرف جا رہی تھی جہاں ایک کونے میں جدید سہولیات سے آراستہ انٹیلی جنس کے ایک خصوصی آفس میں اس کی رہائش کا بندوبست کیا گیا تھا۔

اس کی آمد کو خفیہ رکھنے کے لئے فوج کے حلقوں میں کسی فوجی افسر کی آمد کی افواہ سرشام ہی سے پھیلا دی گئی تھی۔ پہرے پر موجود فوجی جوان بھی یہی سمجھ رہے تھے کہ جی ایچ کیو سے کوئی جنرل آیا ہے جس کار میں امریش پوری کو لایا گیا تھا وہ خاص طور سے آرمی کے اعلیٰ افسروں کے استقبال کے لئے ہی مخصوص تھی۔

امریش پوری جیسے ہی اپنی جگہ پہنچا ایک مستعد ماتحت نے اسے ''دوست'' کی موجودگی سے مطلع کر دیا۔

''ٹھیک ہے میں اسی وقت ملاقات کر رہا ہوں اور کافی بھی وہیں پہنچا دی جائے۔''

اس نے اپنے ماتحت سے کہا۔

اس نے اپنے ساتھ دہلی سے آنے والے ساتھی کے ہمراہ آرام دہ اور گرم ڈرائنگ روم میں قدم رکھا تو یہاں پہلے سے موجود ایک شخص کو جو مقامی کشمیری تھا اپنے استقبال کے لئے

کھڑے ہوتے دیکھا۔

یہ شخص کون تھا؟

کہاں سے آیا تھا؟

کس لئے اسے لایا گیا تھا؟

ان سوالات کے جوابات سیکورٹی پر مامور کسی بھی شخص کو نہیں مل سکے تھے۔

O

ایسے لوگ جو یہاں لائے جاتے تھے ان کی شناخت کو سب سے خفیہ رکھا جاتا تھا۔ راستوں کی حفاظت پر مامور گارڈز کو سختی سے ہدایت کی جاتی تھی اور وہ ایسے کسی بھی شخص کی شناخت جاننے کی کوشش نہ کریں۔ نووارد کی اصلیت کا علم وہی رکھتا تھا جو اس کا انچارج ہوتا تھا اور جس کے حکم پر اسے یہاں لایا جاتا تھا اور کسی کو کبھی علم نہ ہو پاتا۔

لیکن.....!

اس کھیل کے پرانے کھلاڑیوں میں سے ایک دو نے اس شخص کے چہرے کی جھلک دیکھ کر اسے پہچان لیا تھا۔

اس کی تصاویر آئے روز اخبارات میں چھپتی رہتی تھی۔

اس آستین کے سانپ کو وادی کے لوگ اپنے ایک خیر خواہ کی حیثیت سے مجاہدین کے ایک رہنما کی حیثیت سے جانتے اور پہچانتے تھے گو کہ یہ شخص ''انڈر گراؤنڈ'' تھا۔ اس کو زندہ یا مردہ گرفتار کروانے پر لاکھوں روپے کا انعام مقرر تھا۔

لیکن.....!

اسے پریس میں ایک ''سازش'' کے تحت کور یج دی جا رہی تھی۔ بھارتی انٹیلی جنس کی یہ حکمت عملی بہت کامیاب رہی تھی کہ وہ ایسے غداروں کو جو مجاہدین کے بھیس میں دراصل ان کے چھوڑے ہوئے ٹاؤٹ تھے۔ خوب خوب پبلسٹی دے کر ان کی دھاک سادہ لوح عوام کے دلوں پر بٹھا دیا کرتے تھے تاکہ کسی کو ان کی اصلیت کا علم نہ ہو سکے۔

O

''سناؤ میر صاحب! کیا حال ہیں۔ آج کل تو آپ کی شہرت آسمان کی بلندیوں کو

Scanned by iqbalmt

Scanned by iqbalmt

چھونے لگی ہے۔ سرحد کے دونوں اطراف آپ کے بیانات بڑے زور وشور سے شائع ہو رہے ہیں.....'' امریش پوری نے اس سے گرم جوشی سے معانقہ کرتے ہوئے کہا۔

''جناب والا! یہ سب کچھ آپ کی مہربانیوں اور محبتوں کے طفیل ممکن ہوا ہے۔ ورنہ کیا پدی اور کیا پدی کا شوربہ.....'' میر صاحب نے بے غیرتی سے دانت نکالتے ہوئے کہا۔

''میر صاحب! چپ چاپ ہمارے اشاروں پر ناچتے رہیے۔ اگر آپ کی اور ہماری دوستی اسی طرح برقرار رہی تو یقین جانئے کہ وہ وقت دور نہیں جب آپ جموں کشمیر کے وزیر اعلیٰ ہوں گے.....'' امریش پوری نے اس کے سامنے صوفے پر ڈھیر ہوتے ہوئے کہا۔

''جناب والا! میری تو جان بھی آپ کے لئے حاضر ہے۔ آج تک کبھی ایسا نہیں ہوا کہ آپ نے کوئی حکم دیا ہو اور اس کی تعمیل نہ کی گئی ہو اور انشاء اللہ مستقبل میں بھی آپ اس خادم کو ہمیشہ وفادار ہی پائیں گے۔ بس ایک ذرا اس سردار کو لگام دے لیجئے۔ آج کل وہ کچھ زیادہ ہی اونچا اڑنے لگا ہے۔''

میر صاحب نے حق نمک جتاتے ہوئے التجا کی۔

''بے فکر رہیے میر صاحب کوئی کتنا بھی اونچا اڑے ہم جب چاہیں اسے منہ کے بل گرا دیں گے۔ میر صاحب! ہم سردار جیسوں کے پر کترنے جانتے ہیں۔ آپ مطمئن رہیے اور اپنا کام کرتے جایئے۔''

امریش پوری نے کافی کا گھونٹ حلق میں انڈیلتے ہوئے اسے مطلب کی طرف لانے کی ابتداء کی۔

''اس وقت آپ کو زحمت دینے کا کوئی ارادہ تو نہیں تھا لیکن بات ہی کچھ ایسی آن پڑی ہے کہ آپ کے سوا اور کسی طرف نظر جاتی ہی نہیں۔ میر صاحب بس یہ جانیے کہ آج ہماری اور آپ کی دوستی کا امتحان ہوگا۔ آپ تو جانتے ہیں ان کشمیریوں کے مرکز میں ہاتھ بہت لمبے ہیں اور خصوصاً مفتی صاحب آپ کے خلاف کوئی موقعہ ہاتھ سے جانے نہیں دیتے۔ ایک پرائم منسٹر صاحب ہیں کہ وہ مفتی صاحب سے آگے کسی کی بات سننے کے لئے تیار نہیں۔ انہوں نے پچھلے دنوں آپ کے خلاف خاصا طوفان اٹھایا تھا لیکن ہم آپ کے دوست جب تک موجود ہیں کوئی آپ کی ہوا کی طرف نہیں دیکھ سکتا..... میر صاحب! میں نے کل پرائم منسٹر صاحب سے میٹنگ کر

کے انہیں یقین دلایا ہے کہ وادی میں ہمیں آپ سے بڑا ہمدرد یا دوست نہیں مل سکتا اور جو کام میں آپ کو بتانے جا رہا ہوں یہ بھی صرف آپ ہی کر سکتے ہیں.....!''

امریش پوری بڑی مکاری سے اپنے شکار کی ایک ایک نبض پر ہاتھ رکھ رہا تھا۔ اس درمیان میر صاحب کے چہرے پر ایک رنگ آ اور دوسرا جا رہا تھا۔

''آپ حکم کیجئے جناب اس مفتی اور سردار کے بچے کو تو میں دیکھ لوں گا.....'' اس نے اپنے مالک کی طرف دیکھا۔

تھوڑی دیر بعد امریش پوری اسے صورت حال کی سنگینی سے آگاہ کر رہا تھا۔ اس نے گو کہ میر صاحب کو ساری بات سمجھا دی تھی لیکن اس بات کی اسے ہوا بھی نہیں لگنے دی تھی کہ دونوں اسرائیلی ہیں۔ اس نے میر صاحب کو یہی بتایا تھا کہ مجاہدین کی قید میں موجود ان دونوں غیر ملکیوں کی موت ضروری ہے اور ان کی موت میں ہی ان کی بقا ہے۔ بصورت دیگر وہ وزیر اعظم کے دل میں جو تھوڑی بہت جگہ پیدا کر سکا ہے وہ بھی ختم ہو جائے گی اور عین ممکن ہے کہ وزارت داخلہ کے لوگ مفتی صاحب کے کہنے پر اس کے خلاف حرکت میں آ کر اسے کوئی نقصان ہی نہ پہنچا دیں۔

''جناب والا! آپ جانتے ہیں کہ وہ دونوں حزب المجاہدین کے قبضے میں ہیں اور یہ لوگ بڑے سخت ہیں لیکن میں بھی اس کیس کو چیلنج جان کر قبول کر رہا ہوں اور بہت جلد آپ کو خوشخبری مل جائے گی.....'' میر صاحب نے کہا۔

''میر صاحب! میں نے آپ سے شروع ہی میں عرض کر دیا تھا کہ یہ امتحان کا وقت ہے اور ہمیں اس سے سرخرو ہو کر نکلنا ہے۔ آپ کسی بات کی پروا نہ کیجئے۔ پیسہ جتنا چاہئے جہاں چاہئے ہمیں حکم دیجئے۔ جس قسم کی مدد درکار ہو ہم حاضر ہیں۔ ناگی کو میں آپ کے حکم پر آنکھیں بند کر کے عمل کرنے کو کہہ دوں گا۔ لیکن مجھے نتائج چاہئیں۔ یہ لوگ کسی بھی طرح سرحد عبور نہ کر سکیں نہ ہی پریس کو ان کی ہوا لگنی چاہئے۔ اس سے پہلے بہر صورت انہیں ختم کر دیا جائے۔''

امریش پوری نے اس کی طرف جھکتے ہوئے کہا۔

''آپ مطمئن رہیے پانچ روز کے اندر اندر آپ کا یہ کام ہو جائے گا۔'' میر صاحب نے بالآخر فیصلہ کن لہجے میں کہا۔

''مجھے آپ سے یہی امید ہے۔''

Scanned by iqbalmt

Scanned by iqbalmt

امریش پوری نے مسکراتے ہوئے اپنے ماتحت کی طرف دیکھا جس نے بریف کیس کھول کر اس کے سامنے رکھ دیا تھا۔

''یہ دو لاکھ روپے ہیں۔ ابتدائی اخراجات رکھ لیجئے۔ اس کے علاوہ جتنے پیسوں کی دنیا کی جس کرنسی میں بھی ضرورت ہو ہمیں مطلع کر دیجئے۔ باقی باتوں کا تو آپ کو علم ہی ہے۔ ہم رابطے کے لئے پہلے والا طریقہ اور نمبر اختیار کریں گے۔''

''ٹھیک ہے.....''

میر صاحب نے اپنی کمر سے بندھے کینوس کے تھیلے میں نوٹوں کے بنڈل رکھتے ہوئے اسے احتیاط سے اپنی کمر کے ساتھ دوبارہ باندھتے ہوئے کہا۔

''مجھے اب چلنا چاہئے صبح ہونے سے پہلے پہلے میرا اپنے ساتھیوں میں موجود ہونا بہت ضروری ہے۔ میں انہیں کسی شک کا موقع نہیں دینا چاہتا.....'' اس نے کہا۔

''آپ نے بالکل بجا فرمایا۔''

امریش پوری نے اس سے دوبارہ معانقہ کر کے اسے رخصت ہونے کی اجازت دی۔

اس کے گھنٹی بجانے پر ایک مستعد کمانڈو اندر آ گیا تھا۔ جو امریش پوری کی آنکھ کے اشارے ہی سے ساری بات سمجھ گیا تھا۔ اس کمرے میں نکلنے سے پہلے میر صاحب نے اپنے چہرے پر برستی لعنت کو اپنے کندھے پر رکھی بڑی سی کشمیری شال میں چھپا لیا۔

جب وہ ایک فوجی جیپ میں اپنی پناہ گاہ کی طرف جا رہا تھا تو بہت غور سے دیکھنے پر بھی کوئی اس کی شناخت نہیں کر سکتا تھا۔

ہوائی اڈے سے قریباً دس میل کی دوری پر اس نے جیپ والوں کو رکنے کا اشارہ کیا اور جیپ سے نیچے اتر آیا اس نے جیپ میں رکھی اپنی کلاشنکوف گن کو کندھے سے لٹکا لیا تھا اور خود اس پہاڑی سلسلے پر پھیلی اندھیرے کی چادر میں غائب ہو گیا۔

وہ پیدل ہی چل رہا تھا۔ یہاں نزدیک دور کوئی سواری نظر نہیں آ رہی تھی۔ چلتے چلتے اچانک وہ ایک موڑ مڑ گیا۔ یہ راستہ نزدیکی آبادی کی طرف جاتا تھا۔ اس آبادی میں اس کا آبائی گھر تھا۔ جس کے نزدیک دور تک بھی کوئی سیکورٹی کا اہلکار نظر نہیں آتا تھا۔

صرف دکھاوے کی کارروائی کیلئے یہ لوگ کبھی کبھی یہاں چھاپہ مار لیا کرتے تھے اور میر

صاحب کے کسی رشتہ دار کو تھانے لے جا کر بٹھا دیتے جہاں سے تین چار روز کے بعد اسے اس نصیحت کے ساتھ رہا کر دیا جاتا کہ وہ باہر جا کر لوگوں کو خود پر ٹوٹنے والی قیامت کی کہانی ضرور رو رو کر سنائے۔ ڈرامے میں حقیقت کا رنگ بھرنے کے لئے اس کے جسم پر کچھ ایسے نشانات بھی بڑی ہوشیاری سے لگا دیئے جاتے جو اس کی اس کہانی کو حقیقت کا رنگ دے سکیں۔

صبح اذان ہو رہی تھی جب میر صاحب ایک دیوار پھلانگ کر اپنے گھر میں داخل ہوئے۔ ان کے بیٹے کو جیسے والد صاحب کی آمد کی پہلے سے خبر کر دی گئی تھی اور اس کے گھر والے دیدۂ دل فرش راہ کئے اس کے منتظر تھے۔

جیسے ہی اس نے گھر میں قدم رکھا ایک ایک کر کے گھر کے مکین اس سے لپٹنے لگے۔ میر صاحب کے لئے انہوں نے خاص کشمیری ناشتہ تیار کر رکھا تھا۔ میر صاحب نے ڈٹ کر ناشتہ کیا گھر والوں کی شکایات نوٹ کیں۔ اپنے بیٹے کو مقامی اخبار کے لئے بیانات تیار کر کے دیئے۔ ایک خطیر رقم اپنی بیگم صاحبہ کے حوالے کی اور اپنی راہ لی۔

محلے میں اکثر لوگوں نے انہیں گھر سے نکلتے دیکھا تھا۔

لیکن.....!

اس محلے کے بدقسمت کشمیری کیونکہ انہیں مجاہد آزادی سمجھتے تھے اس لئے ہر کسی نے ان کے احترام میں اپنی آنکھیں اور گردنیں جھکا لی تھیں اور بڑے احترام سے ان کو سلامتی کی دعائیں دیتے ہوئے رخصت کر رہے تھے۔

O

دونوں کو یہاں آٹھ روز ہونے کو آئے تھے اس درمیان کبھی کبھی ان سے مختار باتیں کرنے آ جایا کرتا تھا انہیں مجاہدین کے اس کیمپ میں گھومنے کی اجازت تھی لیکن جو علاقہ ان کے گھومنے کے لئے مخصوص تھا وہ 20 گز مربع سے زیادہ نہیں تھا۔ انہیں اب تک صرف اتنا علم ہو سکا تھا کہ وہ کسی پہاڑ کے دامن میں قید ہیں۔ جس کے چاروں طرف جنگل اور گہرے کھڈ ہیں۔

ان کی ہزار کوشش پر ابھی تک کسی مجاہد نے ان کے کسی سوال کا جواب نہیں دیا تھا۔ یہ لوگ ان کی ہر ضرورت جو ان کے اختیار میں تھی پوری کر رہے تھے لیکن مختار کے علاوہ اور کوئی ان سے بات نہیں کرتا تھا۔

Scanned by iqbalmt

Scanned by iqbalmt

پہلے پہل تو دونوں یہی سمجھے کہ ان لوگوں کو شاید انگریزی زبان نہیں آتی لیکن پھر انہیں اپنی رائے تبدیل کرنی پڑی اور وہ جان گئے کہ مجاہدین جان بوجھ کر ان سے بات نہیں کرتے۔

شاید انہیں اس کی خصوصی ہدایت کی گئی تھی۔

مختار کے ذریعے ان کے علم میں یہ بات لائی گئی تھی کہ مجاہدین نے ان کی رہائی کے عوض اپنے پندرہ ساتھیوں کی رہائی کا مطالبہ کیا ہے۔ اگر بھارتی حکومت نے انکا مطالبہ تسلیم کرلیا تو وہ انہیں رہا کردیں گے بصورت دیگر انہیں کبھی رہائی نصیب نہیں ہوگی گو کہ کمانڈر مختار نے کبھی ان سے یہ بات نہیں کہی تھی لیکن وہ اندازہ کرسکتے تھے کہ اب ان کی رہائی صرف مجاہدین کے ساتھیوں کی رہائی سے ہی مشروط ہے.....!

لیکن.....!

آج ان کے سامنے مختار نے بری عجیب بات کہی تھی۔ اس نے دونوں سے کہا تھا کہ اگر وہ رضا کارانہ طور پر بین الاقوامی پریس کے سامنے اپنی اصلیت بیان کرنے پر رضامند ہوجائیں تو انہیں فوراً رہا کیا جاسکتا ہے۔

دونوں نے یہ بات تسلیم کرنے سے انکار کردیا تھا۔

وہ جانتے تھے کہ اول تو ایسا ممکن ہی نہیں اگر انہوں نے مجاہدین کی بات مان بھی لی تو انہیں زندہ درگور کردیا جائے گا۔

دوسری صورت میں تو ممکن ہے کہ وہ ''را'' یا ''موساد'' کی کوشش سے رہا ہوجائیں اور کوئی بڑا ایکشن کرکے انہیں مجاہدین کی قید سے چھٹکارا دلا دیا جائے لیکن اگر انہوں نے کبھی اس غلطی کا ارتکاب کرلیا اور پریس کے سامنے آکر اپنی اصلیت بیان کردی تو ''موساد'' انہیں زمین کی ساتویں تہہ سے نکال کر جہنم رسید کردے گی۔

''تم ہمیں بلیک میل کررہے ہو.....؟'' جیکسن نے اس کے مطالبے پر کہا۔

''یہ تمہارا حسن ظن بھی ہے اور بدگمانی بھی۔ حالانکہ ایسی کوئی بات نہیں۔ ہمیں اس کی ضرورت ہی کیا ہے۔ میں نے تو تمہیں جلد رہائی کی شرط سے آگاہ کیا ہے۔ اگر تم یہ شرط قبول کرلو تو میرے ساتھیوں کو تمہاری رہائی میں کوئی اعتراض نہیں ہوگا لیکن اگر تم ہماری بات نہیں مانتے تو پھر تمہاری حکومت کو ہماری بات مان لینی چاہئے''..... مختار نے جواب دیا۔

''ہم مرتو سکتے ہیں لیکن اپنے ملک سے غداری نہیں کرسکتے''..... ارنی نے فیصلہ کن لہجے میں کہا۔

''جیسے آپ کی مرضی آپ بہرحال ہمارے مہمان ہیں۔'' مختار مسکراتا ہوا باہر آگیا۔

آج انہیں نواں دن ہوا تھا اور وہ یہاں کچھ اجنبی چہرے دیکھ رہے تھے۔ شاید مجاہدین کی ڈیوٹیاں بدل رہی تھیں کیونکہ جو دستہ پہلے انکی حفاظت پر مامور تھا وہ لوگ رات کو یہاں سے جا چکے تھے اور ان کی جگہ کچھ نئے لوگ آئے تھے انہیں معمول کے مطابق مغرب کے فوراً بعد اس کمرے میں بند کرکے باہر سے تالا لگا دیا گیا۔

کمرے کی چھت خاصی اونچی تھی جس کے ساتھ موجود روشن دان سے ہی کچھ روشنی اندر آیا کرتی تھی یا پھر وہ اندر لالٹین جلائے رکھتے تھے۔

دونوں کو لیٹے ابھی چند منٹ ہی گزرے تھے جب انہوں نے روشن دان سے ایک کنکر میں لپٹا کاغذ کا ٹکڑا کمرے میں گرتے دیکھا۔

جیکسن نے لپک کر کاغذ کا ٹکڑا اٹھالیا اور بے چینی سے اسے کھول کر لیمپ کی روشنی میں پڑھنے لگا۔ اس پر لکھا تھا۔

''ان لوگوں کی کوئی بات نہ ماننا کسی صورت بھی پریس کے سامنے نہیں آنا۔ ہم تمہارے بہت نزدیک ہیں اور تمہاری رہائی کی ہر ممکن کوشش جاری ہے۔ رقعہ پڑھتے ہی ضائع کردو۔''

دونوں نے باری باری رقعہ پڑھا اور ان کے دل بلیوں اچھلنے لگے۔ انہیں اس بات کا اندازہ لگانے میں دیر نہ لگی کہ یہ پیغام ''موساد'' کی طرف سے آیا ہے ارنی نے فوراً ہی کاغذ کے ٹکڑے کو لیمپ کی لو سے جلا کر راکھ کردیا اور پھر یہ راکھ اس طرح غائب کردی کہ کسی کو شک ہی نہیں گزر سکتا تھا۔

اب دونوں بڑے مطمئن ہوکر لیٹے تھے ان کے دل میں اگر کوئی معمولی سا خوف بھی تھا تو وہ دور ہوچکا تھا۔ ممکن ہے کسی ذہنی دباؤ کے تحت وہ مجاہدین کی پریس کانفرنس کے سامنے پیش ہو کر حقائق بیان کردینے والی بات مان لیتے لیکن اب وہ ایسی کوئی بات ماننے کے لئے تیار نہیں تھے۔

O

Scanned by iqbalmt

Scanned by iqbalmt

غلام نبی نے زندگی میں شاید ہی کبھی سو کا نوٹ دیکھا تھا۔ اس وقت اس کے سامنے ہزاروں روپے کے نوٹ پڑے تھے اور اس کی آنکھیں چندھیا رہی تھیں۔

''غلام نبی! خدا کی زمین انسانوں پر کبھی تنگ نہیں ہوتی۔ تم صرف ایک بات سوچو تم تین جوان بچیوں کے باپ ہو۔ کیا تم اس بات کو پسند کرو گے کہ تمہاری بچیوں کی ہندو فوجی اجتماعی آبروریزی کریں۔ اگر خدانخواستہ ایسا ہو گیا تو تمہارے پاس کیا رہ جائے گا۔ تم کسی کو منہ دکھانے کے لائق نہیں رہو گے۔ غلام نبی اور ہاں..... کیا تم یہ سمجھتے ہو کہ انٹیلی جنس کو اس بات کا علم نہیں کہ تم مجاہدین کے ساتھ ہو۔ یاد رکھنا آج کل میں وہ لوگ تمہارے گھر پر چھاپہ مارنے والے ہیں۔ وہ تمہاری بیوی اور بیٹیوں کو تھانے لے جائیں گے..... اور وہاں ان کے ساتھ جو سلوک ہو گا اس کا اندازہ تم لگا سکتے ہو۔ غلام نبی بے وقوف مت بنو۔ ان لوگوں کے فریب میں نہ آؤ۔ کسی نے تمہیں آزادی نہیں دینی..... اور اگر آزادی مل بھی جائے تو تمہارے کس کام کی۔ تمہیں تو پھر بھی اسی طرح کما کر اولاد کو کھلانا ہو گا..... ایک لاکھ روپیہ تھوڑی رقم نہیں ہوتی تم کشمیر سے ہجرت کر کے بھارت کے کسی بھی دوسرے شہر میں آرام سے اپنے بیوی بچوں کے ساتھ زندگی بسر کر سکتے ہو۔ وہ تمہارا ایک سالا بھی تو ہے بمبئی میں۔ اس کے ساتھ ہی مکان لے لینا۔ میں تمہیں اس بات کی گارنٹی لے کر دیتا ہوں کہ تمہیں وہاں تک پہنچانا حکومت کی ذمہ داری ہو گی۔''

میر صاحب نے غلام نبی کو اپنے سامنے بٹھایا ہوا تھا.....!

دونوں اس وقت کپواڑہ کے باہر ایک جنگلی سلسلے میں موجود تھے۔ غلام نبی نے حال ہی میں بندوق اٹھائی تھی اور وہ اگلے ہی روز مجاہدین کے اس قافلے میں جا رہا تھا جس نے اسرائیلیوں کو اپنی حفاظت میں لینا تھا.....!

غلام نبی کبھی مضبوط ارادے کا مالک نہیں رہا تھا۔

وہ غریب مزدور تھا سارا دن بوجھ اٹھانے سے اس کی کمر میں مستقل جھکاؤ پیدا ہو گیا تھا یہ اس کی بدقسمتی کی انتہا تھی کہ اس نے مجاہدین کی اس تنظیم کو بھی لالچ کے تحت چنا تھا۔

اسے امید تھی کہ حزب المجاہدین میں شامل ہونے سے اس کے معاشی مسائل کسی حد تک حل ہو جائیں گے کیونکہ کشمیر کے لوگ مجاہدین کی چوری چھپے مدد کر دیا کرتے تھے۔

میر صاحب اسے آج نہیں دس سال سے جانتے تھے جب وہ ان کے سیاسی جلسوں

میں شامل ہوا کرتا تھا۔ غلام نبی ان کا محلے دار تھا اور میر صاحب نے نشانہ دیکھ کر تیر پھینکا تھا۔

اپنی جوان بیٹیوں کی عصمت دری کا خوف اور اتنی زیادہ رقم کے لالچ نے کمزور ارادے اور بری نیت والے غلام نبی کے ایمان کو ڈگمگا دیا.....!

''تم مجاہدین کے خلاف کچھ کرنے کو تو جا نہیں رہے۔ آخر اس میں گھبرانے والی بات کیا ہے۔ تم نے تو دو کافروں کے کھانے میں زہر ملانا ہے اور بس..... ظاہر ہے تم جہاں بھی جاتے ہو مجاہدین تم سے کھانا پکانے کی خدمت ہی لیتے ہیں۔ ان کے لئے بھی کھانا تم ہی پکاؤ گے۔ کھانے میں زہر ملا دینا اور بس تمہارا کام ختم..... جیسے ہی تمہارا کام مکمل ہوا چپ چاپ وہاں سے نکل آنا۔ میرے آدمی بحفاظت تمہاری واپسی کے ذمہ دار ہیں۔ حکومت تمہیں تمہارے بچوں سمیت راتوں رات کشمیر سے باہر پہنچا دے گی..... اور ہاں اگر تم مزید ضمانت چاہتے ہو تو میں آج ہی تمہاری بیوی اور بچیوں کو جہاں بھی تم کہو پہنچا دیتا ہوں۔''

بالآخر میر صاحب نے اپنے ترکش کا آخری تیر بھی چلا دیا۔

اب غلام نبی کے بچنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا تھا۔

''مجھے کرنا کیا ہے.....'' اس نے بے چینی سے پوچھا۔

''کچھ بھی نہیں..... مطمئن رہو۔ یہ چھوٹی سی شیشی دیکھ رہے ہو۔ یہ دنیا کا سب سے زیادہ سریع الاثر زہر ہے۔ دونوں کو جو کھانا جائے گا اس میں زہر کے چند قطرے شامل کر دینا۔''

''میں تیار ہوں، لیکن تمہیں میری بیوی اور بچیوں کو آج رات ہی دہلی پہنچانا ہو گا۔''

کمزور ایمان کے مالک غلام نبی نے کہا۔

''جیسے تمہاری مرضی اور ہاں تم ضرورت کے لئے تھوڑے پیسے اپنے پاس رکھ لو باقی میں تمہارے گھر والوں کو ہی دے دوں گا۔ تمہارے پاس اگر اتنی زیادہ رقم کسی نے دیکھ لی تو ان لوگوں کو شک پڑ سکتا ہے۔''

میر صاحب نے اسے دو تین ہزار روپے تھماتے ہوئے باقی رقم بڑی ہوشیاری سے واپس رکھ لی تھی۔

''میر صاحب! بات تو آپ کی ٹھیک ہے۔'' ہوس کے مارے غلام نبی نے پیسے اپنی جیبوں میں ٹھونستے ہوئے کہا۔

Scanned by iqbalmt

Scanned by iqbalmt

''اچھا پھر خدا حافظ.....'' کیمپ سے تمہارا زیادہ دیر باہر رہنا بھی ٹھیک نہیں۔ مطمئن رہنا اور میرے کہے پر عمل کرنا۔ کام مکمل ہوتے ہی اسی راستے پر آنا ہے جس پر میں نے تمہیں آنے کے لئے کہا ہے۔ قریباً ایک فرلانگ دور ہم لوگ تمہاری حفاظت کے لئے موجود ہوں گے۔ یہاں سے تمہیں محفوظ راستے سے نکال کر لے جائیں گے۔''

میر صاحب نے قربانی کے بکرے کو سمجھاتے ہوئے کہا۔

تھوڑی دیر بعد دونوں الگ ہو گئے۔

میر صاحب زمانے کا کائیاں آدمی تھا۔ وہ ایک ایک چال سمجھ کر چل رہا تھا۔ اس نے اپنی دانست میں ایسا منصوبہ بنایا تھا کہ سانپ بھی مر جائے اور لاٹھی بھی نہ ٹوٹے۔ اپنی کامیابی کے تصور ہی سے وہ جھوم رہا تھا۔ اس سودے میں نہ صرف اسے کم از کم پانچ لاکھ روپے ملنے کی امید تھی بلکہ اس طرح وہ مستقبل میں اپنے دیرینہ سیاسی حریف سردار صاحب اور مفتی صاحب کو بھی کھینچ سکتا تھا۔ اس نے امریش پوری کی مدد سے اپنے سیاسی حریفوں کو بے عزت کرنے کا بڑا گھناؤنا منصوبہ تیار کیا تھا۔

لیکن.....

اس کے سارے منصوبوں کی کامیابی کا دارومدار غلام نبی پر تھا۔ اگر اس کا وار چل جاتا تو میر صاحب کے وارے نیارے ہو جاتے۔

O

غلام نبی کی حیثیت یوں تو مجاہدین کے اس لشکر میں ایک باورچی کی سی تھی لیکن تمام مجاہدین کی اکثریت نوجوانوں پر مشتمل تھی اس کی بہت عزت کرتے تھے۔

وہ اسے اکثر چاچا کہہ کر پکارا کرتے انہیں اس بات کا علم تھا کہ غلام نبی نے اپنی جوان بیٹیوں کی عصمت داؤ پر لگا کر اپنے سر پر کفن باندھا ہے..... کسی بھی مجاہد کے خاندان کے ساتھ ہندو درندے کیا سلوک کرتے تھے۔ اس بات کا ان سب کو بخوبی علم تھا۔

آج بھی مجاہدین کا جو دستہ غیر ملکی قیدیوں کی حفاظت کے لئے آ رہا تھا اس میں غلام نبی شامل تھا اور مجاہدین بطور خاص اس کا خیال رکھتے تھے.....!!

غلام نبی کو بتایا گیا تھا کہ ان کے کیمپ میں دو غیر ملکی قیدی موجود ہیں جن کی خوراک کا

بطور خاص خیال رکھنا ہے۔

''جناب آپ بے فکر ہو جایئے کبھی شکایت کا موقعہ ملا ہے آپ کو اس سے پہلے''.....!!

اس نے کمانڈر مختار سے کہا تھا۔

صبح کا ناشتہ وہ خود مہمانوں کے لئے بنا کر لے گیا تھا۔ اس کے بعد دوپہر کا کھانا شام کی نماز باجماعت ادا کرنے کے بعد مجاہدین ان دونوں قیدیوں کو بند کر دیتے تھے اور بند کرنے سے پہلے انہیں رات کا کھانا اور قہوہ بھی ساتھ ہی دے دیا جاتا تھا۔ صبح جب ان کا کمرہ کھولا جاتا تو رات کے برتن اٹھا لئے جاتے تھے۔

غلام نبی نے اسی وقت کا انتخاب کیا تھا۔

اس نے اگلے کسی دن کا انتظار کرنے کے بجائے آج ہی کے دن کو اپنے کام کے لئے مناسب جانا تھا اور اب وہ جلد از جلد اپنا کام کر کے نکل جانا چاہتا تھا۔ کیونکہ اس کی بیوی اور بچیاں میر صاحب کے کہنے کے مطابق اب تک دہلی کیلئے روانہ ہو چکی تھیں اور وہ خود ایک لاکھ روپیہ لے کر ان کے ساتھ ہی دہلی پہنچنا چاہتا تھا۔

بے چارہ غلام نبی.....!

اس نے کانپتے ہاتھوں تیار کھانے میں زہر شامل کیا یہ زہر اس نے کھانے کی تمام ڈشوں کے علاوہ قہوے میں بھی ڈال دیا تھا تاکہ قیدیوں کے زندہ بچ رہنے کا کوئی چانس ہی باقی نہ رہ جائے۔

کھانا قیدیوں کے سامنے رکھ کر وہ باہر آ گیا۔ یہی اس کی ڈیوٹی تھی باقی کام دوسرے مجاہدوں کا تھا۔ باورچی خانے میں پہنچنے کے بعد اس نے شام کی اذان کی آواز سنی جب مجاہدین نماز کی تیاریوں میں مصروف تھے تو غلام نبی چپ چاپ اسی راستے کی طرف نکل گیا جس طرف اس کی دانست میں میر صاحب کے لوگ اسے اپنی حفاظت میں لینے کے لئے موجود تھے۔

سردیوں کی وجہ سے یہاں مغرب کے ساتھ ہی اندھیرا بڑھنے لگتا تھا۔ اس وقت بھی ہاتھ کو ہاتھ سجھائی نہیں دے رہا تھا کیونکہ وہ گھنے جنگلی راستے پر سفر کر رہا تھا۔ اس کے چاروں طرف پہاڑ تھے یا پھر گھنا جنگل.....!!

غلام نبی اندازے کے مطابق قریباً ڈیڑھ فرلانگ تک چلا تھا جب اسے ٹارچ کی روشنی

Scanned by iqbalmt

Scanned by iqbalmt

اپنی طرف بڑھتی دکھائی دی۔ یہ اشارہ ان لوگوں نے پہلے سے اپنے آپس کے ملاپ کے لئے مقرر کیا تھا۔

غلام نبی اپنی جگہ رک گیا۔

O

ابھی اسے وہاں کھڑے چند سیکنڈ ہی گزرے تھے جب اسے اپنے پہلو میں انگارے گھسنے کا احساس ہوا۔

اس سے پہلے کہ اسے صورت حال کی سمجھ آتی اچانک ہی درجنوں گولیوں نے اس کے جسم کے پرخچے اڑا دیئے۔ اس کے جسم پر بہت قریب سے سلینسر لگے پستولوں سے فائرنگ کی جا رہی تھی حملہ آور ایک سے بہر حال زیادہ تھے جنہوں نے چند سیکنڈ کے اندر اسے موت کی گہری نیند سلا دیا۔

اس کی موت کا یقین ہو جانے کے بعد وہ اسے جوں کا توں چھوڑ کر فرار ہو گئے۔

غلام نبی کی اچانک گمشدگی نے مجاہدین کو پریشان کر دیا تھا۔ پہلے تو وہ یہی سمجھے کہ شاید غلام نبی کو کسی چیز کی ضرورت محسوس ہوئی ہے اور اس نے گاؤں جانے کا اکیلے ہی فیصلہ کر لیا تھا۔

لیکن.....!

یہ کیسے ممکن تھا کیونکہ کیمپ کے قوانین کے مطابق کمانڈر کے حکم کے بغیر کوئی بھی مجاہد کیمپ سے باہر قدم نہیں رکھ سکتا تھا۔

جب رات گئے تک اس کی واپسی نہ ہوئی تو انہوں نے سوچا کہ وہ نزدیکی جنگل میں راستہ بھول گیا ہے۔ پھر انہیں یہ شک گزرا کہ کہیں غلام نبی کسی جنگلی درندے کا شکار نہ ہو گیا ہو۔

صبح تک بے چینی سے وہ اس کا منتظر رہے۔ رات کے اندھیرے میں جب کہ بارش نے بھی زور پکڑ لیا تھا جنگل میں اسے تلاش کرنا ممکن نہیں تھا۔

☆☆☆

چوٹ

علی الصبح جب نماز کی ادائیگی کے بعد انہوں نے قیدیوں کے کمرے کا دروازہ کھولا تو دروازہ کھولنے والا مجاہد بھاگتا ہوا کمانڈر تک پہنچا تھا۔ اس کے منہ سے جو بات نکلی اس نے ایک لمحہ کے لئے تو کمانڈر مختار کو ہلا کر ہی رکھ دیا تھا۔ مجاہدوں کے ہمراہ جب وہ بھاگتا ہوا ان کے کمرے تک پہنچا تو دونوں لاشیں ان کا منہ چڑا رہی تھیں۔

''زہر.....'' ایک بوڑھے مجاہد نے ان کے سرہانے بیٹھ کر ان کے چہروں کو غور سے دیکھتے ہوئے اعلان کیا۔

غلام نبی کے فرار کی وجہ کمانڈر مختار کو فوراً سمجھ آ گئی تھی۔ اسے یہ اندازہ لگانے میں کچھ دیر نہیں لگی تھی کہ غلام نبی نے کھانے میں زہر ملا کر انہیں ہلاک کیا ہے۔

فوراً ہی مجاہدین کی تین ٹولیاں اس کی تلاش میں نکل گئیں جنہوں نے تھوڑی دیر بعد اس کی گولیوں سے چھلنی لاش بھی دریافت کر لی۔

اس کا صاف مطلب یہی تھا کہ دشمن نے اسے اپنے مقصد کے لئے استعمال کرنے کے بعد سازش کا نام و نشان مٹانے کے لئے موت کی گہری نیند سلا دیا۔

مجاہدین کو ان دونوں کی ہلاکت پر زبردست دھچکا لگا تھا۔

ان کے لئے اس بات کا تصور ہی سوہانِ روح بنا جا رہا تھا کہ دشمن نے ان کی صفوں میں جگہ بنا لی ہے۔

اسرائیلیوں کا ان کی حراست میں مر جانا اس بات پر دلالت کرتا تھا کہ ان کے درمیان آستین کے سانپ موجود ہیں جو مستقبل میں انہیں ناقابل تلافی نقصان پہنچا سکتے تھے۔ یہ مجاہدین کا محفوظ ترین کیمپ تھا۔

لیکن.....

Scanned by iqbalmt

Scanned by iqbalmt

انہیں اس تلخ حقیقت کا احساس ہو گیا تھا کہ جہاں دشمن کی رسائی نہیں وہاں اس کے زرخرید کتے موجود ہیں جو دشمن سے زیادہ تباہ کاری کرنے کی طاقت رکھتے ہیں۔ انہیں بہرصورت اس سازش کا پتہ چلانا تھا۔

انہیں معلوم کرنا تھا کہ اس سازش کے ڈانڈے کہاں تک جاتے ہیں اور دشمن کو اس کے متعلق کس حد تک معلومات حاصل ہیں۔

کمانڈر مختار کے حکم پر فوری طور پر اس کیمپ کو ختم کرنے کا فیصلہ کر لیا گیا تھا۔ وہ لوگ اب نئے سرے سے نئی مورچہ بندیاں کرنے جا رہے تھے۔

اپنوں کے ہاتھوں انہوں نے ہزیمت اٹھائی تھی اس کے بعد یہ ناگزیر ہو گیا تھا کہ وہ اپنے سیکورٹی نظام کا از سر نو جائزہ لیتے۔

O

''جناب والا! ''معاملہ اوکے'' ہو گیا ہے۔''

میر صاحب نے رات گئے جب ٹیلی فون پر امریش پوری کو اطلاع دی تو اس نے سکھ کا سانس لیا۔

جب سے میر صاحب کو اس نے یہ ذمہ داری سونپی تھی وہ ایک منٹ کے لئے چین کی نیند نہیں سو پایا تھا۔ جب بھی اس کی تھوڑی دیر کے لئے آنکھ لگتی وہ ہڑبڑا کر اٹھ بیٹھتا۔

یہ پچھتاوہ اس کی جان کو آ گیا تھا کہ اب وہ ساری زندگی بریگیڈیئر شمیر سے آنکھ ملا کر بات نہیں کر سکتا۔

خدا جانے اس کی بدقسمتی تھی یا پاکستانی انٹیلی جنس کی خوش قسمتی کہ اس نے جب بھی پاکستان کے خلاف ''موساد'' کو خوش کرنے کے لئے کوئی گھناؤنا اقدام کیا۔ پاکستانی ہوشیار ہو جاتے تھے۔

یہ اطلاع کہ اسے کینیڈا میں دھوکے میں رکھ کر پاکستانی انٹیلی جنس اپنے مقصد کے لئے استعمال کرتی رہی ہے۔ اس کے خون میں ابال پیدا کرتی رہتی تھی۔ امریکہ ایف بی آئی اور کینیڈین آر سی ایم پی نے اسے بتایا تھا کہ ''را'' کی فراہم کردہ اطلاعات پر آنکھیں بند کرنے کا خمیازہ انہیں بھی بھگتنا پڑا ہے کہ پاکستانیوں نے انہیں دھوکے کی چال کا شکار کر کے اپنے مطلب اور ضرورت

کے ایٹمی پرزے اپنے ملک میں پہنچا دیئے ہیں۔

سانپ گزر چکا تھا.....

امریش پوری جانتا تھا کہ اب لکیر پیٹنے سے کوئی فائدہ حاصل نہیں ہوگا۔

لیکن.....!

وہ چپ ہو کر بیٹھنے والا نہیں تھا۔

وہ چاہتا تھا کہ کوئی ایسا کام کر گزرے جو اسے کم از کم ''موساد'' کی نظروں میں ضرور سرخرو کر دے۔ دونوں اسرائیلیوں کو مروا کر تو اس نے ایک حد تک معاملات کو سنبھال لیا تھا اگر یہ دونوں پریس کانفرنس کرنے میں کامیاب ہو جاتے تو دنیا کی کوئی طاقت اسے استعفیٰ دینے سے باز نہیں رکھ سکتی تھی۔

اگر وہ خود استعفیٰ نہ دیتا..... تو اسے نوکری سے برخاست کر دیا جاتا۔

میر صاحب نے اس کی طرف بڑھنے والے طوفان کو بروقت روک لیا تھا۔

O

وہ میر صاحب کے لئے اپنے دل میں صرف اس لئے تشکر کے جذبات محسوس کر رہا تھا کہ اس نے برے وقت میں امریش پوری کی مدد کی تھی ورنہ اس کے نزدیک مسلمان غدار کی حیثیت کرائے کے ٹٹو سے زیادہ کچھ نہیں رہی تھی۔

اگر وہ یہ معاملہ مقامی ''را'' کے انچارج پر چھوڑ دیتا تو سوائے ذلت کے اور کچھ ہاتھ نہ آتا۔ یہ سبق اس نے بہت پہلے سیکھ لیا تھا اور بلی کی طرح اپنا ایک داؤ اپنے ماتحتوں سے چھپا کر رکھتا تھا۔

بہت کم لوگوں کو علم تھا کہ ''میر صاحب'' اس کے خاص آدمی ہیں۔ مقبوضہ کشمیر میں موجود سیکورٹی ایجنسیوں کو صرف اتنی ہدایت کی گئی تھی کہ وہ میر صاحب پر ہاتھ نہیں ڈالیں گے خواہ وہ کچھ بھی کرتے پھریں۔

لیکن.....!

اس بات کا علم بہت سے لوگوں کو رہا تھا کہ میر صاحب کسی ایجنسی کے ساتھ ''تھرو'' ہیں۔

Scanned by iqbalmt

Scanned by iqbalmt

علی الصبح جب اس نے دونوں اسرائیلیوں کی موت کی تصدیق اپنے ذرائع سے کر لی تو فوراً ہی اخبارات کو پہلے سے تیار شدہ سرکاری بیان جاری کر دیا گیا۔

اس بیان میں کہا گیا تھا کہ دو غیر ملکیوں کی رہائی کے لئے مجاہدین کی طرف سے پیش کردہ تمام شرائط بھارتی حکومت تسلیم کرنے کے لئے تیار ہے چونکہ حکومت کی یہ طے شدہ پالیسی ہے کہ وہ کسی غیر ملکی کی جان کو خطرے میں نہیں ڈالے گی۔ مجاہدین نے ''دو غیر ملکی انجینئرز'' کی رہائی کے لئے اپنے جن ساتھیوں کی رہائی کا مطالبہ کیا ہے حکومت انکو رہا کرنے کے لئے تیار ہے۔ وقت اور مقام کا تعین بھی مجاہدین کی خواہشات کے مطابق کیا جائے گا۔ اس ضمن میں جس غیر ملکی سفارت خانے یا ایجنسی کو وہ ''درمیانی آدمی'' کا کردار ادا کرنے کے لئے کہیں گے ان کی بات مانی جائے گی۔

اس کے ساتھ ہی بھارتی اعلیٰ حکام کی طرف سے دلی میں موجود پاکستانی سفارت خانے کو درخواست کی گئی تھی کہ وہ ''درمیانی کردار'' ادا کر کے بے گناہ غیر ملکیوں کو مجاہدین کے شکنجے سے رہائی دلائے۔

جیسے ہی یہ خبر جاری ہوئی ''موساد'' حرکت میں آ گئی۔

ساری دنیا کی طرف سے مجاہدین کشمیر کے نام اپیلوں کا تانتا بندھ گیا۔

O

ان اپیلوں میں مجاہدین سے درخواست کی گئی تھی کہ اب جب کہ بھارتی حکومت نے ان کی تمام شرائط بھی تسلیم کر لی ہیں تو اخلاقی طور پر غیر ملکیوں کو مزید حراست میں رکھنے کا کوئی جواز باقی نہیں رہ جاتا۔

یہودی پریس نے بھارتی حکومت کی اس ''فرخدلانہ پیش کش'' کا وہ غلغلہ بلند کیا تھا کہ ساری دنیا کے در و بام اس سے گونجنے لگے تھے۔ سازش کا اگلا مرحلہ شروع ہوا اور دنیا کے کونے کونے سے پاکستانی وزیر اعظم کے نام اپیلیں جاری ہونے لگیں کہ وہ خود دلچسپی لے کر غیر ملکیوں کی رہائی کی کوشش کریں۔ ان پر مختلف غیر ملکی سفارت خانوں کی طرف سے دباؤ ڈالا جانے لگا کہ پاکستانی وزیر اعظم مجاہدین کشمیر سے اپیل کریں کہ وہ دونوں غیر ملکیوں کو رہا کر دے.....!!

امریش پوری اور بریگیڈیئر شمیر ایک ایک مہرہ بڑی کامیابی سے آگے بڑھا رہے تھے۔

انہوں نے اپنی دانست میں بڑی زوردار چال چلی تھی اور بڑے نامحسوس انداز میں ساری دنیا پر ثابت کر دیا تھا کہ دونوں غیر ملکیوں کے اغوا میں پاکستانی حکومت ملوث ہے۔

O

مجاہدین کے لئے بڑا مشکل وقت آن پڑا تھا.....!

میدان جنگ میں تو وہ دشمن کا مقابلہ ہر سطح پر اپنی حیثیت کے مطابق کر رہے تھے۔

لیکن.....!

اس چانکیائی سیاست کا مقابلہ کرنا ان کے بس کی بات نہیں تھی۔ ان کی حراست میں اسرائیلیوں کی موت نے کھیل کا پانسہ ہی پلٹ کر رکھ دیا تھا۔

ہوا کا رخ اچانک ہی بدل گیا تھا۔ وہ چال جو دشمن کے خلاف چلنے والے تھے۔ اس میں خود پھنس کر رہ گئے تھے۔ دنیا میں کسی شخص کو اس بات کا یقین دلانا کہ ''را'' نے اسرائیلی قیدیوں کو ان کی حراست میں زہر دے کر مار ڈالا ہے بہت مشکل بلکہ ناممکن بات تھی۔

اس مرحلے پر یہ خطرہ محسوس کیا جا رہا تھا کہ جب اسرائیلیوں کی موت کی خبر دنیا کو ملے گی تو یہودی پریس اس خبر کو مختلف مرچ مصالحے لگا کر اس انداز میں اچھالے گا کہ دنیا بھر میں موجود مجاہدین کے ہمدرد بھی خود کو مشکل میں گرفتار پائیں گے اور بھارتی حکومت ایک مرتبہ پھر ایڑی چوٹی کا زور لگا کر مجاہدین کو ''دہشت گرد'' ثابت کرنے کی کوشش کرے گی۔

انہیں جلد از جلد کچھ کرنا تھا۔

کچھ بھی.....!

کوئی بھی ایسا فیصلہ جو انہیں دشمن کی اس چال سے محفوظ رکھ سکتا۔

مجاہدین کے ''ہمدردوں'' کا ''را'' نے کڑا امتحان لیا تھا۔ بالآخر انہوں نے اپنا لائحہ عمل طے کر لیا۔

اگلے روز عالمی پریس کو مجاہدین کے حوالے سے خبر جاری کر دی گئی کہ وہ بھارتی حکومت کی اس پیش کش کا جواب دیں گے اور اگلے 48 گھنٹوں میں دونوں قیدیوں کو رہا کر دیا جائے گا لیکن اس سے پہلے بھارتی حکومت ان کی فراہم کردہ فہرست میں سے کم از کم دس مجاہدین ان کے سپرد کرے۔

Scanned by iqbalmt

Scanned by iqbalmt

مجاہدین نے اس بیان میں کہا تھا کہ وہ اپنی اور بھارتی حکومت کی اس لڑائی میں کسی اور کو گھسیٹنے کے قائل نہیں ہیں نہ ہی وہ اس مرحلے پر کسی بھی ''طاقت کو'' درمیانی رابطے کا رول ادا کرنے کی اجازت دے سکتے ہیں۔

ان کی طرف سے کہا گیا تھا چونکہ یہ لڑائی غاصب بھارتی حکومت اور مجاہدین کے درمیان ہے۔ اس لئے وہ براہ راست بات کریں گے۔ اس کے ساتھ ہی دعویٰ کیا گیا تھا کہ مجاہدین اور بھارتی حکومت کے درمیان ایک ''مقامی لیڈر'' کے ذریعے رابطہ بحال ہے اور بھارتی حکومت دنیا کو دھوکہ دینے کے لئے کہہ رہی ہے کہ مجاہدین نے اس سے رابطہ نہیں کیا۔

O

اس بیان کی اشاعت نے ایک مرتبہ پھر امریش پوری کے ہاتھوں کے طوطے اڑا دیئے تھے۔

''بڑے کائیاں لوگ ہیں۔ واقعی میں نے آئی ایس آئی کو انڈر ایسٹیمیٹ کیا تھا۔'' اس نے بیان پر تبصرہ کرتے ہوئے کہا۔

وزیر داخلہ اور امریش پوری سر جوڑے بیٹھے تھے۔ وزیر داخلہ اسے بار بار یہی کہہ رہا تھا کہ وہ اس بات کا اعلان کر دے کہ مجاہدین نے دونوں یرغمالیوں کو ہلاک کر دیا ہے۔

لیکن.....

امریش پوری اس مرحلے پر اس ''احمقانہ تجویز'' پر غور کرنے کو بھی تیار نہیں تھا وہ جانتا تھا کہ ایسی بات کہہ کر وہ چوہے کی طرح جال میں پھنس جائے گا۔ اس کی دانست میں اس نے مجاہدین پر جس طرح نفسیاتی حملہ کیا تھا۔ گھبرا کر ان کے ہاتھ پیر پھول جاتے اور وہ ضرور کوئی ایسی حرکت کرتے جس سے عالمی سطح پر ان کی اتنی رسوائی ہو جاتی کہ پھر دنیا میں لمبے عرصے تک ان کے حق میں کوئی آواز بلند نہ ہوتی۔

لیکن.....!

مجاہدین کے ''پیر'' بڑے سیانے تھے۔

امریش پوری کو سمجھ نہیں آ رہی تھی کہ یہ لوگ کتنے مضبوط اعصاب کے مالک ہیں۔ خدا جانے ان کی کیا پلاننگ تھی۔

خدا جانے انہوں نے معاملات کو کیسے سنبھالا تھا۔

''میرے خیال سے ہمیں فوراً ان کے دس ساتھیوں کی رہائی کا اعلان کر دینا چاہئے۔'' ایک اعلیٰ افسر نے مشورہ دیا۔

''تمہارا دماغ تو صحیح ہے.....'' وزیر داخلہ نے اسے پھاڑ کھانے والے لہجے میں ڈانٹ دیا..... ''کیا تمہیں علم نہیں کہ دونوں یرغمالی مارے جا چکے ہیں اور وہ لوگ اس پوزیشن میں نہیں رہے کہ اپنے ساتھیوں کو رہا کروا سکیں یا ہم سے اپنی کوئی بھی بات منوا سکیں۔''

''منسٹر صاحب! آپ کی بات ٹھیک ہے لیکن خدارا اس بات پر بھی غور کیجئے کہ ہماری بین الاقوامی پوزیشن کیا ہوگی۔ ہم نے خود ہی ایک چال چلی ہے اور آپ یہ چاہتے ہیں کہ ہم خود ہی اس میں پھنس کر رہ جائیں۔''

ایک اور اعلیٰ افسر نے رائے پیش کی۔

''آپ کا کیا خیال ہے مسٹر پوری؟''

ہوم منسٹر نے بڑے طنزیہ لہجے میں اس سے دریافت کیا تھا۔

''میرے خیال سے ہمیں اپنے منصوبے میں حقیقت کا رنگ بھرنے کے لئے ان کے کچھ ساتھیوں کو ضرور رہا کرنا پڑے گا۔ دنیا کو اپنی بے گناہی کا یقین دلانا ضروری ہے اور ہم نے خود اس کھیل کا آغاز کیا ہے۔ میں نہیں چاہوں گا کہ ہم سارے اہم پتے ان کے ہاتھ میں سونپ دیں۔''

امریش پوری اس کے علاوہ کیا کہہ سکتا تھا۔

''ویل ڈن مسٹر پوری.....!'' ہوم منسٹر نے طنزیہ انداز میں تالیاں بجاتے ہوئے کہا..... ''بہت اچھے کھلاڑی ہیں آپ دو لاشوں کے بدلے دشمن کو اس کے دس ساتھیوں کا تحفہ پیش کرنے جا رہے ہیں۔''

''منسٹر صاحب!''..... پوری کو طیش آ گیا تھا ''ضروری نہیں کہ ہر بات کی سمجھ آپ کو آ جائے۔ سیکورٹی اور سیاست میں کچھ تو فرق ہوتا ہے اور یاد رکھئے اگر ان دو لاشوں کے عوض آپ کو ان کے ساتھی رہا کرنے پڑیں تو یہ سودا مہنگا نہیں ہے۔ آپ یہ کیوں بھول جاتے ہیں کہ ان کو رہا بہر حال ہم نے کرنا ہے۔ ہم نے..... جنہیں اس بات کا علم ہے کہ اس کے عوض صرف دو لاشیں

Scanned by iqbalmt

Scanned by iqbalmt

موصول ہوں گی.....وہ بھی.....''اس نے اپنی بات نامکمل چھوڑ دی۔

ایک لمحے کے لئے بوڑھے ہوم منسٹر نے کچھ سوچا۔ پھر اس نے اپنے سر کو اس انداز سے ہلایا جیسے اسے امریش پوری کی بات کی سمجھ آ گئی ہو۔

''بہر حال مجھے اس ضمن میں وزیر اعظم سے بات کرنا ہو گی.....''اس نے اپنی سیاسی اکڑ دکھائی۔

''جیسے آپ کی مرضی لیکن آپ کو آج رات تک فیصلہ کر لینا چاہئے کیونکہ رات کو ہم یہ خبر جاری کرنا چاہتے ہیں۔ اس فیصلے پر ہی ہماری آئندہ حکمت عملی طے پائے گی۔''

امریش پوری نے اپنی جگہ سے اٹھتے ہوئے کہا۔

O

اگلے روز صبح کے اخبارات میں حکومت کی طرف سے مجاہدین کی یہ شرط بھی قبول کر لینے کا اعلان کیا گیا تھا اور کہا گیا تھا کہ حکومت آج شام مجاہدین کے پانچ ساتھیوں کو رہا کر دے گی۔ جس کے بعد مجاہدین سے درخواست کی گئی تھی کہ وہ اگلی صبح تک دونوں غیر ملکیوں کو رہا کر دیں۔

اس خبر کی اشاعت نے بھارتی ''راجیہ سبھا'' (ایوان نمائندگان) کو ہلا کر رکھ دیا تھا۔

راجیہ سبھا کا اجلاس جاری تھا جب یہ خبر وہاں پہنچی جس پر اپوزیشن نے طوفان کھڑا کر دیا۔ حکومت پر الزام لگایا گیا کہ وہ ''دہشت گردوں'' کے ہاتھوں بلیک میل ہو رہی ہے اور فوراً مستعفی ہو جائے۔ صورت حال اتنی بگڑی کہ شام کو وزیر اعظم کو خود ٹی وی پر آ کر وضاحت کرنا پڑی جس میں بتایا گیا کہ حکومت کسی سے بلیک میل نہیں ہو رہی لیکن دو غیر ملکی بے گناہ انجینئرز کی زندگی کو خطرے میں نہیں ڈالا جا سکتا۔ ان کی جان کی حفاظت کرنا بھارتی حکومت کی ذمہ داری ہے اس معاملے کو حکومت اپنی ناک کا مسئلہ نہیں بنائے گی۔

O

اگلے روز شام پانچ بجے!

عالمی پریس کے نمائندے اس مقام پر جمع تھے جہاں ایک ہیلی کاپٹر میں پانچ کشمیری مجاہدین کو بٹھا کر لایا گیا۔ انہیں دہلی کی تہاڑ جیل سے یہاں لایا گیا تھا۔ عالمی پریس کے نمائندوں کو بتایا گیا تھا کہ مجاہدین کے ساتھ پانچوں کی رہائی کے لئے یہی جگہ طے کی گئی ہے۔ ان لوگوں کو

اس بات کی دعوت دی گئی تھی کہ وہ یہاں سے دس دس میل کی دوری تک اپنی تسلی کے لئے اس بات کا جائزہ لے سکتے ہیں کہ بھارتی سیکورٹی فورسز کے لوگ موجود نہیں۔

اس درمیان ایک مقامی کشمیری کو پیش کیا گیا جس نے اپنا تعارف مجاہدین اور بھارتی حکومت کے ''درمیانی رابطے'' کی حیثیت سے کروایا اور اس نے کہا کہ یہ اس کی ذمہ داری ہے کہ رہا شدہ ان قیدیوں کو محفوظ ہاتھوں میں منتقل کرے جس کے بعد مجاہدین دونوں غیر ملکیوں کو اس کے حوالے کر دیں گے''۔

یہ ''جعلی درمیانی رابطہ ''را'' کا ایک ہونہار آفیسر تھا۔''

امریش پوری نے بھی کچی گولیاں نہیں کھیلی تھیں۔ اسے بھی اس کھیل میں اب مزہ آنے لگا تھا۔ مجاہدین کو سبق سکھانے کے لئے ایک گھناؤنی چال وہ بھی چل گیا تھا.....!

فوٹو گرافروں کے کیمرے حرکت میں آئے۔!

رہا شدہ بدقسمت مجاہدین کو صرف اتنا علم تھا کہ ان کے ساتھیوں نے انہیں اپنے زور بازو سے رہا کروایا ہے اور انہیں عالمی پریس کے سامنے رہا کیا جا رہا ہے۔

جس شخص نے مجاہدین کے نمائندے کی حیثیت سے ان سے جیل میں ملاقات کی تھی وہ بھی ''را'' کا آفیسر تھا۔

اور.....

ان بے چاروں کے پاس ایسا کوئی ذریعہ نہیں تھا کہ وہ اس شخص کی تصدیق کر سکتے انہیں ان کے کمانڈروں کے پیغام پہنچائے گئے تھے۔ جو شناخت بتائی گئی تھی وہ بالکل صحیح تھی..... ''را'' کو مجاہدین سے متعلق جتنی بھی اطلاعات حاصل تھیں۔ وہ اس ڈرامے میں حقیقت کا رنگ بھرنے کے لئے استعمال کی گئیں۔

اور خوب خوب استعمال کی گئیں.....!!

پانچوں بہت خوش تھے انہوں نے بین الاقوامی پریس کے سامنے بڑی دلیری سے باتیں کیں۔ کشمیر کی آزادی کے لئے اپنے خون کا آخری قطرہ تک بہا دینے کے عزم کا اعادہ کیا اور کہا کہ اگر انہیں ہزار مرتبہ جی کر مرنا پڑے تو بھی یہ سودا کشمیر کی آزادی کے لئے مہنگا نہیں۔

مجاہدین کے ''درمیانی رابطے'' نے ان پانچوں کو اپنے ساتھ لیا اور ایک سمت پیدل چلنا

Scanned by iqbalmt

Scanned by iqbalmt

شروع کر دیا۔ یہ ایک دشوار گزار پہاڑی راستہ تھا جس پر وہ لوگ سفر کر رہے تھے۔ یہ شخص جس نے اپنا تعارف ایک مسلمان کی حیثیت سے کروایا تھا مقامی کشمیری زبان میں ان سے گفتگو کر رہا تھا۔

پریس کے کچھ لوگ بھی ان کے ساتھ چل رہے تھے۔ ڈیڑھ دو میل تک وہ ان کے ساتھ چلتے رہے آرمی والے اپنی جگہ موجود رہے۔

اندھیرا بڑھنے لگا تھا اس درمیان پریس کے لوگوں نے اپنے طور پر اس بات کی تسلی کر لی تھی کہ یہ کوئی ''چال'' نہیں واقعی انہیں رہا کر دیا گیا تھا۔

شاید وہ آگے بھی جاتے.....!

اچانک ہی ''درمیانی رابطے'' نے معذرت کرتے ہوئے انہیں کہا کہ مجاہدین کا حکم یہی ہے کہ اس جگہ سے آگے ان چھ کے علاوہ اور کوئی نہیں جائے گا بصورت دیر غیر ملکیوں کی رہائی خطرے میں پڑ سکتی ہے۔

بادل نخواستہ پریس والوں کو واپس جانا پڑا۔

پانچوں رہا شدہ قیدی اس کی رہنمائی میں سفر کر رہے تھے۔ جب ان میں سے اچانک ایک کے دل میں کچھ خیال آیا اور وہ اپنی جگہ جم کر کھڑا ہو گیا۔

''میں اس سے آگے اکیلا سفر کروں گا.....'' اس نے فیصلہ کن لہجے میں کہا۔

''لیکن یہ بات معاہدے کے خلاف ہے۔ اس طرح ان لوگوں کو شک ہو سکتا ہے۔'' ان کے راہبر نے کہا۔

''کچھ بھی ہو۔ یہ میرا آخری فیصلہ ہے.....'' قیدی بھی خاصا عقل مند دکھائی دے رہا تھا۔

اس درمیان اس کے ساتھی اس سے بحث کرنے لگے۔ دس پندرہ منٹ تک وہ لوگ آپس میں بحث کرتے رہے اس درمیان وہ دو گروپوں میں بٹ چکے تھے۔ ایک طرف دو قیدی تھے جو اس سے آگے اکیلے سفر کرنا چاہتے تھے جب کہ دوسری طرف تین قیدی تھے جن کا تعلق مجاہدین کے دوسرے گروپ سے تھا اور وہ اسی ''رابطے'' کی سربراہی میں آگے جانا چاہتے تھے۔

جب معاملات کسی طرح کنٹرول نہ ہوئے تو مجاہدین نے آپس میں لڑنے کی بجائے فیصلہ اپنی صوابدید پر چھوڑ دیا۔

''ٹھیک ہے جس طرح تمہاری مرضی.....'' ایک گروپ نے کہا۔

لیکن وہ لوگ ناراض ہوں گے اور یہی سمجھیں گے کہ انہیں بھارتیوں نے دوبارہ گرفتار کر لیا ہے.....'' ''رابطے'' نے گھبرا کر کہا۔

''ہم اپنے ساتھیوں کو اس بات کی ضمانت دیں گے کہ انہیں رہا کیا گیا تھا اور یہ لوگ اپنی مرضی سے الگ ہوئے تھے۔ میرے خیال سے آپ کو گھبرانے کی ضرورت نہیں یہ ہمارا آپس کا معاملہ ہے۔ ہم آپ کو یقین دلاتے ہیں کہ آپ پر اس سلسلے میں کوئی حرف نہیں آئے گا''..... تین مجاہدین کے گروپ لیڈر نے کہا۔

''بہر حال میں اس بات کی اجازت نہیں دے سکتا کیونکہ یہ بات معاہدے کے خلاف ہے لیکن اگر آپ لوگ بضد ہیں اور اس بات کی ضمانت دے رہے ہیں کہ آپ اپنے ساتھیوں کو مطمئن کر لیں گے تو مجھے کیا اعتراض ہو گا۔''

''درمیانی رابطے نے جان لیا تھا کہ اس صورتِ حال میں اس کے لئے کوئی فیصلہ کرنا ممکن نہیں۔ اس طرح ممکن ہے ان تینوں کو بھی اس پر کوئی شک گزرے اور یہ ''شکار'' بھی ہاتھ سے نکل جائے۔ اس نے فی الوقت ان تینوں پر ہی اکتفا کرنے کا فیصلہ کر لیا تھا۔

مجاہدین کے دونوں گروپ ایک دوسرے سے گرمجوشی سے بغل گیر ہو کر الگ ہوئے تھے۔ انہوں نے ایک دوسرے سے معانقہ کرتے ہوئے کان میں کہہ دیا تھا ''خیال سے حفاظت سے۔''

دونوں الگ ہو گئے جب کہ باقی تینوں اس کے ساتھ ہی سفر کرنے لگے۔ الگ ہونے والوں میں سے ایک جس نے پہلے یہ فیصلہ کیا تھا انہیں جاتے دیکھتا رہا پھر اس نے اپنے ساتھی سے کہا۔

''میرے خیال سے اپنے اطمینان کے لئے ہمیں ان کا تعاقب کرنا چاہئے اگر یہ کوئی چال ہے تو ہمیں کم از کم صحیح صورتِ حال کا علم تو ہو جائے گا۔ ہم کوشش تو کر سکیں گے کہ اپنے ساتھیوں کو اس جال سے نکال سکیں۔''

''جیسے تمہاری مرضی میں تو صرف تمہارے اطمینان کے لئے اور تنظیمی فیصلے کے تحت تمہارے ساتھ موجود ہوں۔'' دوسرے ساتھی نے کہا۔

Scanned by iqbalmt

Scanned by iqbalmt

''اللہ تمہیں جزائے خیر دے اور خدا کرے میرے خدشات غلط ثابت ہوں۔'' پہلے نے جواب دیا۔

دونوں اس علاقے سے تو زیادہ واقف نہیں تھے کیونکہ وہ یہاں کے رہنے والے نہیں تھے۔

لیکن.....!

کشمیر نژاد ہونے کے ناطے یہاں کی فضا اور راستے ان کے لئے اتنے اجنبی بھی نہیں تھے اور وہ صحیح راستہ نہ جاننے کے باوجود فضا میں موجود خطرے کی بو سونگھنے کی صلاحیت ضرور رکھتے تھے۔

دونوں نے دبے قدموں اس طرح اپنے ساتھیوں کا تعاقب شروع کیا تھا کہ انہیں اس تعاقب کا احساس ہی نہ ہو سکے۔

تعاقب کا یہ سلسلہ قریباً آدھ گھنٹہ جاری رہا۔ جب ایک پہاڑی کا موڑ مڑتے ہوئے اچانک ہی اس نے اپنے ساتھی کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر اسے روک دیا۔

''میرا دل مطمئن نہیں اگر خدانخواستہ یہ کوئی جال ہی ہے تو ہم سب اس میں کیوں پھنسیں۔''

اس نے اپنے ساتھی کی استفہامیہ نظروں کا جواب دیا۔

دونوں وہیں ایک محفوظ آڑ میں چھپ کر بیٹھ گئے۔

کسی انجانے خوف سے اس کے دل کی دھڑکنیں خود بخود تیز ہو گئیں تھیں۔ انہیں وہاں بیٹھے ابھی بمشکل چند منٹ ہی گزرے تھے۔ جب فضا اچانک گولیوں کی تڑتڑ کی آواز سے گونجنے لگی۔

دونوں کے دل زور زور سے دھڑکے۔

''یا اللہ رحم فرما.....'' ان کے منہ سے نکلا۔

''خدا نہ کرے میرا اندیشہ کہیں صحیح ثابت تو نہیں ہوا'' ایک نے کہا۔

''ہاں.....میرا دل بھی یہی کہتا ہے.....'' دوسرے نے جواب دیا۔

''اوہ میرے خدایا۔ کاش ہمارے ساتھی اس سازش کو سمجھ جاتے''۔

گولیوں کی آواز بند ہو گئی تھی۔ گھات میں لگے بھارتی درندے خون کی ہولی کھیل چکے تھے۔

''میرے خیال میں ہمیں واپس لوٹ جانا چاہئے۔'' ایک نے کہا۔

''ابھی نہیں، ہمیں یہاں اپنے ''شکار'' کا انتظار کرنا ہے۔ اگر یہ سازش تھی تو وہ غدار یا جو کوئی بھی تھا واپس لوٹے گا.....'' دوسرے نے کہا۔

دونوں اپنے سانس روکے بیٹھے تھے۔

ان کے دل اپنے ساتھیوں کی اس طرح بے بسی اور دھوکے سے موت پر خون کے آنسو رو رہے تھے جب انہوں نے رات کے اندھیرے میں ایک سایہ اس طرف بڑھتے دیکھا۔

دونوں سمجھ گئے کہ یہ وہی غدار ہے جس نے یقیناً طے شدہ پلان کے مطابق کسی موڑ پر تینوں سے علیحدگی اختیار کر لی ہو گی اور اب واپس آ رہا ہے۔

جیسے ہی ''را'' کے اس افسر نے جسے امریش پوری نے یہ مہم سونپی تھی۔ وہ پہاڑی موڑ مڑنا چاہا جہاں شکاری چھپے بیٹھے تھے۔ اچانک ہی وہ لڑکھڑا کر گر پڑا۔

ایک مجاہد نے اسے جکڑ لیا تھا۔ دوسرے نے اس کے منہ پر ہاتھ رکھ کر اس کی چیخ اس کے حلق میں دبا دی تھی۔

''مجھے افسوس ہے کہ تم زندہ اپنے ساتھیوں تک نہیں پہنچ سکو گے لیکن تمہاری لاش انہیں یہ کہانی ضرور سنا دے گی کہ مومن کو دھوکہ دینا اتنا آسان بھی نہیں جتنا تم لوگوں نے سمجھ لیا ہے۔''

ایک مجاہد نے کہا۔

اس کے ساتھ ہی اس کی گرفت مغلوب کی گردن پر سخت ہونے لگی۔ اس کی آنکھیں باہر کو ابل رہی تھیں اور وہ ذبح ہوتے ہوئے بکرے کی طرح ہاتھ پاؤں مار رہا تھا۔

لیکن.....!

دوسرے مجاہد نے اسے اپنی گرفت میں اس طرح جکڑ رکھا تھا کہ اس کے لئے معمولی جنبش کرنا بھی ممکن نہیں رہا تھا۔

جلد ہی اس کی روح نے جسم کا ساتھ چھوڑ دیا۔

''آؤ چلیں.....'' اس مجاہد نے دوسرے سے کہا۔

اردو فینز ڈاٹ کام

Scanned by iqbalmt

Scanned by iqbalmt

''ٹھہرو.....'' پہلے نے کچھ سوچتے ہوئے لاش کندھے پر اٹھالی۔

دوسرے نے چپ چاپ اس کے پیچھے چلنا شروع کر دیا۔ دونوں نے راستے میں ایک پہاڑی نالہ دیکھ لیا تھا۔ باری باری لاش اٹھاتے وہ یہاں تک پہنچے اور اس مردود کی لاش کو سینکڑوں فٹ بلندی سے لڑھکا دیا۔ پانی کی تیز لہریں اسے نجانے کہاں بہا کر لے جاتیں۔

صبح ہونے پر وہ دشمن کی آنکھوں میں دھول جھونکتے ہوئے اس کی گرفت سے نکلتے ہوئے اس جگہ پہنچنے میں کامیاب ہو گئے تھے جہاں سے انہیں کمک میسر آ گئی۔

اس روز شام کے اخبارات میں مجاہدین کی طرف سے خبر جاری ہوئی تھی کہ انہوں نے اپنے پانچوں ساتھیوں کو ''وصول'' کر کے طے شدہ معاہدے کے مطابق دونوں غیر ملکیوں کو ''درمیانی رابطے'' کے حوالے کر دیا ہے۔

O

''را'' نے بظاہر ناکامی کا منہ دیکھا تھا لیکن بریگیڈیئر شمیر کسی حد تک مطمئن ضرور تھا کم از کم اب دنیا کے سامنے بطور ثبوت پیش کرنے کے لئے کشمیری مجاہدین یا آئی ایس آئی کے پاس ''موساد'' کا کوئی ایجنٹ موجود نہیں تھا۔

امریش پوری زخم خوردہ سانپ کی طرح تلملا رہا تھا۔

اسے حیرت ہوتی تھی کہ مجاہدین کے خلاف اسے آج تک اندازوں کے مطابق کامیابی نصیب کیوں نہیں ہوئی۔ انہوں نے مجاہدین کی صفوں میں غدار داخل کر دیئے تھے۔

لیکن.....!

مطلوبہ نتائج حاصل نہیں ہو رہے تھے۔!!

امریش پوری نے جس طرح منصوبہ ترتیب دیا تھا وہ آسانی پانچوں خطرناک دہشت گردوں کو ٹھکانے لگا سکتا تھا۔ یہ اس کی بدقسمتی کہ ان میں سے دو بچ نکلے اور ان کا اپنا آدمی بھی مارا گیا۔

سویڈن کے دونوں انجینئرز جن کی رہائی کے لئے یہ سارا گھڑاگ پھیلایا گیا تھا۔ ان کی لاشیں بھی بھارتی انٹیلی جنس کو نہیں مل سکی تھیں۔

بھارتی حکومت کی طرف سے اگلے روز ساری دنیا کے پریس کے سامنے یہ بیان جاری

کر دیا گیا کہ حکومت نے دو غیر ملکیوں کی رہائی کے لئے انتہائی اقدام کیا تھا اور اپنے اصولوں کو بالائے طاق رکھ کر جیلوں میں بند ''کشمیری دہشت گردوں'' کو رہا کر دیا تھا لیکن مجاہدین کی طرف سے معاہدے کی خلاف ورزی کی گئی اور دونوں قیدیوں کو واپس نہیں کیا گیا۔

پریس کے لوگوں کو سمجھ نہیں آ رہی تھی کہ کس کے بیان کو سچ مانیں اور کس کو جھوٹا سمجھیں۔

مجاہدین نے اپنے ساتھیوں کی وصولیابی اور ''درمیانی شخص'' کو دونوں غیر ملکی سونپنے کی خبر جاری کی تھی اور بھارتی حکومت کا بیان یکسر مختلف تھا۔

کافی دنوں تک اخبارات میں یہ بحث جاری رہی کہ سچا کون ہے اور جھوٹا کون!

بظاہر بڑے بڑے نقادوں اور غیر جانبدار کہلانے والے مبصرین نے بڑی چالاکی سے لفظوں کے ہیر پھیر کے ساتھ یہی بات ثابت کی تھی کی مجاہدین نے وعدہ خلافی کی ہے۔

اور اپنے ساتھیوں کو رہا کروا لینے کے بعد بھی غیر ملکی یرغمالیوں کو موت کے گھاٹ اتار دیا۔

کئی خود ساختہ اور اخباری ہیومن رائیٹس کی تنظیمیں جو نجانے راتوں رات کہاں سے نکل کر بین الاقوامی اخبارات کے صفحات پر اپنے گھناؤنے کھیل رچانے لگیں تھیں۔ مجاہدین سے انسانیت کے نام پر دونوں غیر ملکیوں کی رہائی کی اپیلیں کرنے لگیں۔

اسرائیلی حکومت کی طرف سے یہ بیان جاری کیا گیا تھا کہ ان کے دو شہری جو سویڈن کی ایک انجینئرنگ کمپنی میں کام کر رہے تھے۔ اس کمپنی کے ملازمین کی حیثیت سے ایک معاہدے کے تحت بھارت گئے تھے اور بھارتی اور سویڈیش حکومت کے ایک مشترکہ ترقیاتی منصوبے پر کام کر رہے تھے جنہیں اغوا کر کے مار ڈالا گیا۔

مگر مچھ کے آنسو بہاتے ہوئے ان کی بیوی بچوں کی تصاویر ساری دنیا کے اخبارات میں شائع کی گئی تھیں۔ جو مجاہدین سے دونوں کی لاشیں واپس کرنے کی اپیلیں کر رہے تھے.....!!

اس کے ساتھ ہی اسرائیلی حکومت نے بھارت اور سویڈن سے بیک وقت احتجاج کیا تھا کہ ان کے دو بے گناہ شہریوں کی زندگی نہیں بچائی جا سکی۔

''میڈیا'' پر یہودی قابض تھے۔

''را'' پر ''موساد'' حاوی تھی۔

Scanned by iqbalmt

Scanned by iqbalmt

بھارتی حکومت پاکستان دشمنی میں اندھی ہو رہی تھی۔

ان حالات سے یہودی لابی نے جی بھر کے فائدہ اٹھایا.....

بھارتی حکومت کو اس سودے میں معمولی سا نقصان اٹھا کر بے تحاشہ فائدہ حاصل ہوا تھا.....!!

دنیا بھر کے مہذب ممالک کی رائے عامہ کو وہ کم از کم کسی حد تک سہی گمراہ کرنے میں کامیاب ضرور ہو گئے تھے۔ اس سے پہلے ساری دنیا کشمیریوں کو بے گناہ معتوب اور بھارتی حکومت کو غاصب سمجھ رہی تھی۔

لیکن.....!

اب بڑے بڑے غیر جانبدار اور انسانیت دوست دانشور بھی اس مسئلے پر کھ کہنے یا لکھنے سے گریز کر رہے تھے۔

☆☆☆

ٹارگٹ بغداد

حماد کی شہادت نے ابو احمد کو توڑ کر رکھ دیا تھا!

یوں تو اس جنگ میں جو نجانے ابھی اور کتنی دیر تک انہوں نے لڑنی تھی اب تک سینکڑوں نوجوان اس کا ساتھ چھوڑ گئے تھے۔

اسے اپنے اگلے پل کا گمان بھی کب تھا۔

نجانے کب موت کا پھندا اس کے گلے میں پڑ جائے۔ وہ جانتا تھا دنیا کے کسی بھی کونے میں فلسطین کے لئے کام کرنے والے کسی بھی شخص کی خبر اگر یہودیوں کو ہو جائے تو وہ اسے زندہ نہیں چھوڑتے۔

خواہ اس کی کچھ بھی قیمت ادا کرنی پڑے۔

لیکن.....!

وہ مطمئن تھا کہ اس کا مشن زندہ ہے۔ اس راستے کی منزل شہادت تھی۔ اس بات میں شک ہی کب رہا تھا۔ ان لوگوں نے ذلت کی اس زندگی کی خواہش بھی کبھی نہیں کی تھی۔ وہ تو زندہ تھے کہ اپنی زندگیوں میں کس طرح اپنا آزاد وطن دیکھ لیں!

ابو احمد نے اپنی رہائش گاہ بدل لی تھی۔

وہ سکاٹ لینڈ کے شہر ڈنڈی میں آ گیا تھا۔ اتفاق سے اسے یہاں اچھی نوکری مل گئی تھی۔ اس علاقے میں آئے اسے چند روز ہی ہوئے تھے جب ایک روز فیصل کا فون آ گیا۔

''کل ویک اینڈ ہے.....تم ایڈنبرا کا قلعہ دیکھنا پسند نہیں کرو گے؟''

ابو احمد سمجھ گیا کہ ضرور کوئی اہم بات ہے۔

''ہاں! ہاں کیوں نہیں۔'' اس نے جواب دیا۔

Scanned by iqbalmt

Scanned by iqbalmt

''ٹھیک ہے اگر تم صبح 8 بجے نکلو تو دس گیارہ بجے تک بآسانی وہاں پہنچ جاؤ گے۔ میں قلعے کے مرکزی دروازے پر تمہارے منتظر رہوں گا.....''

''خدا حافظ! کل انشاءاللہ وہیں ملاقات ہوگی۔''

''خدا حافظ۔''

سلسلہ منقطع ہوگیا۔

فیصل عراق کا رہنے والا ان کا مجاہد ساتھی تھا.....!

ابو احمد کو ساری دنیا میں اپنے ہم خیال ساتھیوں کی تلاش اور ضرورت رہتی تھی۔ ستم ظریفی حالات نے انہیں بالآخر ایک دوسرے سے لندن کے ایک زیر زمین ریلوے اسٹیشن کی انتظار گاہ میں ملا دیا تھا۔

دونوں کی پہلی ملاقات ابو احمد کی دانست میں اتفاقیہ تھی لیکن فیصل کے لئے نہیں۔

وہ ایک باقاعدہ منصوبے کے تحت ابو احمد سے ٹکرایا تھا۔ عراق کی انٹیلی جنس نے بعد از خرابی بسیار اس بات کا پتہ لگایا تھا کہ ابو احمد فلسطینی جانباز ہے اور عراق کے اس منصوبے میں اہم رول ادا کرسکتا ہے جس پر عراق حکومت سرگرمی سے عمل پیرا تھی۔

جولائی 1980ء میں صدر صدام حسین نے بغداد کی ایک نیوز کانفرنس کو خطاب کرتے ہوئے اسرائیل کو للکار کر کہا تھا کہ یہودیوں کی غلط فہمی جلد دور ہو جائے گی۔ وہ کہتے ہیں کہ عربوں کو ٹیکنالوجی اور سائنس کا علم نہیں اور ہم صرف اچھے صحرائی اونٹ سوار بن سکتے ہیں۔ شاید یہودیوں کے اعصاب پر یہ خبر موت بن کر گرے گی کہ اب عراق ایٹم بم تیار کرنے کی صلاحیت حاصل کر چکا ہے اور ہم جب بھی چاہیں..... دنیا کو یہ کر کے دکھا سکتے ہیں۔

یہ معمولی دھمکی نہیں تھی جسے اسرائیل نظر انداز کر دیتا۔

1971ء سے اسرائیلی ملٹری انٹیلی جنس نے عراق کو ''خطرناک دشمن'' قرار دے رکھا تھا۔

فرانس کی مدد سے اب عراق نے جس طرح بڑی ہوشیاری سے ایٹمی صلاحیت حاصل کی تھی اس کی اسرائیلیوں کو کانوں کان خبر نہ ہوسکی۔

لیکن.....

صدام حسین کی اس بڑ نے سارا بھانڈا چوراہے پر پھوڑ کر رکھ دیا۔

''موساد'' حرکت میں آئی۔

پیرس میں موجود عراقی سائنسدان جو اس مشن پر کام کر رہا تھا جلد ہی ''موساد'' کے پھیلائے ہوئے ''دامِ زن'' میں پھنس گیا اور اسرائیلیوں نے جان لیا کہ عراق صرف دھمکی نہیں دے رہا بلکہ صدام حسین نے واقعی ایٹمی دھماکہ کرنے کی صلاحیت حاصل کر لی ہے۔

کسی بھی مسلمان ملک کے پاس ایٹمی صلاحیت کی موجودگی اسرائیل کے لئے ناقابل برداشت تھی۔

ایک طرف پاکستان کے ''اسلامی بم'' کی دہشت نے عالم کفر کو لرزہ براندام کر رکھا تھا کہ اچانک یہ عفریت یہودیوں کو نگلنے کے لئے سر اٹھانے لگی۔

اسرائیلی حکومت کے نزدیک بین الاقوامی اخلاقی اور قانونی پابندیوں کی حیثیت نہ کبھی ماضی میں رہی تھی نہ اب رہی ہے۔!!

معلومات حاصل کرتے ہی صیہونی درندے حرکت میں آ گئے اور یہ جاننے کے باوجود کہ ان کے اس حرکت کے نتیجے میں عالمی امن وتہہ و بالا ہوسکتا ہے۔ کسی وارننگ کو خاطر میں نہ لاتے ہوئے عراق ایٹمی پلانٹ کی تباہی پر تل گئے۔

7 جون 1981ء کو چار بجے سہ پہر اسرائیل کے خفیہ فوجی ہوائی اڈے ''بیر شیبا'' پر 24 امریکی ساخت ایف 15 اور ایف 16 طیارے خصوصی مشن پر روانگی کے لئے تیار کھڑے تھے۔

ان کا ٹارگٹ یہاں سے چھ سو پچاس میل کی مسافت پر بغداد کے نزدیک ٹیوائیتھا تھا۔

عراق کا نیوکلیئر پلانٹ۔

جہاں صیہونیت کے سر پر لٹکتی خطرے کی تلوار موجود تھی۔

اسرائیل کے ایک سویلین بوئنگ طیارے کے پہلو بہ پہلو سفر کرتے یہ جنگی جہاز جنہوں نے اپنے ریڈیو جام کر رکھے تھے اور کوئی ایسا سگنل ان سے نشر نہیں ہو رہا تھا جو راستے میں پکڑا جا سکے اپنی منزل کی طرف گامزن تھے۔

شام کو چھ بج کر تیس منٹ پر یہ جنگی قافلہ راستے میں اس بوئنگ سے تیل حاصل کر کے کامیابی سے اپنی منزل مقصود تک پہنچ گیا۔ عراقی ریڈار سے بچنے کے لئے وہ اتنی نیچی پرواز کر رہے

Scanned by iqbalmt

Scanned by iqbalmt

تھے کہ انہیں عراق کے کھیتوں میں کام کرتے کسان بھی صاف دکھائی دے رہے تھے۔

ان کی اونچائی زمین سے بمشکل دو ہزار فٹ بلند تھی۔ ان لمحات میں سورج کی پوزیشن ایسی ہو چکی تھی کہ اگر ریڈار عراق کے تو پچیوں کو وارننگ بھی دے دیتا تو انہیں اپنا نشانہ کبھی صحیح نظر نہ آ سکتا تھا۔

صدام حسین کا ایٹمی پلانٹ پانی میں بیٹھی بطخ کی طرح ان کا نشانہ بن گیا۔

ایک کے بعد ایک جہاز غوطے میں جاتا اور اپنا آتشی پیٹ خالی کر کے اوپر اڑتا۔ ان کی توقعات کے برعکس نہ تو کوئی ''سام سیون میزائل'' جو خاص طور پر عراق نے اس ایٹمی پلانٹ کی حفاظت کے لئے یہاں نصب کر رکھے تھے ان پر فائر ہوا اور نہ ہی کسی عراقی پائلٹ نے ان کے تعاقب کی ہمت کی۔

بین الاقوامی غنڈے اپنا مشن مکمل کر کے نہایت دیدہ دلیری سے ایک انتہائی مختصر راستے سے اردن کی فضاؤں کا منہ چڑاتے بحفاظت واپس اسرائیل پہنچ گئے۔

O

ایران کے ساتھ جنگ میں مصروف ہونے کے سبب شاید تب عراق کے لئے یہ ممکن نہیں رہا تھا کہ وہ اسرائیل کو براہ راست اس حرکت کا مزا چکھا سکے۔

صدر صدام حسین کے اعلان نے کہ عراق کو ایٹمی صلاحیت حاصل ہے اور تو کوئی کارنامہ انجام نہ دیا۔

لیکن.....

اسرائیل کو کم از کم اس قابل ضرور کر دیا کہ وہ تمام ممکنہ خطرات کو بالائے طاق رکھ کر یہ جارحانہ اقدام کر گزرے۔

اسرائیل کو اس بات کا علم تھا کہ یو این او میں ایک آدھ مذمتی قرارداد پاس کرنے کے علاوہ دنیا اس کا کچھ نہیں بگاڑ سکے گی۔ اس کی بنیادی وجہ تو وہی بین الاقوامی سچائی تھی کہ طاقت ہی دنیا کا سب سے بڑا سچ ہے۔

لیکن.....!

اس کے ساتھ ساتھ امریکہ یا دنیا کا کوئی بھی غیر اسلامی ملک کبھی یہ برداشت نہیں کر سکتا

تھا کہ اسلامی ملک کے پاس ایٹم بم آ جائے اس طرح پس پردہ ان ممالک کی آشیر باد بھی اسرائیل کو حاصل ہو گئی تھی۔

وقتی ہزیمت نے صدر صدام حسین کو بد دل نہیں کیا تھا نہ ہی انہوں نے اتنی آسانی سے اس حادثے کو قبول کیا تھا بلکہ ایران کے ساتھ جنگ میں مصروف ہونے کے باوجود صدر صدام بڑی خاموشی سے دوبارہ یہ صلاحیت حاصل کرنے لگے تھے۔

اس ضمن میں عراق کو کم از کم ایسا اسلحہ ضرور درکار تھا جس کے ذریعے صدر صدام حسین بغداد میں بیٹھ کر تل ابیب کو نشانہ بنا سکے اور یہ اسلحہ بین الاقوامی منڈی سے ملنا ناممکن تھا۔

اس انکشاف کے بعد کہ عراق ایٹمی اسلحہ تیار کر رہا ہے فرانس نے بھی اس کی مدد سے ہاتھ کھینچ لیا تھا۔

O

عراقی انٹیلی جنس ساری دنیا سے کل پرزے بغداد میں جمع کر رہی تھی جن کی مدد سے وہ بالآخر بڑے ہتھیار تیار کر سکیں!!

اس سلسلے میں عراقی ماہرین کو ایک اہم کامیابی حاصل ہوئی جب انہوں نے اتنی بڑی توپ تیار کر لی جس کا گولہ بغداد سے بآسانی تل ابیب پر پھینکا جا سکتا تھا اور اب اسے اپنی گن کے لئے ایسے آلات درکار تھے جو برطانیہ کی مختلف کمپنیاں تیار کرتی تھیں۔ ان آلات کو کسی نہ کسی طرح سمگل کر کے عراق پہنچانا ہی اب عراقی انٹیلی جنس کا مسئلہ تھا۔

فیصل یوں تو عراقی سفارت خانے میں معمولی عہدے پر کام کر رہا تھا۔

لیکن.....

دراصل وہ عراقی انٹیلی جنس میں اہم عہدے پر فائز تھا جسے برطانیہ میں یہی مشن دے کر بھیجا گیا تھا۔

اس نے بالآخر اس بات کا پتہ لگا لیا تھا کہ فلسطین کی آزادی کے سرگرم عمل مجاہدین کی ایک جماعت کا ابو احمد خصوصی آدمی ہے۔ اسے امید تھی کہ اسرائیل کی تباہی کے کسی بھی ممکنہ منصوبے میں ابو احمد ضرور اس کی مدد کرے گا۔ جو پیشے کے لحاظ سے انجینئر اور ایسی برطانوی فرموں میں کام کرتا رہا تھا جہاں یہ آلات تیار ہوئے تھے۔

Scanned by iqbalmt

Scanned by iqbalmt

وکٹوریہ سے سنٹرل لندن کی طرف جانے والی ایک انڈر گراؤنڈ ٹرین میں دونوں کی ملاقات ہوئی تھی۔

دونوں کا عرب اور مسلمان ہونا کافی تھا اگر ایسا نہ بھی ہوتا تو بھی فیصل کو ایسی ''حادثاتی ملاقات'' کو دوستی کے رشتے میں بدلنے کے فن پر مہارت حاصل تھی۔

تین چار ملاقاتوں ہی میں دونوں ایک دوسرے کے سامنے کھل گئے۔ اس انکشاف نے فیصل کا سیروں خون بڑھا دیا تھا کہ ابواحمد باعمل مجاہد ہے۔

ایک روز اس نے ابواحمد کو اعتماد میں لے کر سب کچھ بتا ہی دیا۔

''الحمدللہ برادر۔ انشاءاللہ آپ اس سلسلے میں مجھے ہمیشہ اپنے ساتھ پائیں گے۔ کسی فلسطینی مجاہد کی اس سے بڑی خوش قسمتی اور کیا ہوگی کہ وہ اسرائیل کی تباہی کے کسی بھی منصوبے میں ہاتھ بٹا سکے.....!

ابواحمد جس نے حال ہی میں حماد کی شہادت کا سانحہ برداشت کیا تھا اس ملاقات کو تائید ایزدی جاننے لگا۔

''ٹھیک ہے ہم جلدی دوبارہ ملیں گے۔''

یہ کہہ کر فیصل چلا گیا۔

O

آج اس نے اچانک ہی دس پندرہ روز کے بعد فون کیا تھا۔ ابواحمد نے اس نئی کمپنی میں ملازمت اور لندن سے سکاٹ لینڈ کے اس شہر میں منتقلی کی خبر اس تک پہنچا دی تھی اور اسے اپنے ایڈریس اور ٹیلی فون سے بھی آگاہ کر دیا تھا۔

صبح اپنے گھر سے نکلتے ہی اس نے ڈائرکشن میپ اپنے ساتھ رکھ لیا تھا اور بغیر کسی راہنمائی کے وہ اس نقشے کی مدد سے بآسانی تین گھنٹے میں ایڈنبرا پہنچ گیا.....

شہر میں داخل ہوتے ہی اسے ''ایڈنبرا فورٹ'' کے سائن نظر آ گئے تھے اور ان نشانات کے تعاقب میں بالآخر وہ قلعے کے مرکزی دروازے کے سامنے پہنچ گیا۔

دروازے کے بائیں طرف موجود پارکنگ لاٹ میں اس نے اپنی کار پارک کی اور دروازہ بند کر کے جیسے ہی گردن گھمائی فیصل کو اپنی طرف آتے دیکھا۔

شاید وہ بہت پہلے سے یہاں پہنچ کر اس کا انتظار کر رہا تھا۔ دونوں نے بڑی گرمجوشی سے ایک دوسرے سے معانقہ کیا۔

فیصل اس کے ساتھ باتیں کرتا قلعے کے مرکزی دروازے تک آ گیا تھا۔ دونوں سیاحوں کے روپ میں اندر داخل ہو گئے جہاں ایک گائیڈ سیاحوں کے اکٹھے ہونے کا منتظر تھا تاکہ انہیں ''سکاٹش آرمی'' کے اس قدیم ترین مرکز سے متعلق دلچسپ معلومات سے آگاہ کر سکے۔

دونوں سیاحوں کے اس گروپ میں شامل ہو گئے۔

گائیڈ نے حسب روایت اپنی پیشہ وارانہ مہارت کا مظاہرہ کرتے ہوئے سیاحوں کے اس گروپ کو قلعے کے اسرار و رموز سے آگاہ کرنا شروع کر دیا۔

وہ ایک ایک پتھر اور عمارت کے نزدیک رک کر اس کی تاریخی اہمیت اور اس سے وابستہ روایت کی کہانی سناتا اور آگے بڑھ جاتا۔ سیاحوں کی بھیڑ اس کے تعاقب میں ہوتی۔

کبھی کبھی ایسا بھی ہوتا جب کچھ لوگ پیچھے رہ جاتے اور سیاحوں کے دوسرے کسی گروپ گائیڈ کے انتظار میں کھڑے ہو جاتے۔

چند منٹ تک فیصل نے ابواحمد کے ساتھ گائیڈ کی باتوں کا لطف اٹھایا پھر دونوں اس گروپ سے الگ ہو گئے۔

فیصل اسے لے کر قلعے کی اس دیوار کی طرف جا رہا تھا جہاں کبھی بیرونی حملہ آوروں کو روکنے کے لئے توپیں نصب کی گئی تھیں۔

یہ گوشہ خالی تھا۔

دونوں پتھر کی ایک دیوار پر ایک دوسرے کے پہلو بہ پہلو بیٹھ گئے۔ فیصل نے اپنے گلے میں لٹکتا کیمرہ ہاتھ میں اس انداز سے پکڑ لیا تھا جیسے وہ تصویر کشی کرنے جا رہا ہو۔

لیکن.....

کیمرے کا کور اتارتے ہوئے اس میں سے ایک چھوٹا سا کاغذ نکال کر اس نے ابواحمد کو تھما دیا تھا۔

O

اس کاغذ پر بڑی مہارت سے ایک توپ کا نقشہ بنایا گیا تھا۔ جس میں موجود کچھ پارٹس

Scanned by iqbalmt

Scanned by iqbalmt

کی تفصیلات ایک کونے میں انہیں تیار کرنے والی فیکٹریوں کی تفصیل کے ساتھ لکھی تھیں۔

''ہمیں فوری طور پر ان تین چیزوں کی ضرورت ہے۔'' فیصل نے نقشے پر تین جگہ باری باری انگلی رکھتے ہوئے کہا۔

''لیکن یہ تو.....''

''مجھے علم ہے۔'' فیصل نے ابواحمد کی بات کاٹتے ہوئے کہا۔ ''کہ ان کا حصول بہت مشکل ہے' لیکن ناگزیر ہے..... تم جانتے ہو ان کے بغیر ہمارا منصوبہ ادھورا رہ جائے گا اور دشمن.....''

''میں جانتا ہوں برادر عزیز..... میں جانتا ہوں ان کا حصول ناگزیر ہے اور میں وعدہ کرتا ہوں کہ یہ حاصل کر کے رہوں گا۔ فی الوقت ہمیں پہلی چیز مل سکتی ہے کیونکہ یہ میری فیکٹری میں تیار ہوتی ہے اور میں اس کے لئے کچھ بھی کر گزروں گا کچھ بھی.....''

ابواحمد نے بڑے مضبوط لہجے میں کہا۔

فیصل نے اسے سارا نقشہ زبانی ازبر کرنے کی تلقین کی اور تھوڑی دیر کے بعد اس نے سگریٹ سلگانے کے بہانے لائٹر سے وہ کاغذ جلا کر راکھ کر دیا پھر اسے پاؤں تلے مسل دیا تھا۔

یہ حرکت اس ماحول میں بڑی عجیب لگتی لیکن اس نے اطمینان کر لیا تھا کہ کوئی ان کی طرف متوجہ نہیں' یوں بھی وہ خاصے غیر آباد حصے میں موجود تھے۔

دونوں نے ممکنہ طریقے جن سے یہ سامان حاصل ہو سکتا تھا۔ ایک دوسرے کو بتانا شروع کئے اور دو تین گھنٹے تک تبادلہ خیال کے بعد ان کے ذہنوں میں ایک منصوبے کا خاکہ تیار ہو چکا تھا جس میں اہم کردار بہر حال ابواحمد نے ادا کرنا تھا۔

دوپہر کا کھانا انہوں نے نزدیکی ہوٹل میں اکٹھے کھایا اور وہیں سے ایک دوسرے سے الگ ہو کر کار پارکنگ کی طرف چل دیئے۔

فیصل نے وہاں کار پارک نہیں کی تھی۔ اس بات کا اندازہ ابواحمد کو اس طرح ہوا کہ وہ اس کے ساتھ نہیں آیا تھا۔

تھوڑی دیر بعد ہی ابواحمد ڈنڈی کی طرف عازم سفر تھا۔

اسے یہ کام کسی مدد کے بغیر کرنا تھا۔ صرف اپنے زور بازو پر اور بہر صورت کرنا تھا۔

O

فیصل نے لندن میں اپنے سفارت خانے سے نکلتے وقت خاصی ہوشیاری دکھائی تھی لیکن وہ برطانوی انٹیلی جنس ایم فائیو سے زیادہ ہوشیار نہیں تھا۔

برطانوی انٹیلی جنس کو بھی اس کی اصلیت کا علم شاید کبھی نہ ہو پاتا۔

لیکن.....

ان کی مشکل ''موساد'' نے آسان کر دی۔

ساری دنیا میں اسرائیل کے تلاش اور اس کا خاتمہ ''موساد'' کا مشن ہے کوشش کی جاتی ہے کہ کسی ایسے شخص کو جو کبھی مستقبل بعید میں بھی صیہونیت کے لئے چیلنج بنے گا ختم کر دیا جائے۔

معمولی شک گزرنے پر دنیا میں ہزاروں انسان ''موساد'' کے ہاتھوں مارے جا چکے ہیں۔

بغداد کی پولیس انٹیلی جنس میں موجود ''موساد'' کے زرخرید ایجنٹوں کو بھاری معاوضے صرف اسی خدمت کے لئے دیئے جاتے تھے کہ وہ عراق کے اندر اور باہر موجود اسرائیلی دشمنوں کا پتہ دے سکیں۔

جس روز عراق کی وزارت خارجہ میں موجود اس خوبصورت سیکرٹری خاتون نے جو نسلاً عیسائی اور ''موساد'' کے ایک ایجنٹ کی داشتہ بننے کے بعد اب اسرائیل کے لئے خدمات انجام دے رہی تھی فیصل کے متعلق اطلاع پہنچائی کہ وہ ایک خاص مشن کے لئے لندن کی عراقی ایمبیسی میں جا رہا ہے تو ''موساد'' حرکت میں آ گئی۔

اپنے محفوظ اور موثر طریق کے مطابق ''موساد'' کے ایجنٹوں نے فیصل کے گرد اپنا جال بچھانا شروع کر دیا تھا۔

جس روز فیصل لندن پہنچا اور ایمبیسی میں رپورٹ کرنے کے بعد لندن کو سمجھنے کے لئے باہر نکلا تو سب سے پہلے ایمبیسی کے دروازے پر جس عراقی طالبہ فہیمہ سے اس کا ٹکراؤ ہوا وہ ''موساد'' کی تربیت یافتہ اور آزمائی ہوئی ایجنٹ تھی۔

فہیمہ کا تعلق بغداد کی ایک معزز عیسائی فیملی سے تھا اور اس کا باپ عراق کی وزارت داخلہ میں اہم عہدے پر فائز تھا۔ اس کے دونوں بھائی عراقی پولیس میں آفیسر تھے اور ایسی کسی بھی

Scanned by iqbalmt

Scanned by iqbalmt

خاتون کی اہمیت ''موساد'' کے نزدیک بہت زیادہ تھی۔

O

فہیمہ میڈیکل کی اعلیٰ تعلیم کے لئے لندن آئی تھی.....!!

اس کی لندن آمد کے چند روز بعد ہی جب وہ بڑی پریشانی کے عالم میں اپنے ہوٹل کے کمرے سے باہر نکل رہی تھی کیونکہ ابھی تک اسے ہوسٹل میں کمرہ نہیں مل سکا تھا۔ جس نوجوان سے اس کا ٹکراؤ ہوا وہ ''موساد'' کا تربیت یافتہ ایجنٹ تھا۔

کمرے سے سیڑھیوں کی طرف جاتے ہوئے وہ خوبصورت عربی نژاد نوجوان جس انداز میں اس سے ٹکرایا تھا۔ فہیمہ کو علم ہی نہ ہو سکا کہ دراصل وہ اس کی پلاننگ کا حصہ تھا۔

لیکن.....

جس مہارت کا مظاہرہ اس نے کیا تھا اس سے تو فہیمہ کو اپنی غلطی کا احساس ہونے لگا تھا۔

اچانک ہی وہ سیڑھیوں کے ایک کونے سے نمودار ہوا اور اپنے خیالات کی رو میں بہتی فہیمہ اس سے ٹکرا گئی۔

''سوری۔'' اس نے منہ سے بے اختیار نکلا کیونکہ نوجوان اس سے ٹکرایا..... وہ اس طرح گرا تھا کہ اس کا چشمہ ٹوٹ گیا تھا۔

''کوئی بات نہیں۔'' اس نے اپنا چشمہ سنبھال کر کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔

''معاف کیجئے میری وجہ سے.....'' فہیمہ کو واقعی دکھ سا ہو رہا تھا۔ گرنے والے نے اپنی شکل ایسی معصوم اور بھولی بھالی بنا رکھی تھی کہ عالم حالت میں بھی اگر وہ اسے دیکھتی تو اس پر ضرور ترس کھاتی۔

''دیکھئے! آپ خوامخواہ پریشان ہو رہی ہیں۔ ایسی کوئی بات نہیں یہ تو معمولی سا حادثہ ہے۔ ایسا کسی کے ساتھ بھی ہو سکتا ہے۔ خدا کا شکر ہے کہ یہ حادثہ مجھے سڑک پر پیش نہیں آیا ورنہ شاید کوئی کار مجھ پر سے گزر جاتی اور میں آپ جیسی کسی محترم خاتون کا ''ایکسکیوز'' بھی نہ سن پاتا۔''

اس نے یہ بات اتنی اچانک اور ایسے انداز سے کی..... کہ بے اختیار فہیمہ کی ہنسی نکل گئی۔

''آپ شاید عربی النسل خاتون ہیں۔ ایک بات تو میں تاریخ کا طالب علم ہونے کے

ناطے دعوے سے کہہ سکتا ہوں کہ آپ کے والد ضرور عربی ہوں گے۔''

اس نے بھرپور نفسیاتی حملے شروع کر دیئے تھے.....!!

''آپ کا اندازہ بالکل صحیح ہے۔ میرا تعلق عراق سے ہے اور یہاں طالب علم ہوں۔''

فہیمہ کے اعصاب نارمل ہونے لگے تھے اور پشیمانی کا احساس بھی ختم ہو رہا تھا۔

''اس سے پہلے کہ آپ مجھے اپنا نام بتائیں میرا نام حارث ہے اور ہم میں قدرے مشترک یہ ہے کہ ہم دونوں ہی طالب علم ہیں۔'' نوجوان نے مسکراتے ہوئے اس کی طرف ہاتھ بڑھایا۔

''فہیمہ۔'' اس نے اپنا نام بتاتے ہوئے گرمجوشی سے مسکرا کر اس کا ہاتھ تھام لیا۔

''چلئے یہ تو شکر ہے کہ آپ نارمل ہوئیں۔ ویسے آپ کو رازداری کی بات بتاؤں۔ میں گزشتہ کئی روز سے خواہش کر رہا تھا کہ یہ عینک ٹوٹ ہی جائے تو اچھا ہے۔''

اس نے بڑے اعتماد سے فہیمہ کی طرف جھکتے ہوئے کہا۔

''ارے وہ کیوں.....؟ فہیمہ کی دلچسپی اس نوجوان میں بڑھتی ہی جا رہی تھی۔ یوں بھی حارث میں کسی خاتون کو متاثر کرنے والی بہت سی باتیں موجود تھیں۔

''میری ماں کہا کرتی تھی کہ نظر کی عینک ٹوٹنے سے آنکھیں ٹھیک ہو جاتی ہیں۔ شاید عینک سے نجات مل جاتی۔'' حارث نے جواب دیا۔ ''ارے یہ کیا بھئی ہم کیا بیوقوفوں کی طرح یہاں کھڑے ہو کر باتیں کر رہے ہیں۔ آیئے نیچے چلتے ہیں ایک کپ کافی کا تو میں ضرور آپ کے ساتھ شیئر کروں گا چاہے آپ کا وقت کتنا ہی قیمتی ہو۔ آخر آپ نے میرا نقصان یا شاید میری ماں کے مطابق فائدہ بھی تو کیا ہے۔''

یہ کہتے ہوئے اس نے بڑی بے تکلفی سے فہیمہ کا ہاتھ تھام لیا اور اس طرح اسے سیڑھیوں سے نیچے لانے لگا۔

فہیمہ کے لئے انکار کی گنجائش باقی ہی نہیں رہی تھی۔

O

دونوں ہوٹل کے ڈائننگ ہال میں آ گئے۔

کونے کی ایک خالی میز پر دونوں بیٹھ گئے۔ حارث نے مودب ویٹرس کو کافی لانے کا

Scanned by iqbalmt

Scanned by iqbalmt

حکم دیا تھا۔

''آپ کا تعلق.....''

''مجھے آج تک معلوم نہیں ہو سکا کہ اس سوال کا مکمل جواب کیا ہے۔'' حارث نے اس کی بات کاٹتے ہوئے کہا۔ ''میری ماں اسرائیل نژاد تھی اور باپ عراق کا رہنے والا تھا۔ بزرگوں نے بتایا تھا کہ ان کی ملاقات کسی ہسپتال میں ہوئی تھی جہاں میری ماں نرس تھی اور دونوں نے شادی کر لی۔ جب میری عمر دو سال تھی تو ماں مر گئی اور جب پندرہ سال ہوئی تو باپ مر گیا..... بچپن ہی میں میرے والد مجھے یہاں لندن میں لے آئے تھے۔ یہاں معمولی بزنس ہے اور میں نے حال ہی میں تاریخ میں ماسٹر ڈگری لی ہے اب آگے پڑھنے کا ارادہ رکھتا ہوں۔ مجھے میرے باپ نے بغداد کی بہت کہانیاں سنائی ہیں۔ جس محلے میں وہ پیدا ہوا جہاں پلا بڑھا۔ میرا بہت جی چاہتا ہے بغداد جانے کو..... لیکن افسوس جا نہیں سکتا کیونکہ میں اسرائیل میں پیدا ہوا تھا اور برٹش پاسپورٹ رکھنے کے باوجود شاید عراقی مجھے ویزہ دینا پسند نہ کریں۔'' آخری بات کہتے ہوئے اس کا لہجہ بڑا غمگین تھا۔

اس نے بغداد کے گلی کوچوں کا ذکر اس انداز میں فہیمہ سے کیا کہ اس کے لئے سمجھنا مشکل ہو رہا تھا کہ یہ نوجوان صرف معلومات کی بنیاد پر ایسا کہہ رہا ہے یا واقعی اس نے بغداد دیکھا ہے۔

وجہ کچھ بھی رہی ہو اس بات کا اندازہ فہیمہ کو بخوبی ہو چلا تھا کہ حارث کو بغداد سے بہت محبت ہے اور وہ عراق کو پسند کرتا ہے۔

پہلی ہی ملاقات میں فہیمہ نے بھی مکمل تعارف کروا دیا تھا۔

O

جب اس نے ہوسٹل میں داخلے کی مشکل سے آگاہ کیا تو اس نے چٹکی بجاتے ہوئے کہا کہ یہ اس کے لئے کوئی مسئلہ نہیں اور وہ آج ہی اس کا یہ مسئلہ حل کر دے گا۔

''تمہارے کالج سے صرف پندرہ منٹ کی ڈرائیو پر ایک اپارٹمنٹ میں جگہ مل سکتی ہے۔''

''لیکن میں اکیلی شاید اتنا کرایہ ادا نہ کر سکوں۔''

''بھئی اکیلی کیوں؟ یہاں تین چار لڑکیاں یا لڑکے مل کر ایسے اپارٹمنٹ کرائے پر لے لیتے ہیں۔ تین بیڈ روم کا اپارٹمنٹ ہے۔ دو لڑکیاں وہاں پہلے سے رہتی ہیں۔ دونوں بیروت کی رہنے والی ہیں ایک شاید پڑھتی ہیں اور دوسری جاب کرتی ہے۔ میں انہیں اچھی طرح جانتا ہوں کہ ان میں سے ایک یعنی ملیحہ جو جاب کرتی ہے' میرے ایک کزن کی دوست ہے۔ دونوں شاید جلدی شادی کر لیں گے۔ اگر تم پسند کرو تو ان سے مل لو۔ میرے خیال سے اس سے بہتر جگہ شاید سارے لندن میں نہ مل سکے۔

O

حارث کی چرب زبانی کے پیچھے ''موساد'' کی تربیت موجود تھی۔

اجنبی سے بے تکلف ہونا۔

ایسے سنکی اور نرگسیت پسند لوگوں کو جو آدم بیزار ہوں اپنا دوست بنانا۔ ان کی ٹریننگ کا بنیادی حصہ تھا۔

انہیں یہی بتایا اور سکھایا جاتا تھا کہ انسان میں وہ کون کون سے کمزوریاں ہیں جنہیں ایکسپلائٹ کر کے ان سے دوستی کی جا سکتی ہے۔ انہیں اپنے قریب لایا جا سکتا ہے اور اتنا قریب کہ پھر اگر وہ دور ہونا بھی چاہیں تو نہ ہو سکیں۔

فہیمہ تو ماڈرن خیالات کی آزاد منش لڑکی تھی اگر اس کی جگہ عربی کی کوئی روایت پسند خاتون بھی ہوتی تو اس کے ساتھ اتنی بے تکلف ہو جاتی۔ کافی پینے کے بعد فہیمہ اس کی کار میں سوار لندن کے اس نواحی علاقے کی طرف جا رہی تھی جہاں اس کے مسائل کا حل موجود تھا۔

اس نے کار میں رکھی دوسری عینک لگا لی تھی اور سارے راستے فہیمہ کے ساتھ اس طرح بے تکلفی اور اپنائیت سے باتیں کرتا رہا تھا کہ جب وہ ایک گھنٹے کی ڈرائیو کے بعد منزل مقصود پر پہنچے تو دونوں کی دوستی محبت میں تبدیل ہو چکی تھی۔

جس اپارٹمنٹ میں حارث اسے لایا تھا یہ لندن میں موجود ''موساد'' کے بہت سے ''سیف ہاؤس'' (ٹھکانہ) میں سے ایک ''سیف ہاؤس'' تھا۔ فہیمہ کو اس بات کا احساس ہی نہ ہو سکا کہ اس سے ٹکرانے سے پہلے ''موساد'' کے مستعد ایجنٹوں نے اس کے متعلق تقریباً تمام معلومات اکٹھی کر لی تھیں۔ ان معلومات میں اس کی پیدائش سے آج تک کے واقعات اس کا

Scanned by iqbalmt

Scanned by iqbalmt

تعلیمی ریکارڈ، عادتیں، دوستیاں، محبتیں، نفرتیں سب ہی کچھ شامل تھا۔

لندن میں اس کی مطلوبہ ضروریا کو مدنظر رکھتے ہوئے ''موساد'' نے مکمل پلان تیار کیا تھا۔

باقاعدہ ایک منصوبہ تیار کیا گیا تھا جس میں حارث نے مرکزی کردار ادا کرنا تھا۔ اس منصوبے کو عملی جامہ پہنانے کے لئے ایک اپارٹمنٹ میں ''موساد'' کی دو ایجنٹ لڑکیوں کو رکھا گیا تھا۔ ایسے اپارٹمنٹ دنیا کے بیشتر ممالک میں ''موساد'' کے پاس ہمیشہ موجود رہتے ہیں۔ جنہیں ضرورت پڑنے پر مختلف مقاصد کے لئے استعمال کیا جاتا ہے۔

O

منصوبے کے مطابق ''ویک اینڈ'' ہونے کی وجہ سے ملیحہ گھر پر ہی موجود تھی۔ جب کہ اس کی ساتھی کسی دوست کے ساتھ شاپنگ کرنے گئی تھی۔

اس نے بڑی گرمجوشی سے فہیمہ کو ''ویل کم'' کہا تھا اور اپارٹمنٹ کے کرایے میں اس کا حصہ اتنا کم بتایا تھا کہ فہیمہ نے فوراً ہاں کر دی۔ ''موساد'' کو اس کی ہسٹری شیٹ سے علم ہوا تھا کہ یہ خواب دیکھنے والی لڑکی ہے۔

دولت اس کی کمزوری ہے۔

بغداد میں بھی بڑے بڑے دولت مند گھرانوں کے لڑکے اس کے گرد منڈلایا کرتے تھے۔

شراب اور دوسری خباثتیں اس کے لئے کوئی نئی بات نہیں تھی گو کہ وہ عادتاً شراب نہیں پیتی تھی لیکن بغداد کی ماڈرن فیملی کی لڑکی ہونے کے سبب اسے معیوب بھی خیال نہیں کرتی تھی۔

''موساد'' کے لئے تو فہیمہ کی شکل میں بلی کے بھاگوں چھینکا ٹوٹا تھا۔ انہیں اس چڑیا کو پھانسنے کے لئے کچھ زیادہ زور نہیں لگانا پڑا تھا۔

شام تک حارث اس کے ساتھ رہا۔

ہوٹل سے وہ حارث کے ساتھ ہی جا کر اپنا سامان لے آئی تھی۔ اس نے اس درمیان سینکڑوں مرتبہ حارث کا شکریہ ادا کر دیا تھا۔

''ڈنر'' حارث نے ان تینوں کو اپنی طرف سے دیا تھا۔

''اپنی پیاری دوست فہیمہ کے مساءِ حل ہونے کی خوشی میں۔

اس نے فائیو سٹار ہوٹل کے ڈائننگ ہال میں کھانے سے پہلے ''وائن'' کے پیگ تینوں کے ساتھ ٹکراتے ہوئے کہا۔

فہیمہ نے ''وائن'' لینے میں ذرا ہچکچاہٹ بھی نہیں دکھائی تھی۔

اس بات کا اندازہ اسے ہو گیا تھا کہ یہ لوگ بھی اس کی طرح عادی شراب نوش نہیں بس کبھی کبھی اچھے مواقع پر ایک آدھ پیگ لگانے والے ہی ہیں۔

اب تک دونوں لڑکیاں فہیمہ کو اس بات کا احساس دلا چکی تھیں کہ وہ بلادِ عرب کی سب سے زیادہ خوش قسمت لڑکی ہے جس نے حارث جیسے رئیس زادے کو پہلی ہی نظر میں گھائل کر دیا ہے اور حارث سے زیادہ نفیس اور امیر نوجوان اسے سارے یورپ اور عرب میں نہیں ملے گا۔

جس بے تکلفی سے ڈنر پر حارث نے ''پاؤنڈ'' لٹائے تھے اس کے بعد تو فہیمہ خود کو ثریا اور اسے عدنان خشوگی سمجھنے لگی تھی۔ واقعی وہ بڑی خوش قسمت تھی۔

اگر حارث کا مستقل ساتھ میسر آ جاتا تو شاید وہ کبھی عراق واپس نہ جانے کا فیصلہ کر سکتی تھی۔

ڈنر رات دیر گئے ختم ہوا تھا۔

پہلی ملاقات میں یہی بہت تھا۔

حارث شکار پر کچے ہاتھ ڈالنا نہیں چاہتا تھا۔

دونوں لڑکیاں اپنی گاڑی میں گئی تھیں جب کہ حارث اسے اپنی گاڑی میں اپارٹمنٹ چھوڑنے آیا تھا۔

ایک دوسرے سے الگ ہوتے ہوئے دونوں نے گرمجوشی سے معانقہ کیا تھا جو اس بات کا ثبوت تھا کہ فہیمہ کبھی ''موساد'' کے چنگل سے نہیں نکل سکتی۔ حارث نے اسے اپنے فون نمبر دیتے ہوئے ''مستقل دوستی'' کی بنیاد رکھ دی۔

اس نے ٹرانسپورٹ کا مسئلہ یہ کہتے ہوئے حل کر دیا تھا کہ جاتے ہوئے اسے ملیحہ یونیورسٹی ڈراپ کر دیا کرے گی کیونکہ اس کے دفتر کا بھی وہی راستہ ہے واپسی پر وہ یونیورسٹی کی بس پر آ جایا کرے گی.....!

Scanned by iqbalmt

Scanned by iqbalmt

حارث نے اسے بتایا تھا کہ یہ تکلیف بھی چند دنوں کی ہے پھر وہ کوشش کر کے اسے ڈرائیونگ لائسنس دلا دے گا جس کے بعد فہیمہ اپنی کار رکھ سکے گی۔

بے چاری فہیمہ سوچ رہی تھی کہ ''حارث'' کی شکل میں اسے الہ دین کا چراغ ہاتھ لگا ہے اور اب اس کی تمام مشکلات ختم ہو چکی ہیں۔

O

حارث کی اگلی ملاقات بڑی بھرپور تھی۔

پورا ایک ہفتہ غائب رہا تھا۔ جس درمیان ملیحہ اس کی بہترین دوست بن چکی تھی۔ اس نے نہ صرف فہیمہ کو چھوڑنا بلکہ واپس لے جانا بھی شروع کر دیا تھا اور اپنے اوقات کار ایسے بنا لئے تھے جن سے وہ اپنی دوست کی مدد کر سکے۔

ان کی تیسری ساتھی بھی خاصی ''کوآپریٹو'' تھی۔

اس درمیان فہیمہ نے خود کو ماحول سے ایڈجسٹ کر لیا تھا۔ یونیورسٹی اور گھر کا راستہ اسے ازبر ہو گیا تھا اور وہ آسانی سے اب ہر جگہ آ جا سکتی تھی۔

حارث قریباً روزانہ فون کر کے اس کی خیریت معلوم کرتا تھا۔ اس کا کزن بھی فہیمہ سے مل چکا تھا وہ بھی حارث کی طرح دلچسپی آدمی تھا۔

لیکن.....

اس کی دلچسپیوں کا مرکز ان کی تیسری ساتھی لڑکی تھی۔

ہفتے کی شام کو حسب وعدہ حارث وہاں پہنچ گیا۔ فہیمہ نے اس درمیان خود کو مکمل تیار کر لیا تھا۔ اس کی ساتھی لڑکیوں نے حارث کی امارت کی جو جو کہانیاں اسے سنائی تھیں اور جس کا ایک معمولی مظاہرہ اس نے ڈنر پر دیکھ لیا تھا۔ اس کے بعد اگر وہ کچھ نہ بھی کہتیں تو بھی اس کے لئے بہت کچھ تھا.....!

دونوں بڑی بے تکلفی سے بھرپور انداز میں ایک دوسرے سے ملے تھے۔ اس کی ساتھی لڑکیاں جا چکی تھیں۔ ملیحہ ہی زیادہ اس کے ساتھ رہتی تھی۔ تیسری لڑکی رافعہ بیروت کی رہنے والی اور متکبر تھی۔ شاید حارث کے کزن کی دوستی نے اس کا دماغ خراب کر رکھا تھا۔ اس کے باوجود وہ فہیمہ سے دب کر رہتی تھی۔

آج فہیمہ نے اپنے بناؤ سنگھار میں کوئی کسر نہیں اٹھا رکھی تھی۔

وہ اپنی دانست میں حارث کو اپنے دام محبت میں گرفتار کرنے جا رہی تھی۔ بے چاری.....!!

اس مرتبہ حارث نے اس کے ساتھ مقامی ڈسکو کا رخ کیا تھا۔ دونوں خاصی دیر تک وہیں ناچتے رہے۔ فہیمہ کے لئے یہ سب کچھ نیا نہیں تھا۔

اس نے بغداد میں بہت کچھ دیکھا تھا۔ گو کہ عراق کی اعلیٰ سوسائٹی کے لوگوں میں عراقی انٹیلی جنس کا خوف ہمیشہ سے موجود رہا ہے۔

لیکن.....

عراقی حکومت نے کبھی اس نوعیت کی سرگرمیوں کا نوٹس نہیں لیا تھا۔ شاید یہی وجہ ہے کہ لوگ زیادہ گھٹن بھی محسوس نہیں کرتے تھے۔

''ڈسکو'' سے رات دیر گئے دونوں باہر نکلے تھے۔

حارث نے تو ایک آدھ پیگ لگایا تھا لیکن فہیمہ خود کو زیادہ ماڈرن پوز کرنے کے چکر میں دو تین پیگ چڑھا گئی تھی اور اب ضرورت سے زیادہ جذباتی ہو رہی تھی۔

ڈنر سے فارغ ہو کر دونوں جب باہر نکلے تو حارث نے لوہا گرم دیکھ کر آخری ضرب بھی لگا دی۔

''آج رات آپ میرے ساتھ گزارنا پسند فرمائیں گی۔''

اس نے آپے سے باہر ہوتی فہیمہ کو دعوت دی۔

''کیوں نہیں۔ کیوں نہیں۔ ضرور۔ ضرور۔''

یوں لگتا تھا جیسے وہ اس کی دعوت کی ہی منتظر رہی ہو۔

حارث کا بنگلہ کسی لارڈ کی رہائش گاہ سے کیا کم رہا ہوگا۔

عیاشی اور امارت کا ہر سامان یہاں موجود تھا۔ ایسے بنگلے لندن میں شاذ و نادر ہی نظر آیا کرتے تھے جن کو ایسے نوادرات سے سجایا گیا ہو۔ ہاتھی دانت سے قیمتی پتھر تک کی بنی کئی چیزوں سے ڈرائنگ روم سجایا گیا تھا۔

شاید یہ بنگلہ ''سنٹرلی ہیٹڈ'' تھا۔ کیونکہ فہیمہ کو اندر داخل ہوتے ہی سردی کا احساس دم

Scanned by iqbalmt

Scanned by iqbalmt

توڑتا محسوس ہو رہا تھا۔

اسے اس بات کا علم نہ ہو سکا کہ اپنے گھر روانہ ہونے سے پہلے حارث نے ''ڈسکو'' کے باہر موجود بوتھ سے ٹیلی فون کر کے کسی کو اپنے گھر جانے کی اطلاع دی تھی۔ جس کا مطلب یہی تھا کہ ''چڑیا'' اب تیزی سے پنجرے کی طرف سفر کر رہی ہے اور اس پر جال پھینکنے کی تیاری کی جائے۔

کچھ تو ڈسکو کی شراب کا نشہ تھا اور کچھ محبت کا خمار۔

دونوں نے مل کر فہیمہ کے دل و دماغ میں شہوت کی آگ بھڑکا دی تھی۔ اس رات جس عمل سے وہ گزری گو وہ اس کے لئے نیا نہیں تھا۔ کالج کی زندگی میں اس نے ایسی کئی راتیں بسر کر لی تھیں۔

لیکن.....

یہ اپنی نوعیت میں ایک یادگار رات تھی۔

اس رات فہیمہ کی خود سپردگی کا عالم دیدنی تھا۔ اس نے حارث پر ثابت کر دیا تھا کہ وہ اس کی زندگی میں آنے والی آخری عورت ہے۔ اس کے بعد شاید اسے کوئی دوستی کی تمنا ہی نہ رہے۔

''موساد'' کا یہی کمال تھا کہ وہ اپنے شکار کو اس طرح پھانستے تھے کہ وہ بڑی خوشی سے ان کے دام میں پھنستا چلا جاتا۔

جب شراب کے نشے میں بدمست فہیمہ دنیا و مافیہا سے بے خبر جنسیت کے طوفان میں بہہ رہی تھی۔ حارث کے حواس قائم تھے اور اس کا ساتھی جوان کی آمد سے پہلے ہی یہاں چھپا ہوا تھا اس گھناؤنے عمل کو اس مخصوص کیمرے کی مدد سے سلولائیڈ کے فیتے اور فلم پر منتقل کر رہا تھا جس کو اندھیرے میں فلمبندی پر کمال حاصل تھا۔

فلیش لائٹ کے بغیر کسی بھی منظر کو اپنے اندر سمو لینے کی صلاحیت کے حامل یہ کیمرے ''موساد'' کے ہتھیار تھے جن کی مدد سے انہوں نے کئی معرکے سر کئے تھے۔

الیکٹرانکس میں مختلف تبدیلیاں کر کے انہیں اپنے خصوصی مقاصد کے لئے استعمال کرنے پر جو مہارت اور عبور ''موساد'' کو حاصل ہے وہ شاید ہی دنیا کی کسی اور انٹیلی جنس کو حاصل رہا

ہو۔

O

یہ ابتدا تھی۔

اس کے بعد تو جیسے فہیمہ کی عادت بن گئی۔

حارث نے اسے مہنگی شاپنگ کی عادت ڈال دی تھی۔ لندن کے مہنگے سٹورز کے دروازے ایک ایک کر کے اس پر کھلنے لگے تھے۔

فہیمہ خود کو اب حارث کے بغیر ادھورا سمجھنے لگی تھی۔ اس کا آنا جانا اپنی ایمبسی میں لگا رہتا تھا۔

اس کے باپ اور بھائیوں کی وجہ سے ایمبسی کے لوگ اس کو جانتے تھے اور اپنے جسمانی خدوخال اور آزاد خیالی کے سبب وہ بیشتر کے دلوں میں بھی بس چکی تھی۔

دن ہفتوں اور ہفتے مہینوں میں بدلے۔

اپارٹمنٹ میں اس کا قیام برائے نام ہی تھا اس کی زیادہ راتیں حارث کے گھر پر اس کے پہلو ہی میں گزرتی تھیں۔

اس روز بھی وہ خود کار چلاتی حارث کے گھر کی طرف جا رہی تھی۔ حارث کی کوششوں سے اسے ڈرائیونگ لائسنس بھی مل گیا تھا حالانکہ یہاں ڈرائیونگ کا امتحان پاس کرنے جوئے شیر لانے سے کم نہیں تھا۔

آج وہ حارث کے ہاں پہنچی تو خلافِ توقع حارث کو پریشان پایا۔

''خیریت۔'' اس نے دونوں بانہیں حارث کے گلے میں حمائل کرتے ہوئے اس کی آنکھوں میں جھانکا۔

''نہیں..... فہیمہ مجھے افسوس ہے کہ میری وجہ سے تم بھی شاید مصیبت میں نہ پھنس جاؤ۔'' حارث کا لہجہ بہت سنجیدہ تھا۔

''تمہاری وجہ سے مجھے جہنم بھی جانا پڑے تو سودا مہنگا نہیں۔'' اس نے بے تکلفی کا مظاہرہ کرتے ہوئے کہا۔

''فہیمہ معاملہ بڑا سیریس ہے۔ مجھے سمجھ نہیں آتی کہ تمہیں کیا بتاؤں اور کیسے بتاؤں۔''

Scanned by iqbalmt

Scanned by iqbalmt

اس نے آہستگی سے خود کو فہیمہ سے الگ کرتے ہوئے کہا۔

''اب کہہ بھی ڈالو' کیا سسپنس پھیلا رکھا ہے۔ سارے موڈ کا بیڑہ غرق کر دیا۔''

''تین چار روز سے مجھے کوئی شخص ملاقات کے لئے کہہ رہا تھا۔'' اس نے بالآخر کہنا شروع کیا۔'' لیکن میں کسی اجنبی سے کیسے مل سکتا ہوں۔ میں نے اسے کہا کہ جب تک وہ اپنا تعارف نہیں کروائے گا تب تک میں اس کے ساتھ ملاقات نہیں کر سکتا۔ جب کہ وہ ملنے کے بعد ہی تعارف کروانے پر بضد تھا..... خیر..... میں نے انکار کر دیا۔ پرسوں جب میں گھر واپس لوٹا ہوں تو ایک لفافہ میرے نام کا یہاں موجود تھا۔ جب میں نے کھولا تو تم میری حالت کا شاید اندازہ نہ کر سکو۔''

''کیا تھا اس میں؟'' فہیمہ نے بے چینی سے پوچھا۔

''لو تم خود ہی دیکھ لو۔''

یہ کہتے ہوئے اس نے قریب ہی الماری میں رکھا ایک لفافہ نکال کر اس کی طرف بڑھا دیا۔

فہیمہ نے کپکپاتے ہاتھوں سے اس میں موجود تصاویر دیکھنا شروع کیں۔ جیسے جیسے وہ تصاویر دیکھ رہی تھی اس کے چہرے کا رنگ بدلنے لگا تھا۔ خوف کے مارے اس کو اپنے بدن سے جان نکلتی دکھائی دے رہی تھی۔

دونوں حال ہی میں ایک ہفتے کی چھٹیاں اکٹھے ساحل سمندر پر گزار کر آئے تھے۔ ساحل سمندر سے ان کے ہوٹل کے کمرے میں گزاری تمام راتوں کی کہانیاں ان تصاویر میں موجود تھیں۔ اس غضب کی تصویر کشی تھی کہ دنیا کا کوئی ایکسپرٹ بھی یہ نہیں کہہ سکتا تھا کہ یہ تصاویر چوری چھپے اتاری گئی ہیں۔

یوں لگتا تھا جیسے انہیں دونوں نے اپنی مرضی سے تیار کروائی ہوں۔

O

''اف میرے خدایا! یہ کیا مصیبت آ گئی۔''

فہیمہ کا رنگ زرد پڑنے لگا تھا۔

تصاویر اس کے ہاتھ سے نیچے گر پڑی تھیں۔

''حوصلہ کرو فہیمہ کوئی راستہ نکل آئے گا۔ مجھے تو خود سمجھ نہیں آ رہی کہ یہ کیا ہو گیا ہے۔ مجھے اپنی پرواہ نہیں لیکن خدانخواستہ اگر تمہاری حکومت کو اس بات کی بھنک بھی پڑ گئی کہ تمہارے تعلقات کسی اسرائیلی نوجوان سے ہیں تو تم جانتی ہو کہ تمہارے سارے خاندان کو کس عذاب سے گزرنا پڑے گا..... اور خود تم..... اوہ میرے خدایا! جانے یہ کس حرام خور کی حرکت ہے اور وہ کیا چاہتا ہے۔ فہیمہ میں عراق کی انٹیلی جنس کو تم سے زیادہ جانتا ہوں یہ لوگ درندے ہیں درندے۔ تمہاری بوٹیاں نوچ ڈالیں گے۔''

وہ بڑی مکاری سے فہیمہ کو آنے والے کام کے لئے شعوری طور پر آمادہ کر رہا تھا۔

چند منٹ ہی میں فہیمہ کو سمجھ آ گئی تھی کہ جس شخص نے بھی یہ کام کیا ہے وہ نہ صرف اس کی بلکہ اس کے سارے خاندان کی زندگیاں برباد کر سکتا ہے۔

عراقی انٹیلی جنس کا اس سے زیادہ علم اور کسے ہو سکتا تھا؟ وہ جانتی تھی کہ کسی اسرائیلی نوجوان کے ساتھ کسی عراقی لڑکی کے جنسی مراسم کی سزا کتنی اذیت ناک ہو سکتی ہے۔

شاید اس کے تصور سے بھی زیادہ بھیانک!!

O

''کیا چاہتا ہے وہ؟''

بالآخر اس نے حوصلہ کر کے حارث سے پوچھا۔

''یہی بتانے کے لئے وہ ہم سے ملنا چاہتا ہے۔''

حارث نے ڈرامہ کے اگلے ایکٹ کی تیاری کا سٹارٹ لیا۔ وہ لوگ فہیمہ کے لئے کسی کمزوری کی گنجائش نہیں چھوڑ رہے تھے۔

ان کی اداکاری اور پلاننگ قابل داد تھی۔

''اس نے مجھے ایک فون نمبر دیا ہے اور کہا ہے کہ آج چھ اور ساڑھے چھ بجے کے درمیان اسے فون کر کے رابطہ کر لوں۔''

''حارث میرا تو دل گھبرا رہا ہے' کوئی مصیبت آنے والی ہے۔''

''تم بے فکر رہو! میرے جیتے جی تم پر کوئی مصیبت نہیں آ سکتی۔ میں نے پتہ کروایا ہے یہ شخص بڑا چالاک معلوم ہوتا ہے کیونکہ یہ ٹیلی فون بوتھ کا نمبر ہے اور یہ شخص یہاں ہمارا پیغام ملنے پر

Scanned by iqbalmt

Scanned by iqbalmt

چلا آئے گا۔ پہلے میں نے اس کے لئے کسی پرائیوٹ سرغرساں کی خدمات حاصل کرنے کے متعلق سوچا تھا لیکن اب میں نے ارادہ بدل دیا ہے۔ فہیمہ میں نہیں چاہتا کہ اس بات کا کسی دوسرے شخص کو علم ہو۔ تم نہیں جانتی کہ اگر یہ اطلاع عراقی سفارت خانے کو پہنچ گئی تو وہ.....اف میرے خدایا! فہیمہ ہمیں اس کی کچھ بھی قیمت ادا کرنی پڑے.....کچھ بھی.....!!

فہیمہ کو اب حارث کی فکر ہونے لگی تھی۔

وہ اس کی پریشانی شاید برداشت نہیں کر سکا تھا اور آپے سے باہر ہو رہا تھا۔

''میں بلاتا ہوں اسے' آخر بات کر لینے میں کیا حرج ہے ذرا میں بھی تو اس ذات شریف کو دیکھوں۔''

بالآخر حارث نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔'' فہیمہ کی آواز کسی کنویں سے آتی سنائی دے رہی تھی۔

حارث اس کی ڈھارس بندھانے کے لئے ہر ممکن طریقہ استعمال کر رہا تھا۔ جب کہ فہیمہ کو خود سے زیادہ اس کی فکر دامن گیر تھی۔

دونوں نے اپنے حواس قائم رکھنے کے لئے شراب کا سہارا لیا تھا اور اب انہیں بے چینی سے چھ بجے کا انتظار تھا۔

چھ بجے حارث نے فون کیا اور پندرہ بیس منٹ بعد اطلاعی گھنٹی بجی۔

اس درمیان فہیمہ نے حارث کو پستول اپنی جیکٹ کی جیب میں رکھتے دیکھ لیا تھا۔

''یہ کیا کرنے لگے ہو؟''

وہ گھبرا گئی!

''میں اس حرامی کا خاتمہ کر دوں گا۔ فہیمہ مجھے اپنی پرواہ نہیں مجھے مر جانا قبول ہے لیکن میں تمہارا دکھ برداشت نہیں کر سکتا۔''

اس نے روہانسی آواز میں کہا تو فہیمہ کو اپنا دل ڈوبتا محسوس ہوا۔

''نہیں حارث خدا کے لئے یہ غلطی نہ کرنا کہیں ہم ایک مصیبت سے بچتے دوسرے مصیبت میں نہ پھنس جائیں۔''

اس نے زبردستی حارث کے ہاتھ سے پستول لے کر دوبارہ اس جگہ دراز میں رکھ دیا

تھا۔

O

حارث کے دروازہ کھولنے پر انہیں ایک دراز قد شکل دکھائی دی.....!

آنے والا شکل سے خاصا معزز دکھائی دیتا تھا۔

''میرا نام ڈیوڈ ہے۔'' اس نے بے تکلفی سے حارث کی طرف ہاتھ بڑھاتے ہوئے کہا۔ ''لیکن یہ صحیح نام نہیں ہے' بہرکیف آپ مجھے اس نام سے مخاطب کر سکتے ہیں.....!''

حارث نے اس سے ہاتھ ملانا بھی پسند نہیں کیا تھا۔

''میں آپ کی ذہنی حالت کا اندازہ کر سکتا ہوں لیکن مجھے افسوس ہے کہ ناگوار فریضہ انجام دے رہا ہوں۔''

یہ کہتے ہوئے وہ خود ہی ایک آرام دہ صوفے پر ڈھیر ہو گیا۔

''معزز خاتون کیا آپ کے ہاں مہمانوں سے یہی سلوک کیا جاتا ہے۔'' اس مرتبہ اس نے فہیمہ کو مخاطب کیا تھا۔

''شٹ اپ! اگر تم نے میری دوست سے بات کرنے کی کوشش کی تو یہیں تمہارا خون پی جاؤں گا۔''

حارث اتنی شاندار اداکاری کر رہا تھا کہ خود اسے بھی حیرانی ہو رہی ہو گی کہ وہ کبھی اتنا کامیاب اداکار بھی رہا ہے۔

''ٹھیک ہے جیسے آپ کی مرضی۔ میری تو خواہش صرف اتنی تھی کہ جو بھی بات ہو وہ آپ دونوں کی موجودگی میں ہو۔'' ڈیوڈ نے لاپرواہی سے کہا۔

''دیکھو زیادہ بک بک کرنے کی ضرورت نہیں۔ تمہیں جتنی رقم درکار ہے لو اور یہاں سے دفع ہو جاؤ۔'' یہ کہتے ہوئے حارث نے اس کے سامنے چیک بک پھینک دی۔ ''تم اس پر رقم لکھو میں دستخط کر دیتا ہوں۔''

''آپ بہت جذباتی ہو رہے ہیں۔ میرے خیال سے مجھے ابھی چلے جانا چاہئے۔ پھر کبھی بات ہو جائے گی۔''

یہ کہہ کر ڈیوڈ نے اپنی جگہ سے اٹھنا چاہا۔

Scanned by iqbalmt

Scanned by iqbalmt

لیکن.....

حارث نے پھرتی سے دراز کھول کر پستول ہاتھ میں تھام لیا تھا۔ ''میں تمہیں جان سے مار ڈالوں گا۔'' اس نے غصے سے چلاتے ہوئے کہا۔

''بسر و چشم۔''

ڈیوڈ نے مسخرے کی طرح جھکتے ہوئے اپنی گردن جھکا دی پھر کھڑا ہو گیا۔

''مسٹر حارث یا تو آپ بے وقوف ہیں یا پھر آپ کا ذہن ماؤف ہو چلا ہے۔ میں نے آپ کو تصاویر بھیجی ہیں۔ ان کے نیگیٹو نہیں..... اور ہاں میرا تعلق کسی لچے لفنگے گروپ سے نہیں۔ ایک انٹیلی جنس ایجنسی سے ہے اور میں یہاں جھک مارنے نہیں آیا۔''

گو کہ اس نے اپنی ایجنسی یا ملک کا نام نہیں بتایا تھا لیکن فہیمہ کو اچھی طرح سمجھ آ گئی تھی کہ وہ کون ہے؟

O

اس نے محسوس کیا کہ حارث بھی کچھ گھبرا گیا ہے۔

''دیکھو مسٹر حارث تم دونوں سمجھدار ہو اور تمہیں ہمارے ساتھ تعاون کرنا ہو گا۔ اگر تم اپنی محبوبہ کی سلامتی چاہتے ہو تو چپ چاپ ہمارا کہنا مانتے جاؤ۔ میں صرف ایک شریفانہ وعدہ کر سکتا ہوں کہ آپ کی دوست ہم سے کبھی اس کی استعداد سے زیادہ کام نہیں لیں گے۔ اس سے زیادہ کوئی وعدہ نہیں کر سکتا۔''

ڈیوڈ کا لہجہ خاصا گھمبیر ہو گیا تھا۔

''مجھے سمجھ نہیں آتی ہم تمہارے لئے کیا کر سکتے ہیں۔ ظاہر ہے ہم کوئی غیر قانونی کام نہیں کریں گے۔'' حارث نے چڑ کر کہا۔

''میں کوئی غیر قانونی کام نہیں کہہ رہا۔ تمہاری دوست کا تعلق عراق سے ہے۔ اس کا آنا جانا ایمبسی میں لگا رہتا ہے۔ بس ہمیں کبھی کبھی کوئی معلومات درکار ہوتی ہیں وہ لا دیا کرے تو ہم دوست ہیں..... اور ہاں جہاں تک پیسوں کے معاملات ہیں اس بات کا خیال رکھنا کہ اگر تمہاری دوست کا تعاون جاری رہا تو ہم نہ صرف تمہاری ضروریات کے ذمہ دار ہوں گے بلکہ دنیا کے ہر اس ملک کے دروازے جس کے ساتھ اسرائیل کے سفارتی تعلقات ہیں تمہارے لئے کھل

جائیں گے۔''

''ٹھیک ہے۔ ٹھیک ہے! اب تم جاؤ اور آئندہ تم صرف مجھ سے رابطہ کرو گے۔ میری دوست سے نہیں۔'' حارث نے پھاڑ کھانے والے لہجے میں کہا۔

''ٹھیک ہے ہمیں کیا اعتراض ہو سکتا ہے۔ جیسے تمہاری مرضی ہمیں تو آم کھانے سے غرض ہے گھٹلیاں گننے سے نہیں۔''

ڈیوڈ نے کہا اور چلا گیا۔

اس کی روانگی کے بعد دونوں ایک دوسرے کو تسلیاں دیتے رہے۔ حارث اس مصیبت کے لئے خود کو ذمہ دار اور فہیمہ اپنے آپ کو قصوروار گردان رہی تھی۔

''موساد'' کے ایجنٹ' حارث نے بڑی کامیابی سے اس کھیل کو انجام تک پہنچا دیا تھا۔

O

اگلے ہی روز ڈیوڈ نے انہیں پہلا ''ٹاسک'' دے دیا۔

عراق کی ایمبسی میں موجود ایک تھرڈ سیکرٹری کے کوائف کا پتہ لگانا تھا۔ فہیمہ کے لئے یہ کوئی مشکل کام نہیں تھا۔ اس نے اپنے اثر و رسوخ سے جلد ہی اس کے متعلق تقریباً تمام معلومات حارث تک پہنچا دیں جس سے یہ معلومات پھر ڈیوڈ کو منتقل ہو گئیں۔

اس کے بعد تو یہ سلسلہ چل نکلا۔

فہیمہ جانتی تھی کہ دونوں بری طرح پھنس چکے ہیں۔

اس درمیان حارث نے بڑی کامیابی سے نہ صرف اسے شراب نوشی کا عادی بنا دیا تھا بلکہ جوا کھیلنے کی عادت بھی ڈال دی تھی۔

اس کام کے لئے فہیمہ کو جو رقم درکار ہوتی وہ حارث اسے یہ کہہ کر دے دیتا کہ یہ ان لوگوں نے اس کے لئے دی ہے۔

فہیمہ کو اب اس کام کی عادت سی ہو گئی تھی۔

دو تین ماہ بعد وہ ضمیر کے بوجھ سے بھی آزاد ہو گئی تھی۔

شاید اس نے لاشعوری طور پر اس ''سزا'' کو قبول کر لیا تھا۔ اس کی کوشش یہی ہوتی تھی کہ جس طرح بھی ممکن ہو وہ ''موساد'' سے زیادہ سے زیادہ پیسے وصول کر سکے۔

Scanned by iqbalmt

Scanned by iqbalmt

جیسے جیسے وہ کمزور ہو رہی تھی۔

''موساد'' کے تقاضے بڑھتے جا رہے تھے۔

ڈیوڈ کے علاوہ اب ایک اور شخص نے بھی اس سے ملنا شروع کر دیا تھا۔ اس درمیان حارث بری طرح اس کے حواس پر چھا چکا تھا۔

فہیمہ جانتی تھی کہ حارث صرف اس وجہ سے اس مصیبت میں گرفتار ہے ورنہ وہ ان باتوں کی پروا کبھی نہ کرتا کیونکہ وہ برٹش شہری تھا اور اسرائیلی انٹیلی جنس کے لوگ اسے ڈرا دھمکا کر بھی اس کا کچھ نہیں بگاڑ سکتے تھے۔

فہیمہ یہ بھی محسوس کرتی تھی کہ جب سے وہ اس چنگل میں پھنسے ہیں۔ حارث پہلے سے بہت زیادہ اس کا خیال رکھنے لگا ہے۔

وہ اس کی ہر جائز ناجائز خواہش پوری کرنے لگا تھا۔

ایک روز جب فہیمہ نے اس کے سامنے شادی کی تجویز رکھی تو بھی حارث نے بغیر کسی ہچکچاہٹ کے ہاں کر دی۔

لیکن.....!

اس کے ساتھ ہی اس نے خواہش ظاہر کر دی کہ ان کی شادی تل ابیب میں انجام پائے۔

''لیکن یہ کیسے ممکن ہے؟''

فہیمہ نے حیرانگی سے پوچھا۔

''تمہارے دوست آخر کس دن کام آئیں گے۔ اب تو تمہارے تعلقات بھی ان لوگوں سے بہت اچھے ہیں۔''

اس کا اشارہ ''موساد'' کی طرف تھا۔

''فرض کیا وہ ہاں بھی کر دیں تو بھی کچھ مجبوریاں ہیں۔ آخر میں عراق کی شہری ہوں۔''

''میرے ساتھ شادی کرنے کے بعد تم برٹش شہری بن جاؤ گی۔ فی الوقت اگر تمہارے پاس عراقی پاسپورٹ بھی ہے تو کوئی مضائقہ نہیں۔ میرے خیال سے اگر ہم لوگ انہیں کہیں تو وہ کوئی نہ کوئی راستہ نکال لیں گے کیونکہ متعدد مرتبہ انہوں نے خواہش ظاہر کی ہے کہ ہم ان کو کوئی

خدمت بتائیں۔''

حارث آخری اور بھرپور حملہ کرنے جا رہا تھا۔

ایک مرتبہ اگر یہ لڑکی اسرائیل کا دورہ کر آئی تو ''موساد'' اسے اس بری طرح اپنی گرفت میں لے سکتی تھی کہ پھر شاید وہ اپنی مرضی کے مطابق مر بھی نہ سکتی۔

''اگر تمہاری یہی خواہش ہے تو.....''

فہیمہ نے سر جھکا لیا.....!!

حارث دیوانہ وار اس سے لپٹ گیا۔

O

اگلے روز انہوں نے ڈیوڈ کو ملاقات کے لئے بلایا تھا۔

ڈیوڈ کے سامنے حارث نے اس خواہش کا اظہار کرتے ہوئے اسے فہیمہ کی تشویش سے آگاہ کیا۔

''یہ معاملہ ہم پر چھوڑ دیجئے۔ کسی کو کانوں کان خبر نہیں ہوگی۔ عراق ایمبسی میں کسی کے متوجہ ہونے کے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ آپ صرف ایک ہفتہ لندن سے باہر چھٹیاں باہر گزارنے کا تاثر دیں۔ ہم آپ دونوں کو اس طرح لے جائیں گے اور واپس لائیں گے کہ کسی کو کانوں کان خبر نہ ہوگی..... آپ کی دوست کے پاسپورٹ پر کوئی مہر نہیں لگے گی۔ آپ مطمئن رہیں۔''

اس نے دونوں کو مکمل اطمینان دلاتے ہوئے کہا۔

تین روز بعد ایک دن ان دونوں کو اسرائیلی ایئر لائن کی ایک پرواز کے ذریعے لندن سے تل ابیب پہنچا دیا گیا۔

ان لوگوں نے فہیمہ کے لئے بطور خاص اسرائیلی پاسپورٹ کا اہتمام کیا تھا اور وہ اسرائیل کے ایک شہری کی حیثیت سے ہی سفر کر رہی تھی۔ اس کے پاسپورٹ پر برطانیہ کا کثیر المقاصد ویزہ لگا تھا فہیمہ کو اس بات کا کبھی علم نہ ہو سکا کہ یہ سارا کام کس طرح انجام پایا وہ بالکل محفوظ و مامون سفر کر رہی تھی۔

تل ابیب کے ہوائی اڈے پر حارث کے جعلی رشتہ دار جو دراصل ''موساد'' کے لوگ

Scanned by iqbalmt

Scanned by iqbalmt

تھے ان کے استقبال کو موجود تھے۔

ان میں نوجوان لڑکیاں' عورتیں' بچے اور بزرگ سب ہی موجود تھے۔ سب نے فہیمہ کا پرتپاک خیر مقدم کیا اور روایتی انداز میں اس کے ساتھ تصاویر بنائیں۔ پھر انہیں تل ابیب کے ایک فائیو سٹار ہوٹل میں پہنچا دیا گیا۔

ان کی شادی یہاں آمد کے تیسرے روز ہی انجام پا گئی۔

فہیمہ کو احساس ہی نہ ہو سکا کہ اس کی اسرائیل میں موجودگی کا ایک ایک پل کیمرے کی آنکھ نے محفوظ کر لیا ہے اور سینکڑوں تصاویر اور وڈیو فلم مسلسل بن رہی تھیں۔

دونوں اب شادی کے بندھن میں بندھ چکے تھے۔

ان کی شادی عیسائی رسوم و رواج کے مطابق ایک گرجے میں انجام پائی۔ فہیمہ نے یہاں آٹھ کے بجائے دس دن لگا دیئے تھے۔

اب بھی اس کا واپس جانے کو جی نہیں چاہتا تھا لیکن حارث اسے بار بار حالت کی سنگینی کا احساس دلا رہا تھا۔ اس کا کہنا تھا کہ اتنے لمبے عرصے اس کی پراسرار گمشدگی سے عراقی سفارتخانے میں کسی کو شک گزر سکتا ہے۔

جب دونوں اسرائیلی ایئر لائن کی پرواز سے واپس آ رہے تھے تو ہوائی اڈے پر انہیں تصاویر کے دو البم اور ایک وڈیو فلم پیش کی گئی۔ بظاہر تو یہ اس دورے کی یادگار تھی۔

لیکن.....!

دراصل ''موساد'' کی طرف سے فہیمہ کو باور کروایا گیا تھا کہ اس کی اسرائیل میں موجودگی اور شادی کے مکمل تصاویری ثبوت بھی موجود ہیں۔

فہیمہ کوئی ایسی محب وطن یا مذہبی لڑکی نہیں تھی۔

پہلے پہل تو اس نے مجبوری میں یہ کام کیا ہو گا لیکن اب وہ بڑھ چڑھ کر یہ سب کچھ کر رہی تھی۔ شاید اس نے حارث کو ہی اپنا سب کچھ جان لیا تھا اور اسرائیل اور لندن میں ہی باقی زندگی بسر کرنے پر تیار ہو رہی تھی۔

پھر وہ دن بھی آ گیا جب اس نے ایک روز ''موساد'' کے حکم پر عراقی سفارتخانے سے کچھ کاغذات اڑا لئے۔

فہیمہ ہی کے ذریعے ''موساد'' کے لوگ سفارت خانے کے اندر آزادی سے گھوم پھر رہے تھے وہ ''موساد'' کے مختلف ایجنٹوں کو اپنے ''دوست'' بنا کر ساتھ لے جاتی پھر عراقی سفارت کاروں سے باتوں باتوں میں کام کی باتیں جان لیتے۔

عراقی سفارت خانے کے ایک سیکرٹری کو ''موساد'' نے اس کے ذریعے اپنے جال میں پھنسایا تھا۔ دو سال کے عرصے میں فہیمہ ان کی ''قابل اعتماد ایجنٹ'' بن چکی تھی اور ''موساد'' کو یہ احساس ہو گیا تھا کہ وہ مستقبل میں کبھی ''موساد'' سے غداری کا سوچ بھی نہیں سکتی اور اس کے ذریعے ''موساد'' کے لوگ ہر ممکنہ کام کروا سکتے ہیں۔

O

کل رات ہی اسے حارث نے فیصل نامی کسی شخص سے جو حال ہی میں عراقی سفارتخانے میں آیا تھا دوستی کرنے اور اس کی آمد کا مقصد جاننے کے لئے کہا تھا۔

فہیمہ نے جان لیا تھا کہ حارث بھی اب ان لوگوں کے اشاروں پر بندر کی طرح ناچنے لگا ہے۔ شاید اس نے اسرائیل سے مکمل تعاون کا ارادہ کر لیا تھا۔

حارث نے اسے ایسی ''خباثتوں'' کا عادی کر دیا تھا کہ اب فہیمہ کے لئے زندگی میں کوئی دوسرا راستہ باقی ہی نہیں بچا تھا۔

اس روز صبح ہی فیصل سے اس کے آفس میں ٹکرا گئی۔

اس کا تعارف فیصل کے ساتھ یہاں پہلے سے موجود سفارت کار نے ایک آنکھ دبا کر کروایا تھا۔ بغداد کی کسی ماڈرن لڑکی سے جو میڈیکل کی اعلیٰ تعلیم حاصل کر رہی ہو دوستی کا تصور ہی فیصل کے لئے خوش آئند تھا۔

اس نے اسی روز شام کو فہیمہ کو ایک ہوٹل میں ڈنر پر بلا لیا جہاں دونوں ایک دوسرے سے بے تکلف ہوتے چلے گئے۔

''موساد'' کی طرف سے سمجھائے گئے منصوبے کے مطابق اس نے دو تین ملاقاتوں ہی میں فیصل کو اپنے صیہونیت دشمن ہونے کا یقین دلا دیا تھا۔

O

بے چارہ انٹیلی جنس کا آفیسر یہی سمجھنے لگا تھا کہ اس کا رابطہ ایک زبردست قوم پرست

Scanned by iqbalmt

Scanned by iqbalmt

محب وطن عراقی لڑکی سے پڑا ہے جس کی زندگی کا ایک ہی مقصد ہے کہ وہ کسی نہ کسی طرح اسرائیل کو تباہ کر دے۔

''موساد'' بڑے صبر سے پھل کھانے پر یقین رکھتی تھی۔

ان لوگوں نے فہیمہ کو کبھی ایک حد سے آگے بڑھنے کی اجازت نہیں دی تھی۔ ڈیڑھ دو ماہ کی مستقل اور بھرپور ملاقاتوں کے بعد فیصل کو احساس ہونے لگا تھا کہ وہ فہیمہ کو اعتماد میں لے کر اپنے ملک کے لئے کام کرنے پر آمادہ کر سکتا ہے۔

آخر وہ دختر عراق تھی جو اپنے ملک وملت کے لئے جان تک دینے کو تیار رہتی تھی۔

بہت سوچ بچار کے بعد بالآخر اس نے ایک روز فہیمہ کو اعتماد میں لے ہی لیا۔ ''تمہیں علم ہے ان یہودیوں نے ہمارا ایٹمی پلانٹ تباہ کر دیا تھا..... لیکن صدر صدام کا یہ عزم ہے کہ وہ اسرائیل کو نیست و نابود کر کے ہی دم لیں گے۔ بین الاقوامی حالات تمہارے سامنے ہیں۔ یہودیوں نے ساری دنیا کو خصوصاً مغربی دنیا کو اپنے شکنجے میں جکڑ رکھا ہے۔ کسی کی جرأت نہیں کہ ان کی زیادتیوں کے خلاف زبان بھی کھول سکے۔ ہمارے عرب ساتھیوں کو تم جانتی ہو یہ لوگ عیش وعشرت میں ڈوبے اپنے عوام کا خون نچوڑ کر مغرب کو پلا رہے ہیں۔ بے غیرت اور قوم فروش لوگ ہیں یہ ان سے ہمیں نہ ماضی میں کبھی خیر کی توقع تھی نہ مستقبل میں ان پر تکیہ کیا جا سکتا ہے۔ بہت سوچ بچار کے بعد صدر صدام حسین نے فیصلہ کیا ہے کہ ہم پہلے چوری چھپے اپنی طاقت کو مضبوط کریں۔ جدید ترین تباہ کن ایٹمی اور کیمیائی ہتھیار تیار کریں اور جب اس قابل ہو جائیں کہ اسرائیل سے بدلہ لے سکیں تو تمام مصلحتیں بالائے طاق رکھ کر اسرائیل پر حملہ کر دیا جائے..... صدر کو امید ہے کہ اسرائیل کے خلاف عراقی حملے میں سارا عالم اسلام ان کے ساتھ دے گا۔ سوائے بے غیرت حکمرانوں کے۔ دنیا کا کون سا وہ مسلمان ہے جو اسرائیل کی تباہی کا خواہاں نہ رہا ہو۔ یہی سوچ کر ہم نے یہ منصوبہ تیار کیا ہے اور میری لندن آمد بھی اسی سلسلہ کی کڑی ہے۔ ہم ایک خصوصی توپ تیار کرنے میں کامیاب ہو گئے ہیں جس کے لئے اہم پرزہ جات یہاں سے حاصل کرنے کے لئے لندن آیا ہوں اور انشاء اللہ حاصل کر کے ہی واپس جاؤں گا۔''

''آپ مجھے ہر قدم پر اپنے ساتھ پائیں گے۔ اپنے عظیم صدر کے حکم پر جان دینا میں اپنی خوش قسمتی سمجھتی ہوں۔ میری جان بھی اس عظیم مقصد میں چلی جائے تو کچھ پروا نہیں۔ اپ حکم

دیجئے مجھے کبھی پیچھے نہیں پائیں گے۔''

فہیمہ نے مکاری سے کہا۔

''وقت آنے پر ضرور تمہیں مادر وطن کی خدمت کے لئے پکارا جائے گا۔ فی الحال تم خاموشی سے صورت حال کا جائزہ لیتی رہو..... تمہارا آنا جانا چونکہ لندن کی اونچی سوسائٹی میں ہے ممکن ہے تمہیں کوئی کام کا آدمی مل جائے۔ ہمیں ہر قیمت پر یہ سامان چاہئے۔''

فیصل نے اسے سرگوشی میں سمجھایا۔

''آپ مجھے سامان کی فہرست دیجئے اور بتائیے کہ اس کا حصول کہاں سے ممکن ہے مجھے کچھ بھی کرنا پڑے میں حاصل کر کے رہوں گی۔''

ٹھیک ہے فی الحال تم یہ تین چیزیں حاصل کرنے کی کوشش کرو۔ میں تمہیں ایک فہرست دیتا ہوں جس میں ان کے تیار کنندگان کے نام اور ایڈریس لکھے ہیں۔

یہ کہہ کر اس نے اپنی میز کی دراز سے ایک کاغذ کا پرزہ نکال کر اسے تھما دیا۔ ''اسے اپنی جان سے بھی زیادہ عزیز رکھنا' کوشش کرو تمہیں یہ سب کچھ زبانی یاد ہو جائے اور اس کاغذ کو جلا دو۔''

اس نے فہیمہ کو سمجھاتے ہوئے کہا۔

''مطمئن رہیے' ایسا ہی ہوگا۔'' فہیمہ نے اسے اطمینان دلایا۔

اسی روز یہ اطلاعات فہیمہ کے ذریعے ''موساد'' کو منتقل ہو گئی تھیں۔

☆☆☆

Scanned by iqbalmt

Scanned by iqbalmt

اینٹ کا جواب

فہیمہ کی یہ اطلاع ''موساد'' کے لئے نعمت غیر مترقبہ ثابت ہوئی تھی۔

اسرائیل کو پاکستان کے بعد جس اسلامی ملک سے سب سے زیادہ خطرہ محسوس ہو رہا تھا وہ عراق تھا.....!

عراق کی طرف سے اسرائیل کی تباہی کے خفیہ منصوبے کا علم ''موساد'' کو ہو چکا تھا اور اب یہودی لابی بین الاقوامی پریس میں اپنی معصومیت اور عراق کی ہمیت کا رونا رونے جا رہی تھی۔

لیکن.....

اس کے لئے انہیں کوئی ڈرامہ ضرور کرنا تھا۔ حالات نے اس گھناؤنے کھیل کے لئے راہ ہموار کر دی تھی۔ اب ''موساد'' کو لندن میں عراق کی کوئی ''خطرناک سازش'' پکڑنی تھی تاکہ دنیا کو باور کرایا جا سکے کہ اگر عراق نے مطلوبہ اسلحہ تیار کر لیا تو وہ ساری دنیا کو اسرائیل سمیت نیست و نابود کر کے رکھ دے گا۔

عراق انٹیلی جنس کے ہونہار آفیسر فیصل کے گرد ''موساد'' نے اپنا جال بننا شروع کر دیا تھا۔ ''موساد'' کی ہمیشہ سے یہی حکمت عملی رہی ہے کہ کبھی دشمن پر کچا ہاتھ نہ ڈالا جائے!

وہ اپنے شکار کے گرد پہلے بڑی محنت سے لیکن بہت مضبوط جال بنتے تھے جس میں سے شکار کے بچ نکلنے کے امکانات نہ ہونے کے برابر ہوتے تھے اس کے بعد خود ساختہ ثبوت اکٹھے کئے جاتے تھے اور آخر میں بھرپور حملہ.....!!

عموماً یہ حملہ اسی ملک کی پولیس کے ذریعے کروایا جاتا جہاں ''موساد'' کا شکار سرگرم عمل ہوتا تھا۔ ''موساد'' ایک مقامی پولیس کی مدد کرتی تھی اس کے لئے ثبوت اکٹھے کر کے اسے ملزم کا پتہ بتا دیتی تھی جس کے بعد پھر ساری دنیا کو تماشہ دکھایا جاتا تھا۔

فیصل کے خلاف بھی یہی کچھ ہونا تھا.....!!

فہیمہ سے ملاقات کے فوراً بعد ہی فیصل نے بغداد میں اس کے خاندان اور ان لوگوں سے متعلق تمام تفصیلات طلب کی تھیں۔

اسے علم ہوا تھا کہ یہ لوگ آزاد خیال اور جنس زدہ ضرور ہیں لیکن بعثت پارٹی کے جانثار اور صدر صدام حسین کے وفادار ہیں اور پارٹی کے لئے اس خاندان کی خدمات سے کوئی انکار نہیں کر سکتا۔

یہ اطلاعات اس کے اطمینان کے لئے کافی تھیں۔ اس کے بعد ہی اس نے فہیمہ کو اعتماد میں لیا تھا۔

لیکن.....

اس روز جب وہ فہیمہ سے انتہائی اہم اور رازدارانہ گفتگو کر کے واپس لوٹا تو اس کی چھٹی حس نے اسے احساس دلایا تھا کہ جیسے اس نے کوئی غلط کام کر لیا ہو۔ فیصل کو اپنی چھٹی حس پر بہت اعتماد تھا۔

اس نے زندگی میں متعدد مرتبہ انتہائی نازک مواقع پر بھی اپنی خداداد صلاحیت کے بل بوتے پر خود کو آنے والے خطرات سے بچایا تھا۔ فہیمہ کی طرف سے گو کہ ایسا کوئی سگنل نہیں ملا تھا جس کی وجہ سے اس پر شک کیا جا سکتا.....

بغداد میں اس گھرانہ اچھی شہرت کا مالک تھا۔

لیکن.....

نجانے کیوں اسے ایک بے چینی سی لگی ہوئی تھی۔ رات دیر گئے تک وہ بستر پر کروٹیں بدلتا رہا۔ بالآخر ایک فیصلے پر پہنچ کر مطمئن ہو کر سو گیا۔

اس نے اپنے طور پر فہیمہ کی نگرانی کا فیصلہ کر لیا تھا.....!!

دوسرے روز فیصل نے اپنی تفتیش کا آغاز عراقی سفارت خانے ہی سے کیا۔ اس نے فہیمہ کے دوستوں پر نظر رکھنا شروع کر دی۔ وہ دیکھ رہا تھا کہ اس کے ساتھ ہر ہفتے ایک نیا چہرہ سفارتخانے میں آ رہا تھا۔

یہ لوگ کون تھے.....

Scanned by iqbalmt

Scanned by iqbalmt

کہاں سے آتے تھے.....

کہاں کے رہنے والے تھے.....

جب ان تینوں سوالوں کے جوابات ایک ایک کر کے فیصل کو ملے تو اس کا ماتھا ٹھنکا وہ گھبرا گیا۔

فیصل کے لئے یہ اطلاع چونکا دینے والی تھی کہ فہیمہ نے شادی کر لی ہے اور حارث نامی کسی نوجوان کے ساتھ رہتی ہے۔

ابواحمد نے لندن میں موجود اپنے دوستوں کے ذریعے یہ اطلاع بھی حاصل کر لی تھی کہ حارث کا آنا جانا اسرائیلی قونصلیٹ میں بہت زیادہ ہے..... پھر یہ بات ان کے علم میں آ گئی کہ حارث اسرائیل کا باشندہ ہے اور برٹش پاسپورٹ کے ساتھ برطانیہ میں مقیم ہے۔

کسی شخص کے متعلق صرف اس بات کا علم ہو جانا کہ وہ اسرائیل کا شہری ہے اور اس کے خصوصی مراسم عرب ممالک کی کسی لڑکی کے ساتھ ہیں اس بات کا ثبوت تھا کہ دال میں ضرور کچھ کالا ہے.....!

فیصل کو ان اطلاعات نے چکرا کر رکھ دیا۔

''پی ایل او'' میں اس کے دوست سائے کی طرح حارث اور فہیمہ سے چپک گئے تھے۔ ان کی طرف سے ہر روز کوئی نہ کوئی پریشان کن خبر فیصل کو مل جاتی تھی۔ خصوصاً فہیمہ کا جن لوگوں سے میل جول تھا ان میں زیادہ تر یہودی تھے۔

''دھوکہ.....'' بالآخر اس کے ذہن نے فیصلہ دے دیا۔

فہیمہ نے اپنے ملک سے غداری کی تھی۔

لیکن.....!

وہ کہاں تک ملکی سالمیت کے لئے خطرہ بن چکی ہے۔ یہ جاننے کے لئے فی الوقت اسے دھوکے میں رکھنا ضروری تھا۔

فیصل نے سب سے پہلے فہیمہ کے ساتھ اکثر آنے والے مہمانوں پر نظر رکھنی شروع کر دی۔ اس کام کے لئے برطانیہ میں کئی پرائیویٹ سراغرساں ادارے موجود تھے جو معاوضے پر ایسے کام کر دیا کرتے تھے۔

صرف تین آدمیوں کی مسلسل نگرانی نے ہی ان کی آنکھیں کھول کر رکھ دیں۔ تینوں کسی نہ کسی طرح ''موساد'' سے وابستہ تھے۔

اب انہیں حارث کی اصلیت کا پتہ لگانا تھا۔ جس کے بعد ہی وہ کسی فیصلے پر پہنچ سکتے تھے۔ ابواحمد نے اپنے خصوصی ذرائع سے اس بات کا پتہ لگا لیا تھا کہ دونوں کی شادی کم از کم برطانیہ میں نہیں ہوئی۔

یہ خبر تو فیصل کے اوسان پر بم بن کر پھٹی کہ فہیمہ نے خفیہ طور پر اسرائیل کا دورہ بھی کر لیا ہے اور حارث کا تعلق ''موساد'' سے ہے۔

O

دونوں اطلاعات اسے برطانیہ کے اس خصوصی پرائیویٹ سراغرساں ادارے نے بہم پہنچائی تھیں۔ جو خطیر معاوضے پر غیر ملکی سفارت خانے کے لئے کام کرتا تھا۔

اب کسی شک وشبہ کی گنجائش باقی نہیں بچی تھی۔

فیصل نے یہ سارا کام انتہائی صبر اور مستقل مزاجی کے ساتھ کیا تھا کیونکہ اس کے رویے میں آنے والی معمولی تبدیلی کا بھی ''موساد'' کے ایجنٹ بہت سختی سے نوٹس لیتے۔

اس درمیان عراق میں فہیمہ کے خاندان کے گرد انٹیلی جنس کا گھیرا بہت تنگ ہو گیا تھا لیکن اس طرف سے کوئی بھی مشتبہ بات یا حرکت عراقی انٹیلی جنس کو نہیں دکھائی دی تھی۔

اپنے مخصوص طریق تفتیش کے مطابق عراقی انٹیلی جنس نے اپنے ہی لوگوں کو ''موساد'' کے بھیس میں فہیمہ کے باپ اور بھائیوں سے ٹکرایا تھا تاکہ انہیں وطن سے غداری پر راضی کر سکیں۔

لیکن.....

تینوں نے انہیں پکڑ کر پولیس کے حوالے کر دیا۔

یہ اس بات کا ثبوت تھا کہ ان کے ہاتھ بالکل صاف ہیں۔ اس کے بعد عراقی انٹیلی جنس نے اپنے طور پر اس بات کے ثبوت بھی حاصل کر لئے تھے کہ اس کے خاندان کے کسی فرد کو تو فہیمہ کی شادی کا علم ہے نہ ہی انہیں اس بات کا اندازہ ہے کہ ان کی بیٹی غدار ہو گئی ہے۔

وہ صرف یہ جانتے تھے کہ فہیمہ میڈیکل کی اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے لندن گئی ہے اور تین سال سے وہیں قیام پذیر ہے۔

Scanned by iqbalmt

Scanned by iqbalmt

عراقی حکومت کی طرف سے فیصل کو گرین سگنل مل گیا تھا کہ وہ جس طرح مناسب سمجھے اس کے خلاف کاروائی کرسکتا ہے۔

O

اس روز جب فہیمہ کو ٹیلی فون پر اپنی والدہ کے قریب المرگ ہونے کی اچانک خبر ملی تو وہ حیران رہ گئی۔

پریشانی سے زیادہ حیرانگی کا غلبہ اس پر طاری تھا۔

اسے سمجھ نہیں آ رہی تھی کہ اچانک اس کی والدہ کو دل کا دورہ پڑ گیا ہے حالانکہ وہ شاندار صحت کی مالک تھی۔

یہ فون اسے اپارٹمنٹ پر آیا تھا۔

اس نے سفارتکانے اور اپنے لواحقین کو بھی اپنا یہی فون نمبر اور ایڈریس دیا ہوا تھا اور ہفتے میں دو تین روز وہاں ضرور گزارتی تھی۔

اس روز بھی وہ اپنے اپارٹمنٹ پر ہی موجود تھی جب اچانک بغداد سے آپریٹر نے اس کے لئے کال کی خبر تھی۔

ٹیلیفون کی گھنٹی بجنے پر فون ملیحہ نے اٹھایا تھا اور فہیمہ کو پریشان دیکھ کر سب سے پہلے اس نے فہیمہ کی پریشانی کا سبب دریافت کیا تھا۔ ملیحہ لندن میں ''موساد'' کی سب سے مضبوط ایجنٹ تھی۔

اس فون کال کو سنتے ہی اس کا ماتھا ٹھنکا..... اس نے دوسرے ہی لمحے اپارٹمنٹ بلڈنگ میں موجود بوتھ سے اپنے مقامی ''کیٹسا'' حارث کو اس فون کی اطلاع دے دی تھی۔

حارث نے فی الوقت اسے خاموشی اختیار کرنے اور بالکل نارمل رہنے کے لئے کہا تھا۔

شام کو وہ معمول کے مطابق فہیمہ سے ملنے آیا۔

''خیریت۔''

اس نے فہیمہ کے پریشان چہرے پر نظریں جماتے ہوئے کہا۔

فہیمہ نے بڑی پریشانی کے عالم میں اپنی والدہ کی بیماری کی اطلاع دی اور بتایا تھا کہ

سفارت خانے کی طرف سے بھی اسے اسی نوعیت کا فون آیا ہے۔ اس کے ساتھ ہی اسے کہا گیا ہے کہ وہ اپنا پروگرام بتائے جس کے مطابق اس کے لئے جہاز میں سیٹ کا بندوبست کرلیا جائے۔

''تو یہ بات ہے.....''

حارث نے معاملات کو قدرے سمجھتے ہوئے کہا۔

''تمہارا کیا مشورہ ہے۔'' فہیمہ نے اس سے پوچھا۔

''تمہارا کیا ارادہ ہے؟''

اس سوال کا جواب حارث نے سوال کی شکل میں دیا تھا۔

''میں چند دنوں کے لئے بغداد ہو آؤں۔'' فہیمہ نے اپنا ارادہ ظاہر کیا۔

''میرا مشورہ یہ ہے کہ ابھی تم کوئی فیصلہ نہ کرو.....''

''میرا مطلب تو اب تمہاری سمجھ میں آ جانا چاہئے۔'' حارث نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''اوہ تو یہ بات ہے۔'' فہیمہ نے اس طرح اثبات میں سر ہلایا جیسے اسے حارث کی بات کا مطلب واقعی سمجھ آ گیا ہو۔

''ہمیں اس بات کا اطمینان کر لینا چاہئے کہ کہیں ان لوگوں کو تم پر شک تو نہیں ہو گیا اور وہ تمہیں بہانے سے عراق بلا کر گرفتار تو نہیں کرنا چاہتے۔''

حارث نے کہا۔

''لیکن یہ کیسے ممکن ہے؟''

''جن لوگوں کے لئے تم کام کر رہی ہو ان کے لئے اس دنیا میں کچھ بھی ناممکن نہیں ہے''..... حارث نے بڑے اعتماد سے کہا۔

دونوں باتیں کرتے اپنے گھر تک پہنچ گئے تھے۔

O

حارث نے اس درمیان اندازہ لگا لیا تھا کہ دو کاریں صبح سے اس کا تعاقب کر رہی ہیں۔ اس احساس کے بعد کہ فہیمہ پر عراقیوں کو شک ہو سکتا ہے وہ چوکنا ہو گیا تھا۔ اس نے بطور خاص اپنے گردوپیش کا جائزہ لینا شروع کر دیا۔

یوں تو ''موساد'' کے لئے فہیمہ کو ''خطرناک'' سمجھنے کو اتنا ہی ثبوت کافی تھا کہ اس کی

Scanned by iqbalmt

Scanned by iqbalmt

نگرانی کی جارہی ہے۔

لیکن.....

اسی شام انہوں نے بغداد میں اپنے ایجنٹوں سے اس بات کا پتہ بھی چلا لیا تھا کہ فہیمہ کی ماں کی بیماری کا ڈرامہ رچایا گیا ہے اور وہ بالکل روبصحت ہے۔

اگلے روز شام تک صورت حال واضح ہو چکی تھی۔

''موساد'' نے جان لیا تھا کہ ان کی ایجنٹ کو عراقیوں نے پہچان لیا ہے۔ اب دو ہی صورتیں تھیں عراقی سفارت خانے کے لوگ کسی نہ کسی جال میں پھنسا کر اگر اسے واپس لے گئے تو ''موساد'' کے کئی خفیہ چہرے بے نقاب ہو سکتے تھے۔

دوسری صورت میں عراقی اسے مار دیتے۔

لیکن.....

عراقی ہی کیوں یہ کام کریں۔ یہ خوشگوار فریضہ ''موساد'' ہی کیوں نہ انجام دے۔ آخر وہ ایک عرصے سے ان کی خدمت کر رہی تھی۔

اور.....

اس خدمت کا بہترین معاوضہ ''موت'' سے بڑھ کر کیا ہو سکتا تھا۔

''اس سے پہلے کہ برطانوی انٹیلی جنس یا پرائیوٹ ایجنسی کو حقائق کا علم ہو اسے مار ڈالو۔''

''موساد'' کے ایجنٹ حارث نے جو فہیمہ کا جعلی شوہر بنا ہوا تھا۔ اپنی بیوی کے حق میں خود ہی فیصلہ سنا دیا۔

''یہ کام تم کرو گے۔''

اس نے میٹنگ میں موجود ڈیوڈ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

''او۔ کے'' ڈیوڈ نے اس طرح سر ہلایا جیسے یہ اس کے لئے معمولی بات رہی ہو۔

''موساد'' فوراً فیصلہ کرنے اور اس پر عمل کرنے کی قائل تھی۔

فہیمہ نے حارث کے سامنے ضد لگا رکھی تھی کہ وہ ایک مرتبہ سفارت خانے جا کر اپنے طور پر حالات جاننے کی کوشش کرے گی۔

عین ممکن تھا کہ وہ ایسا کر گزرتی۔ شاید اتنی حرام کاری کے باوجود اس کے سیاہ دل کے کسی کونے میں ابھی اپنی ماں کی محبت زندہ تھی۔

''میں اسے ''ایلنگ'' والے سیف ہاؤس میں لے کر آتا ہوں تم بندوبست کر لو۔'' اس نے اٹھتے ہوئے ڈیوڈ سے کہا۔

O

تھوڑی دیر بعد وہ اپنے عالی شان بنگلے کی طرف جا رہا تھا۔

فہیمہ کو اس نے یہاں سے کچھ فاصلے پر موجود ایک بہت بڑے ڈیپارٹمنٹل سٹور میں پہنچنے کی ہدایت کی تھی اور اس بات کی تلقین کی تھی کہ وہ اپنے تعاقب میں آنے والوں کو ''ڈاج'' دے کر وہاں تک پہنچے۔

اپنے تعاقب میں آنے والوں کو ''ڈاج'' دینے کی اہلیت اس میں تھی۔

''موساد'' اپنے کسی بھی ایجنٹ کو اس فن میں طاق کر دیتی ہے۔

بنگلے کے دروازے سے باہر نکل کر اس نے تازہ ہوا میں سانس لینے کے انداز میں چاروں طرف نظریں دوڑائیں اور آہستہ آہستہ نزدیکی بس سٹاپ کی طرف چلنا شروع کر دیا۔

فہیمہ اس دوران اپنے تعاقب میں آنے والے اس لمبے تڑنگے انگریز کو بخوبی پہچان چکی تھی۔ اسے علم تھا کہ اس بس سٹاپ پر بس کے پہنچنے کا وقت کیا ہے۔ متعدد مرتبہ وہ شام کو اس وقت اسی بس کے ذریعے سی اینڈ ڈبلیو سٹور تک جا چکی تھی۔

دو چار گلیوں کے چکر دے کر جب اسے یقین ہو گیا یہ شخص اس کا تعاقب کر رہا ہے تو وہ آہستہ آہستہ اپنی گھڑی کی طرف دیکھتی ہوئی نزدیکی بس سٹاپ کی طرف بڑھنے لگی۔ لمبا آدمی اس کے اور اپنے درمیان خاصا فاصلہ رکھ کر اس کا تعاقب کر رہا تھا اور وہ بڑی ہوشیاری سے بس سٹاپ سے چند قدم دور ہی رک گئی تھی۔

اسے رکتے دیکھ کر تعاقب میں آنے والا بھی رک گیا اور منہ پھیر کر دوسری طرف ٹریفک کا جائزہ لینے لگا۔

جیسے ہی قطار میں لگی آخری عورت بھی بس میں سوار ہوئی اچانک بھاگ کر فہیمہ بس پر چڑھ گئی۔ اس کے اندر داخل ہوتے ہی بس کا دروازہ بند ہو گیا اور بس چل دی۔

Scanned by iqbalmt

Scanned by iqbalmt

بس کی کھڑکی سے اس نے بڑی پریشانی کے عالم میں اس لمبے آدمی کو اسی طرف بھاگتے دیکھا۔ شاید وہ بھی بس میں سوار ہونا چاہتا تھا..... اچانک ہی وہ اپنا رخ بدل کر اس طرف بھاگا جہاں سڑک کے کنارے کاریں پارک کی گئی تھیں۔

موڑ مڑتی بس سے فہیمہ نے آخری نظارہ یہی کیا کہ لمبا آدمی کسی کار والے کو اشارے سے بس کا تعاقب کرنے کو کہہ رہا تھا۔ اس درمیان بس موڑ کاٹ چکی تھی۔ جیسے ہی اگلا سٹاپ آیا گو اس نے ٹکٹ کسی اور جگہ کا خریدا تھا وہ بس سے نیچے اتر کر تیزی سے سڑک عبور کر کے دوسری طرف چلی گئی۔

بس کی روانگی کے فوراً بعد ہی اس نے ایک تیز رفتار نیلی کار کو اس طرف آتے دیکھا تھا۔ جس کی اگلی سیٹ پر ڈرائیور کے ساتھ وہی لمبا انگریز بیٹھا تھا۔

فہیمہ نے اطمینان کا لمبا سانس لیا.....!

نزدیکی سٹینڈ سے ٹیکسی لے کر وہ سی اینڈ ڈبلیو سٹور پر پہنچ گئی جہاں حارث نے اس سے ملنا تھا۔

O

حارث اپنے گھر میں اس طرح داخل ہوا تھا کہ نگرانی پر موجود ہر شخص کو اچھی طرح نظر آ سکے۔ اندر داخل ہونے پر اس نے کمرے کی لائٹ بھی جلا دی تھی جس کی ایک کھڑکی سے روشنی چھن کر باہر جا رہی تھی اور اس بات کا احساس ہوتا تھا کہ گھر میں کوئی موجود ہے۔

اندر داخل ہو کر اس نے اطمینان سے اپنے کپڑے تبدیل کئے اور اوپر کے دانتوں کے درمیان ایک مخصوص سپرنگ پھنسانے کے بعد اب وہ مکمل بدلا ہوا آدمی نظر آ رہا تھا۔

اپنے بنگلے کے پچھواڑے کی طرف جاتے ہوئے اسے اطمینان تھا کہ اس طرف کوئی نہیں دیکھ سکتا۔ ''موساد'' نے یہ بنگلہ خاص طور سے اسی مقصد کے لئے خریدا تھا کہ اگر کبھی ایمرجنسی میں اس سے نکلنا پڑا تو نکلا جا سکے۔

بنگلے کے پچھواڑے بنے باغ میں چلتا وہ لکڑی کی اس باڑ تک آ گیا جسے عبور کر کے وہ ایک تنگ سی گلی میں پہنچ سکتا تھا۔ یہ برساتی نالے کا راستہ تھا۔ جس طرف کوئی شاذ و نادر ہی آتا تھا۔

اطمینان سے چلتا وہ نالے کے ساتھ ساتھ سفر کرتا بنگلے سے کافی دور نکل آیا۔ یہاں

ایک ٹیلی فون بوتھ پر فون کر کے اس نے ٹیکسی منگوائی اور تھوڑی دیر بعد وہ سی اینڈ ڈبلیو سٹور میں موجود تھا۔

حارث کو اپنی طرف آتے دیکھ کر فہیمہ بے قراری سے اس کی طرف بڑھی اور دونوں ایک دوسرے سے لپٹ گئے۔

تھوڑی دیر بعد وہ ایک اور کار میں جو پہلے سے ان کے لئے یہاں پارک کی گئی تھی لندن کے مضافاتی علاقے ''ایلنگ'' کی طرف جا رہے تھے۔

O

''میں نے تمہارے دوستوں سے درخواست کی تھی کہ بغداد میں تمہارے گھر کے حالات معلوم کریں اب ہم ان کی طرف جا رہے ہیں تاکہ واقعات کی اصلیت کا پتہ لگایا جا سکے۔'' اس نے فہیمہ کے استفسار پر بتایا۔

فہیمہ کے وہم و گمان میں بھی یہ نہیں آ سکتا تھا کہ اسے کہاں لے جایا جا رہا ہے۔ وہ حارث کو واقعی اپنا خاوند سمجھنے لگی تھی اور سنجیدگی سے دوسری غیر اخلاقی عادات جو اس کے ضمیر میں داخل ہو چکی تھیں چھوڑنے کا سوچ رہی تھی۔

''ایلنگ'' کے جس نواحی علاقے میں وہ لوگ پہنچے یہ قدرے ویران تھا۔ یہاں آبادی تو تھی مگر مکانات ایک دوسرے سے فاصلے پر درختوں کے جھنڈ میں بنائے گئے تھے۔

شاید یہ امیر ترین علاقہ تھا کیونکہ ایسے مکانات جو ایک دوسرے سے فاصلے پر تعمیر کئے جائیں امرا اور رؤسا ہی کے ہوتے تھے۔

گاڑی حارث نے جہاں پارک کی تھی وہاں سے متعلقہ مکانوں کا فاصلہ دو فرلانگ سے کم نہیں تھا۔ فہیمہ نے یہی اندازہ لگایا تھا کہ حفاظتی اقدامات کے پیش نظر اس نے گاڑی دوسرے بلاک میں پارک کی ہے کیونکہ عراقی سفارتخانہ کو اس پر شک ہو گیا تھا اور اس کی نگرانی کی جا رہی تھی اس لئے عین ممکن تھا کہ ان کا تعاقب کیا گیا ہو۔ اسی خدشے کو پیش نظر رکھتے ہوئے حارث نے گاڑی یہاں پارک کی تھی تاکہ اندازہ کیا جا سکے کہ کوئی ان کے پیچھے تو نہیں آ رہا.....!!

جس دروازے پر انہوں نے گھنٹی بجا کر دستک دی تھی اس کے اوپر ایک خفیہ کیمرہ نصب تھا جو یہاں آنے والوں کی تصویر اندر موجود ٹیلی ویژن کی سکرین پر منتقل کر رہا تھا۔ اس کے

Scanned by iqbalmt

Scanned by iqbalmt

بعد ہی دروازہ کھولا جاتا۔ ''موساد'' کا یہ عارضی بندوبست تھا جو وہ ہنگامی حالات میں کرتے تھے۔

دروازہ ڈیوڈ نے کھولا۔

اس نے دونوں کا استقبال بڑی گرمجوشی سے کیا تھا۔

تینوں جس کمرے میں پہنچے وہاں دو اور درندے پہلے سے موجود تھے۔ دونوں فہیمہ کے لئے اجنبی تھے۔

لیکن.....

ان کی آنکھوں میں ناچتی وحشت اور چہروں سے ٹپکتی خونخواری پہلی ہی نظر میں ان کی درندگی پر دلالت کرتی دکھائی دیتی تھی۔

ڈیوڈ نے سب کو کافی پیش کی تھی.....!

''اب ہمیں کام کی بات بھی کر لینی چاہئے''.....حارث نے کافی کا کپ رکھتے ہوئے کہا۔

''ہاں ہمارے پاس وقت بہت کم ہے۔'' ڈیوڈ بولا۔

''میں سمجھی نہیں.....'' فہیمہ نے حیرانی سے پوچھا۔

''جلدی سمجھ جاؤ گی میری جان۔ ہم تمہیں سمجھانے کے لئے ہی تو یہاں لائے ہیں۔''

ڈیوڈ نے اس کی طرف دیکھ کر بیہودہ سا اشارہ کیا۔

''فہیمہ! ان لوگوں نے مکمل تحفظات کے بعد یہ رائے قائم کی ہے کہ تمہارے لئے اب عراق جانا خودکشی کے مترادف ہوگا۔'' حارث نے بات شروع کی۔

''تمہارے والدین جو بعثت پارٹی کے سرگرم رکن ہیں وہیں تمہیں مار ڈالیں گے اگر انہوں نے نہ مارا تو عراقی انٹیلی جنس تمہارے خوبصورت جسم کی ایک ایک بوٹی الگ کر دے گی۔ پہلے وہ تم سے ہمارے متعلق معلومات حاصل کریں گے اس کے بعد تمہیں کتیا کی موت مار ڈالیں گے۔''

فہیمہ کو اس کی آواز کنویں کی گہرائی سے آتی محسوس ہو رہی تھی۔

اس کی ریڑھ کی ہڈی میں منجمد کر دینے والی ایک سرد سی لہر دوڑ رہی تھی اور اوسان خطا ہونے لگے تھے۔

''ہم نے بہت سوچ بچار کے بعد فیصلہ کیا ہے کہ تم دونوں اب یہاں سے اسرائیل منتقل ہو جاؤ کیونکہ عراقیوں نے فلسطینی گوریلوں کو تمہارے تعاقب میں لگا دیا ہے اگر تم نے لندن میں سیاسی پناہ لینے کی کوشش بھی کی تو یہ لوگ ہر قیمت پر تمہیں مار ڈالیں گے۔ تم جانتے ہو اس سے پہلے بھی ایسے دو تین واقعات یہاں گزر چکے ہیں۔ یہ لوگ اپنے غداروں کو کبھی معاف نہیں کرتے۔''

اس مرتبہ دونوں درندوں میں سے ایک نے اسے صورت حال کی سنگینی کا احساس دلایا تھا۔ فہیمہ یہ تو جانتی تھی کہ یہ لوگ سچ کہہ رہے ہیں۔ واقعی اس نے جس طرح اپنے وطن سے غداری کر کے اور ''موساد'' کے ہاتھوں میں کھلونا بن کر مادرِ وطن کی عزت کو داؤ پر لگایا تھا اس کے بعد عراقی انٹیلی جنس اسے ضرور مار دیتی۔

اسے اس بات کا بھی علم تھا کہ اس کے والدین کبھی عراقی سے غداری کا تصور بھی نہیں کر سکتے اور اگر نہیں اس بات کا علم ہو جائے کہ اس نے اسرائیل کے کسی یہودی کے ساتھ شادی کر لی ہے تو وہ خود اسے مار ڈالیں گے۔

''مجھے پھر کیا کرنا چاہئے۔'' اس نے خوفزدہ آنکھیں حارث کے چہرے پر جماتے ہوئے پوچھا۔

''ان کی بات مان لو۔ اس کے سوا کوئی چارہ نہیں۔ میں بھی تمہارے ساتھ اسرائیل منتقل ہو جاتا ہوں۔'' حارث نے اطمینان سے مشورہ دیا۔

''ہم نے ایک منصوبہ بنایا ہے۔ فہیمہ کو ایک خط لکھنا ہوگا جس سے یہ ثابت ہوگا کہ اس نے خودکشی کر لی ہے کیونکہ اس پر وطن سے غداری کا شک کیا جا رہا تھا اور یہ الزام اس کے لئے ناقابل برداشت تھا۔'' ڈیوڈ نے کہا۔

''اس طرح تمہارے والدین کی عزت بھی محفوظ رہے گی کم از کم ان کو بغداد میں تو کوئی طعنہ زنی نہیں کرے گا اور ہم یہاں سے اچانک غائب ہو جائیں گے تو عراقی مطمئن بھی ہو جائیں گے۔ پہلے ''موساد'' کے لوگ تمہیں اسرائیل پہنچا دیں گے اور تین ماہ کے بعد میں بھی وہاں پہنچ جاؤں گا۔ اس درمیان عراقیوں کو اطمینان ہو جائے گا کہ تم نے واقعی خودکشی کر لی ہے۔ تین مہینے بعد وہ میرا پیچھا بھی چھوڑ دیں گے۔ فہیمہ زیادہ سوچو نہیں۔ اس کے سوا ہمارے پاس کوئی چارہ

Scanned by iqbalmt

Scanned by iqbalmt

نہیں..... میں وعدہ کرتا ہوں کہ جب بھی ممکن ہوا تمہارے والدین تک تمہاری خیریت کی اطلاع ضرور پہنچا دوں گا اور اگر واقعی تمہیں ملنا چاہیں گے تو ملاقات بھی ضرور ہو جائے گی فی الوقت یہ ضروری ہے.....'' باقی بات حارث نے مکمل کر دی۔

پندرہ بیس منٹ بعد حواس باختہ فہیمہ نے ان کی خواہش کے مطابق کسی جبر کے بغیر اپنی مرضی سے ایک خط اپنے والدین کے نام لکھ دیا۔ جس میں اس نے خود کو بے گناہ بتاتے ہوئے خودکشی کی اطلاع دی تھی اور اسے اپنا آخری خط قرار دیتے ہوئے خود کو اپنی موت کا ذمہ دار قرار دیا تھا۔

اس کے حواس قائم رکھنے کے لئے حارث نے اسے وہسکی کے دو پیگ اپنے ہاتھ سے پلائے تھے اور ''موساد'' کے مکار بھیڑیوں نے اس بات کا اطمینان کر لیا تھا کہ دنیا کا کوئی بھی ماہر اس بات کا شک نہیں کر سکتا کہ یہ خط جبراً لکھوایا گیا ہے۔

O

خط اب حارث نے ڈیوڈ کے ہاتھ میں دے دیا تھا۔

''ویل ڈن.....'' اس نے حارث کی طرف تعریفی نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا۔

''اب ہمیں یہاں سے چلنا چاہئے۔'' فہیمہ کی آواز کچھ بوجھل سی ہو رہی تھی۔ شاید اسے نشہ ہونے لگا تھا۔

''چلی جانا میری جان۔ ذرا صبر کرو..... اتنی جلدی بھی کیا ہے.....'' ڈیوڈ نے قہقہہ لگاتے ہوئے کہا۔

''کیا مطلب.....'' فہیمہ کا نشہ ہرن ہونے لگا۔

''حیرت ہے تین سال سے تم ہمارے ساتھ موجود ہو اور ابھی تک تمہیں اس بات کا مطلب بھی سمجھ نہیں آیا..... دیکھو عزیزہ! خط تو تم نے لکھ دیا لیکن میں سوچتا ہوں اگر تمہاری لاش انہیں نہ ملی تو ڈرامے میں حقیقت کا رنگ کیسے آئے گا۔ میرے خیال سے تم مر ہی جاؤ..... خس کم جہاں پاک۔ یوں بھی اب تمہیں مر جانا چاہئے کیونکہ تم ہمارے دشمنوں کی نظر میں آ چکی ہو۔ جس کی کم از کم سزا یہی ہو سکتی ہے۔''

ڈیوڈ کا ایک ایک لفظ ہتھوڑے کی طرح اس کے دماغ پر ضرب لگا رہا تھا۔

''ہاں! فہیمہ ڈیئر! یہ لوگ ٹھیک ہی کہتے ہیں تم مر جاؤ۔''

حارث کے منہ سے نکلا یہ فقرہ بھالے کی طرح اس کے دل میں اتر گیا۔

زندگی کے آخری لمحات میں اسے سمجھ آ گئی کہ حارث جو اس کا خاوند تھا..... جو اس کا محبوب تھا۔

جس کے عشق میں اندھے ہو کر اس نے ملک و ملت کا سودا کر لیا تھا۔ اپنی نسوانیت کو اس کی محبت کی بھینٹ چڑھا دیا تھا۔

وہی حارث دراصل ''موساد'' کا مقامی ''ایجنٹ'' تھا جس نے آج تک اس کی معصومیت کو اپنی درندگی کی بھینٹ چڑھائے رکھا۔

''حارث تم بھی.....'' اس کے منہ سے بمشکل نکلا۔

ہاں ہنی! اب چونکہ تم مرنے جا رہی ہو تو میں تمہیں بتا ہی دوں' کہ دراصل میں بھی.....''

اس نے فہیمہ کا منہ چڑاتے ہوئے قہقہہ لگایا۔

اس قہقہے میں تمام درندے اس کا ساتھ دے رہے تھے۔

فہیمہ کو یوں محسوس ہونے لگا تھا جیسے وہ ابھی پاگل ہو کر دیواروں سے سر ٹکرانے لگے گی۔

''یہ ناممکن ہے میں نے تمہارے لئے اپنا سب کچھ قربان کر دیا اور تم مجھے مار ڈالو گے''..... اس نے خوف اور غصے سے چلاتے ہوئے کہا۔

''نہیں ڈارلنگ ہم تمہیں نہیں ماریں گے۔ تم خود مرو گی' خودکشی کرو گی۔ تم لکھ چکی ہو.....'' ڈیوڈ نے وحشی درندوں کی طرح اس کا خط اس کی آنکھوں کے سامنے لہراتے ہوئے ناچنا شروع کر دیا۔ یوں لگتا تھا جیسے ان لوگوں کے ہاتھ کوئی کھلونا لگ گیا ہو.....!

وہ سب اذیت پسند وحشی بن گئے تھے۔

اسی عالمِ وحشت میں دو درندوں نے اسے ایک رسی سے اس طرح باندھ دیا تھا کہ اس کے لئے حرکت کرنا ممکن نہیں رہا تھا۔

موت کے خوف نے مرنے سے پہلے ہی اس کی جان نکال لی تھی اور اس کے اندر سے اٹھنے والی تمام چیخیں اندر ہی اندر دم توڑ گئی تھیں۔

Scanned by iqbalmt

Scanned by iqbalmt

''تم بہت خوش قسمت ہو ڈارلنگ اپنے محبوب شوہر کے ہاتھوں موت کے منہ میں جا رہی ہو۔''

یہ کہتے ہوئے حارث نے اپنے ہاتھوں میں دستانے پہن کر وہاں موجود الماری سے ایک شیشی نکال لی تھی۔

''اس میں پوٹاشیم سائینائڈ ہے..... آج تک کوئی اس کا ذائقہ نہیں بتا سکا۔ تم تو یونہی گھبرا رہی ہو حالانکہ بڑی آسانی سے مر جاؤ گی..... ڈارلنگ تمہیں شاید علم نہیں کہ یہ لوگ تمہیں مکان کے اندر زندہ جلا کر مار ڈالنے کا منصوبہ بنا رہے تھے۔ لیکن میری درخواست پر تمہیں اتنی آسان موت مل رہی ہے۔''

یہ کہہ کر اس نے قہقہہ بلند کیا.....!

تمام درندے اس قہقہے میں شامل تھے۔

موت کے فرشتے حارث نے اس کی طرف بڑھنا شروع کر دیا تھا۔

بدقسمت فہیمہ نے گردن ہلانی چاہی لیکن دو مضبوط ہاتھوں نے اس کے منہ کو اس طرح کھول دیا تھا کہ اب وہ منہ بند کرنے کی پوزیشن میں ہی نہیں رہی تھی۔

اس کے کھلے منہ میں زہر کے چند قطرے ٹپکا دیئے گئے.....!

پانچ سیکنڈ کے اندر زہر نے اپنا کام کر دکھایا.....!

درندوں نے اسے کھول کر بستر پر لٹا دیا۔ زہر کی شیشی اس کے مردہ ہاتھ میں تھما کر اس کی انگلیوں کے نشانات لے لئے گئے۔

انہوں نے مکمل اہتمام کر دیا تھا کہ یہ موت خودکشی کا روپ دھار سکے۔ یہ مکان چند روز پہلے ہی ملیحہ نے فہیمہ کے نام پر کرائے پر حاصل کیا تھا۔

یہاں کے مکینوں کو اتنی فرصت کہاں کہ وہ ان مکانات میں آنے جانے والوں پر نظر رکھ سکیں۔ خط اس کے سرہانے رکھی چھوٹی سی میز پر رکھ کر انہوں نے اس ''جواں مرگ'' پر ایک دوسرے سے تعزیت کی اور اپنی موجودگی کے تمام نشانات مٹا کر اپنی راہ لی۔

واپسی کے لئے انہوں نے الگ الگ راستے اختیار کئے تھے۔

O

فیصل کو اس قتل کے آدھ گھنٹے بعد ہی ابواحمد نے اطلاع دے دی تھی کہ فہیمہ کو ان لوگوں نے شاید مار ڈالا ہے۔

''موساد'' نے اپنی طرف سے بڑی ہوشیاری دکھائی تھی۔

لیکن.....!

ابواحمد کے مقامی ساتھیوں نے حارث کا کامیاب تعاقب کیا تھا۔ انہوں نے حارث کے مکان کے پچھلے دروازے پر نظر رکھی ہوئی تھی اور دوسری طرف فہیمہ بظاہر یہی سمجھی تھی کہ اس کے تعاقب میں آنے والے کو اس نے ''ڈاج'' دے دیا ہے۔

لیکن.....!

وہ اندازہ نہ کر سکی کہ بس سٹاپ کے ایک کونے میں موجود گہری اور خوبصورت آنکھوں والی آئرش لڑکی اس کے ساتھ ہی بس میں سوار ہوئی تھی اور متعلقہ بس سٹاپ پر اس کے ساتھ ہی اتری تھی۔

اس نے آخری لمحات تک دونوں پر نظر رکھی تھی.....!

ابواحمد نے ساتھیوں نے اس طرح کامیابی سے ان کا ''ایلنگ'' تک گاڑیاں بدل بدل کر تعاقب کیا تھا جس کا اندازہ ''موساد'' کو نہ ہو سکا۔

ان لوگوں نے ابواحمد کے احکامات کے تحت مکان سے واپس جانے والوں کو بڑی ہوشیاری سے ان کے ٹھکانوں تک پہنچایا تھا۔

''بے شک وہ ایسی ہی موت کی مستحق تھی اور یہ بھی اچھا ہوا کہ اسے انہی لوگوں کے ہاتھوں موت نصیب ہوئی جن کے لئے اس نے ملت فروشی کا گھناؤنا جرم کیا تھا۔ لیکن عراقی قوانین کی رو سے اسے مارنے والے بھی موت کے مستحق تھے..... ابواحمد! میرے بھائی! میرے دوست انہیں مار ڈالو۔ کسی مرحلے پر تو ''موساد'' کو یہ احساس دلانا ہوگا کہ اس کا مقابلہ '' Sitting ducks''(بیٹھی ہوئی بطخیں) سے نہیں..... بلکہ غیور اور زندہ مسلمانوں سے ہے۔

کوئی تو انہیں ان کی اپنی زبان میں جواب دے.....''

فیصل نے ابواحمد سے کہا تھا.....!

O

Scanned by iqbalmt

Scanned by iqbalmt

دونوں اسی روز شام کو ایک مخصوص مقام پر اکٹھے ہوئے تھے جہاں وہ عموماً ملا کرتے تھے۔ یہ ملاقات اتنی نیچرل تھی کہ اگر کوئی ایجنسی فیصل پر نظر رکھے ہوئے بھی تھی تو بھی اسے کبھی علم نہ ہو پاتا کہ ملنے والا اس کا ساتھی ہے۔

''ہاں میرے دوست!..... مطمئن رہو ابھی ہم نے بھی پرانا قرض چکانا ہے۔ میں نے ابھی تک اپنے نوجوان بھائی حماد کی شہادت کا غم نہیں بھلایا۔ ان ہزاروں شہیدوں کا دکھ نہیں بھلایا جنہیں صیہونی درندوں نے محض اس لئے مار ڈالا تھا کہ وہ ایک غیرت مند زندگی جینا چاہتے تھے..... میں خدائے وحدہٗ لاشریک کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ ان سب کا انتقام لوں گا۔ اس وقت تک جنگ جاری رکھوں گا جب تک کہ ان کے راستے پر چلتے ہوئے خود بھی شہادت کا جام نہ پی لوں۔ ہم آج ہی سے اس مشن کا آغاز کر رہے ہیں۔ انشاء اللہ اگلی ملاقات یا تو اس وقت ہوگی جب ہم اب تک ''موساد'' کے نظر میں آ جانے والے چاروں درندوں کو موت کی گہری نیند نہ سلا دیں یا پھر خدا کے دربار میں ملیں گے..... خدا حافظ.....

وہ چلا گیا.....!!

فیصل کو کوئی انہونی طاقت یقین دلا رہی تھی کہ فلسطین کے اس فرزند نے جو کہا ہے وہ ضرور کر دکھائے گا۔

اس کا تعلق بھی عربوں کی اسی نوجوان نسل سے تھا جو بہر صورت یہودیوں کی بربادی کی خواہاں تھی۔

لیکن.....

بزدل حکمرانوں اور بے غیرت بادشاہوں کے چنگل میں پھنسی امت مسلمہ کے یہ بے بس نوجوان سوائے خون کے گھونٹ پینے کے اور کچھ نہیں کر سکتے تھے۔ یہ الگ بات ہے کہ نفرت کا ایک الاؤ ان کے اندر دھک رہا تھا اور صیہونی درندے بھی جانتے تھے کہ جس روز یہ آتش فشاں پھٹا تو ان سب کو خس و خاشاک کی طرح بہا لے جائے گا..... انہیں اس طرح جلا کر راکھ کر دے گا کہ جیسے ان کا وجود کبھی تھا ہی نہیں۔

ابو احمد کو اس بات کی خوشی ضرور ہوئی تھی کہ ملت اسلامیہ کے کسی ملک کے حکمران طبقے میں کوئی ایک ایسا فرد تو موجود ہے جس نے تمام مصلحتیں بالائے طاق رکھ کر اس سے کہا تھا کہ وہ

''موساد'' کے ان درندوں کو چن چن کر مار ڈالے۔

اور.....

سب سے بڑھ کر یہ بات کہ وہ اس سلسلے میں ان کی صرف زبانی اور اخلاقی ہی نہیں بلکہ مادی مدد بھی کر رہا تھا۔

یہ الگ بات کہ ابو احمد نہیں چاہتا تھا کہ عراقی حکومت کے ایک سفارت کار کی حیثیت سے کبھی فیصل کا نام برطانوی انٹیلی جنس کی اس لسٹ میں شامل ہو جس میں آنے کے بعد کسی بھی مرحلے پر اسے ''ناپسندیدہ شخصیت'' قرار دے کر ملک سے نکال دیا جائے کیونکہ ایسے کسی دوست کی موجودگی یہاں ضروری تھی۔

O

واپسی کا سفر حارث اور اس کے ساتھیوں نے دو ٹولیوں میں کیا.....!!

حارث تو اپنی کار میں اپنی منزل کی طرف روانہ ہوا تھا جب کہ اس کے تینوں ساتھی ایک دوسری کار میں جو اس سے پہلے ہی ایک اور بلاک میں کھڑی کی گئی تھی اپنے ٹھکانوں کی طرف جا رہے تھے۔

حارث کو علم تھا کہ عراق انٹیلی جنس نے اسے پہچان لیا تھا۔

لیکن.....

وہ اس خدشے کو کبھی خاطر میں نہ لایا۔ اس کا تعلق ایک متکبر اور بزعم خویش خود کو دنیا کی ارفع ترین قوم سمجھنے والے ملک سے تھا۔

وہ یہاں ایک اسرائیلی تجارتی فرم کے سربراہ کی حیثیت سے قیام پذیر تھا اور جو ''سٹیٹس'' اسے حاصل تھا اس کے بعد برطانوی حکومت بھی اس کے خلاف کوئی کاروائی کرنے سے پہلے متعدد مرتبہ سوچتی۔

اپنے کسی بھی جرم کا نشان چھوڑنے کے یہ لوگ قائل نہیں تھے.....!!

جس کسی سے ایسا ''جرم'' سرزد ہوتا اس کو فوراً غائب کر دیا جاتا تھا۔ یہودی لابی نے دنیا کے ہر ملک خصوصاً مغربی ممالک کے پریس کو اپنے قابو میں رکھا تھا۔

اپنی مظلومیت کا ڈھول پیٹ پیٹ کر انہوں نے آسمان سر پر اٹھا رکھا تھا۔ وہ جانتے

Scanned by iqbalmt

Scanned by iqbalmt

تھے کہ مسلمانوں کے لئے غیر مسلموں کے کے دلوں میں موجود قدرتی نفرت کو کس طرح استعمال کیا جاتا ہے۔

اس کے عملی مظاہر انہوں نے کئے تھے۔ ہر مسلمان کو جو یہودیوں کی اصلیت بے نقاب کرنے پر تل جائے۔ ''دہشت گرد'' قرار دے دیتا..... پھر اس خود ساختہ دہشت گرد کا مسلسل پراپیگنڈہ اور مغربی پریس جس پر یوں بھی ان کا کنٹرول تھا' سے اس پراپیگنڈے کی مسلسل تشہیر کے بعد انہوں نے مسلمانوں کو اس قابل چھوڑا ہی نہیں تھا کہ ان کی کسی بات پر دنیا کو یقین آئے۔

اس کے برعکس مسلمانوں کی حالت یہ تھی کہ وہ غفلت کی نہ جاگنے والی نیند سو رہے تھے۔

مسلمان سفارت کار یہودی فاحشاؤں کے بچھائے جال میں بڑی خوشی سے پھنسے ہوئے تھے اور اس کو زندگی کا حاصل سمجھ کر اور بے خبری کے جہنم میں غرق ہوتے جا رہے تھے۔

حارث جانتا تھا کہ عراقی سفارت خانے کی طرف سے ایسی کسی بھی شکایت پر کہ حارث کا تعلق ''موساد'' سے ہے اور اس نے کسی عراقی طالبہ کو قتل کیا ہے۔ برطانوی حکومت کبھی کان نہ دھرتی کیونکہ ایسی کسی بھی شکایت پر کاروائی کرنے سے پہلے وہ لوگ اسرائیلی وزارت خارجہ سے رجوع کرتے جہاں سے معمول کا جواب نہیں مل جاتا کہ عربوں کے نزدیک ہر یہودی خصوصاً جس کا تعلق اسرائیل سے ہے۔ ''موساد'' کا ایجنٹ اور دہشت گرد ہے اور عرب دراصل یہ پراپیگنڈہ ان کے خلاف اپنے جرائم پر پردہ ڈالنے کے لئے کرتے ہیں۔

مغربی ممالک کی ہر حکومت کے علم میں یہ بات بھی تھی کہ کسی اسرائیلی شہری کے خلاف کاروائی پر اسرائیلی حکومت ان کے لئے کس نوعیت کی مشکلات کھڑی کر سکتی ہے۔

''موساد کا کیٹسا'' اطمینان سے اپنے گھر میں داخل ہوا۔ اس نے ٹی۔ وی کا سوئچ آن کرنے کے بعد اپنے لئے ایک بڑا پیگ تیار کیا اور ٹیلی فون پر ایک نمبر گھمانے لگا۔

رات ڈھلنے تک ملیحہ اس کے پاس موجود تھی.....!

دونوں نے مل کر ''موساد'' کی فتح اور فہیمہ کی موت یعنی عراقی انٹیلی جنس کی ناکامی کا جشن منایا اور جنسیت کے طوفان میں بہتے چلے گئے۔

صبح ملیحہ کی آنکھ دودھ دینے والے کی گھنٹی کی آواز پر کھلی تھی۔

اس نے اپنے پہلو میں لیٹے حارث کو جگا کر اطلاعی گھنٹی سے مطلع کیا۔ ''دودھ والا ہے..... میں خالی بوتلیں رکھنی بھول گیا تھا۔ ذرا کچن سے خالی بوتلوں کا کریٹ باہر رکھ دو اور بھری ہوئی بوتلیں لے آؤ۔''

اس نے نیند سے بوجھل آواز میں ملیحہ سے کہا اور کروٹ بدل کر سو گیا۔ ملیحہ نے اپنے ننگے جسم پر گاؤن ڈالا اور نیند سے بوجھل آنکھوں کے ساتھ دروازے کی طرف چل دی۔

دروازے کی جھری سے اس نے دیکھا واقعی ایک نوجوان جس نے دودھ سپلائی کرنے والی کمپنی کا لباس پہنا ہوا تھا۔ وہاں موجود تھا۔

ملیحہ جس پر ابھی تک شراب اور شہوانیت کا غلبہ تھا بڑی ہمت سے کچن سے خالی بوتلوں کا کریٹ اٹھا کر لائی تھی۔

اس نے جیسے تیسے وہی کریٹ دروازے سے باہر رکھ دیا۔

ابھی بمشکل وہ سیدھی ہوئی تھی جب ان نوجوان نے پہلو سے اندر داخل ہو کر اس کے منہ پر ہاتھ جما کر اسے اندر کھینچ لیا۔ ملیحہ کو جب تک ہوش آتا پستول کی ٹھنڈی نالی اس کی کنپٹی سے چپک گئی۔

''خبردار آواز نہ نکالنا.....'' اس کے کان میں زہریلی آواز آئی۔

ملیحہ کا ڈر کے مارے نیچے کا سانس نیچے اور اوپر کا اوپر رہ گیا۔ اس درمیان دوسرے نوجوان نے خالی بوتلوں کا کریٹ باہر رکھا اور بھرا ہوا اندر لے آیا۔ اب اگر دودھ والا آ بھی جاتا تو معمول کے مطابق خالی بوتلیں اٹھا کر بھری ہوئی رکھ کر چلا جاتا۔

انہوں نے دروازہ اندر سے لاک کر لیا تھا۔

''چلو اس کتے کے پاس.....'' اس نوجوان نے پھنکارتے ہوئے ملیحہ سے کہا۔

ملیحہ کے منہ سے ہاتھ اٹھا کر انہوں نے اسے دھکا دے کر آگے کر دیا تھا..... موت کی آمد سے بے خبر حارث کی آنکھ ملیحہ کے اس پر گرنے سے کھلی تھی۔ اندر داخل ہونے والے نوجوانوں نے اسے دھکا دے کر حارث پر پھینکا تھا۔

بجلی کی سی پھرتی سے وہ اٹھ کر بیٹھا تھا.....!!

سہمی ہوئی ملیحہ ایک کونے میں جم کر رہ گئی۔

Scanned by iqbalmt

Scanned by iqbalmt

''کون ہو تم..... کیا چاہتے ہو؟'' حارث نے اوسان قائم کئے اس کی آواز سے گھبراہٹ ظاہر نہیں ہو رہی تھی۔

''میرے خیال سے دونوں سوالات کے جوابات بھی تمہیں معلوم ہیں.....'' ایک نوجوان نے پستول اس کی طرف لہراتے ہوئے کہا۔

''تمہیں شاید کوئی غلط فہمی ہوگئی ہے.....''

''تم بکواس کر رہے ہو۔ تم جانتے ہو کہ ہمیں غلط فہمی ہوتی ہے نہ خوش فہمی' البتہ تمہیں ہمارے متعلق ضرور غلط فہمی رہتی ہے کہ ہم شاید بے بس پرندے ہیں جنہیں تم جب چاہو شکار کر لو گے۔ تم ساری دنیا کو اپنے باپ کی جاگیر سمجھتے ہو۔ مسٹر حارث! یا تم جو کوئی بھی ہو۔ مرنے سے پہلے صرف ایک بات جان لو کہ ہم عراقی لڑکی کی موت کا انتقام لینے نہیں آئے۔ ہم تو اپنے ان ہزاروں بے گناہ اور مظلوم ساتھیوں کا انتقام ہیں۔ جنہیں تم نے مارڈالا اور جن کا قتلِ عام تم گزشتہ 50 سال سے بے دریغ کر رہے ہو۔ ہم تمہارے آقاؤں کو بتا دینا چاہتے ہیں کہ ابھی ہم مرے نہیں..... زندہ ہیں.....''

اس نوجوان نے حارث کی بات کاٹتے ہوئے کہا۔

''تمہارا تعلق شاید فلسطین سے ہے اور تمہیں اس بات کا احساس ہونا چاہئے کہ اگر تم نے مجھے مارڈالا تو تمہارے ساتھیوں سے میری حکومت کتنا بڑا انتقام لے گی۔'' حارث نے ڈوبتے ہوئے تنکے کا سہارا لینا چاہا۔

''اچھا! بہت شکریہ تمہارا۔ پھر ہم تمہیں نہیں مارتے لیکن اس کے بعد اس بات کی کیا ضمانت ہے کہ تمہاری حکومت ایسا نہیں کرے گی۔''

نوجوان نے اسے لاجواب کر دیا تھا۔

''تم اپنے لئے گڑھا کھود رہے ہو.....'' حارث نے غصے سے پھنکارتے ہوئے کہا۔

اس اچانک پیش آمدہ سچوئیشن نے اسے بے بس اور باؤلا کر دیا تھا۔ یہ احساس کہ وہ بے بسی کی موت مرنے والا ہے اس کا خون کھولانے کے لئے کافی تھا۔ اس نے اپنی زندگی میں کبھی نہیں سوچا تھا کہ اس طرح سوتے ہوئے دشمن اسے نشانہ بنا لے گا۔

''ہم اپنے لئے گڑھا کھود چکے ہیں لیکن آج تم جہنم واصل ہونے جا رہے ہو اور ایک

بات اور سن لو..... ہم تمہارے ساتھ منافقت نہیں کریں گے..... ہم جانتے ہیں کہ تم نے ہمیشہ کی طرح عراقی لڑکی کی موت کو بھی ''نیچرل'' بنانے کی کوشش کی ہوگی' لیکن ہم ایسا نہیں کریں گے۔''

''وہ لڑکی زندہ ہے''..... حارث نے پھر سنبھالا لیا۔

''یہ تو اور بھی بری بات ہے اب ہمیں تمہارے بعد اسے بھی مارنا ہوگا۔''

یہ کہتے ہوئے دوسرے نوجوان نے جو اس درمیان اپنے پستول پر لمبے اوور کوٹ کی جیب سے سائیلنسر نکال کر فٹ کر چکا تھا پستول فائرنگ کی پوزیشن میں اس کی طرف سیدھا کر لیا۔

اچانک ہی حارث کے پاؤں میں جیسے سپرنگ لگ گئے تھے۔

اس نے اپنی دانست میں زمین سے اڑ کر ان دونوں پر گرنے کی کوشش کی تھی۔ لیکن حملہ آور بھی اس میدان میں نئے نہیں تھے۔

وہی نوجوان جس نے پستول پر سائیلنسر فٹ کیا تھا اپنی جگہ سے ذرا سا دائیں ہٹا اور زمین پر گرنے تک اس نے دو گولیاں حارث کے پہلو میں اتار دیں۔

اس کے پہلو سے خون کا فوارا اچھلا اور قالین میں جذب ہونے لگا.....!

اس درمیان دوسرے نوجوان نے اس کی گردن پر پاؤں رکھ دیا تھا۔ ''بہت چالاک بنتے ہو۔''

یہ کہتے ہوئے پہلے نے ایک اور گولی اس کی کھوپڑی میں ماری اور دونوں پرے ہٹ گئے۔ حارث چند لمحے ماہی بے آب کی طرح تڑپا اور ٹھنڈا ہو گیا۔

ملیحہ کے لئے ایسے مناظر کوئی انہونی بات نہیں تھی لیکن خوف سے اس کے بدن پر لرزہ طاری ہو گیا تھا۔ وہ کپکپاتے ہوئے صوفے پر گر پڑی تھی۔

''م میرا تعلق بیروت سے ہے اور میں صرف جسم فروش عورت ہوں تم انکوائری کر سکتے ہو۔ مجھے علم نہیں کہ یہ کون ہے۔ میں اسے صرف اپنا گاہک سمجھتی ہوں۔ اس سے زیادہ میں کچھ نہیں جانتی۔''

اس نے صوفے پر ڈھیر ہوتے ہوئے ان سے کہا تھا۔

''تم جو کوئی بھی ہو۔ ہم عورتوں پر ہاتھ نہیں اٹھاتے۔ یہ مردانگی تو نہیں ہے اگر تم اس کو جانتی بھی تھی تو اس کے وارثوں کو بتا دینا کہ ہمارا تعلق ''بلیک ستمبر'' سے ہے اور دنیا کے جس کونے کو

Scanned by iqbalmt

Scanned by iqbalmt

بھی وہ چاہیں میدان جنگ کے لئے چن لیں۔ ہم انشاءاللہ ہر جگہ ان کا مقابلہ کرنے کے لئے تیار ہیں۔ ان کی ہر گولی کا جواب گولی سے دیں گے۔'' دوسرے نوجوان نے کہا۔

دونوں نے دودھ کی ایک بوتل اسے پینے کے لئے دی۔

ملیحہ جانتی تھی کہ اسے یہ دودھ پینا ہی پڑے گا۔ اپنی مرضی سے نہیں تو یہ لوگ زبردستی پلا دیں گے..... کپکپاتے ہاتھوں سے اس نے دودھ کی بوتل تھام لی اور ایک ایک گھونٹ حلق میں اتارنے لگی۔

ابھی بمشکل پانچ چھ گھونٹ ہی پیے تھے جب اسے اپنا دماغ گھومتا ہوا محسوس ہوا۔ اس کے ساتھ ہی اس کی گردن ڈھلک گئی۔

ملیحہ بے ہوش ہوگئی تھی۔

دونوں نے اسے پلنگ پر لٹایا ٹیلی فون کے تار کاٹے اور جس طرح چپ چاپ آئے تھے اسی طرح واپس لوٹ گئے۔

باہر موجود دودھ کی خالی بوتلیں بھری جا چکی تھیں لیکن دودھ فروش کو علم نہ ہوسکا کہ اس گھر کے مکینوں پر کیا قیامت بیت گئی ہے۔

O

ڈیوڈ نے اپنے دوسرے ساتھیوں کو اپنے ٹھکانے پر چھوڑا اور اب اپنے ٹھکانے کی طرف جا رہا تھا۔ اس نے اپنی رہائش لندن کے کثیر آبادی والے علاقے ''آل گیٹ'' میں رکھی ہوئی تھی جہاں مکانوں کی ایک قطار کے عین درمیان اس کا گھر تھا۔

اس نے یہاں نزدیک ہی اپنا پرنٹنگ پریس لگایا ہوا تھا جہاں پبلشنگ کا چھوٹا موٹا دھندہ چل رہا تھا۔ اس دھندے کی آڑ میں وہ ''موساد'' کا گھناؤنا کھیل جاری رکھے ہوئے تھا۔

اپنے گھر تک وہ بڑے اطمینان سے آیا تھا۔ رات اس نے جی بھر کے شراب پی اور چین کی نیند سو گیا۔

یہ اس کی زندگی کا پہلا قتل نہیں تھا۔

ایسے درجنوں قتل اس نے اپنے ہاتھوں کئے تھے۔ ایک دور ایسا بھی گزرا جب وہ تل ابیب کے ایک عقوبت خانے کا انچارج تھا جہاں مشتبہ فلسطینی نوجوانوں کو تفتیش کے لئے لایا جاتا۔

وہ اپنے ہاتھوں سے ان کے جسموں سے ناخن علیحدہ کیا کرتا تھا۔

''موساد'' نے اسے اپنے خصوصی دستے میں اس کی ''قابلیت'' کو دیکھ کر شامل کیا تھا۔ اسے کسی کو بھی قتل کر دینے کا نشہ تھا۔

معمول کے مطابق صبح دیر گئے اس کی آنکھ کھلی اور اب وہ اٹھ کر کچن تک آیا تھا۔ چائے کا کپ حلق میں اتار کر اسے قدرے ہوش آیا اور اب وہ باتھ روم کی طرف جا رہا تھا۔

اچانک ہی اطلاعی گھنٹی بجی.....!

اس کے کان کھڑے ہو گئے۔ اس وقت سوائے معمول کی ڈاک کے اور کچھ نہیں آتا تھا۔ ڈاکیے کی عادت کہ وہ ڈاک پھینکنے کے بعد گھنٹی بجایا کرتا تھا۔

لیکن.....!

آج دو تین گھنٹیاں یکے بعد دیگرے بجیں تو اس کا ماتھا ٹھنکا۔ کوئی خطرہ؟ اس نے کچھ سوچتے ہوئے اندر موجود انٹرکام کا بٹن دبا کر باہر موجود شناخت دریافت کی۔

''گیس کمپنی''..... جواب ملا۔

اسے یاد آ گیا کہ یہ مہینے کا آخری ہفتہ ہے جس میں کمپنی کے لوگ میٹر چیک کرنے آتے ہیں جو اس کے مکان کے بیسمنٹ میں نصب تھا۔

دروازہ کھولتے ہوئے اس نے بطور احتیاط جھری سے دیکھ لیا تھا۔ باہر ایک خوبصورت لڑکی ہاتھ میں بل لئے سر پر گیس کمپنی کی ٹوپی رکھے کھڑی تھی۔ اس کے بال ٹوپی سے باہر لہرا رہے تھے۔

اتنی خوبصورت لڑکی دیکھ کر ڈیوڈ کی رال یوں ہی ٹپکنے لگی تھی..... اس نے بے فکری سے دروازہ کھول دیا۔

لڑکی نے باہر کے موسم کے پیش نظر نیلے رنگ کا رین کوٹ پہنا ہوا تھا۔ اس نے مسکراتے ہوئے۔

''صبح بخیر'' کہا۔

''صبح بخیر''..... ڈیوڈ نے بھی دانت نکال دیئے۔

لڑکی اندر داخل ہوگئی تھی جب کہ ڈیوڈ اس کی طرف پشت کئے دروازے کو ڈبل لاک لگا

Scanned by iqbalmt

Scanned by iqbalmt

رہا تھا۔اس نے صرف بنیان اور نیکر پہن رکھی تھی اور بستر سے ابھی اٹھا تھا۔

جیسے ہی وہ دروازہ بند کر کے لڑکی کو ایک ذو معنی سا فقرہ کہنے کے لئے اس کی طرف گھوما اپنی جگہ جم کر رہ گیا۔

لڑکی نے ہاتھ میں سائلنسر لگا پستول تھام رکھا تھا۔شاید اس نے یہ پستول اپنے لمبے رین کوٹ کی جیب سے نکالا تھا۔

''تم تو مجھے مار ڈالو گی''..... یہ کہتے ہوئے ڈیوڈ نے اپنا ایک قدم ہی بمشکل اپنی جگہ سے آگے بڑھایا تھا۔

اچانک ہی تین چار گولیاں اس کے سینے اور پیٹ میں انگاروں کی طرح دھکنے لگیں۔

''کیوں نہیں.....تم زندہ رہے تو نجانے اور کتنے بے گناہ مارے جائیں گے۔''

یہ آخری فقرہ تھا جو اس نے لڑکی کے منہ سے سنا۔

اس نے پستول سے سائلنسر کھول کر الگ کیا اور جس طرح اندر آئی تھی اسی طرح باہر نکل گئی۔

باہر جانے سے پہلے وہ دروازہ لاک کرنا نہیں بھولی تھی۔

دروازے کے باہر کچھ فاصلے پر کھڑی کار میں موجود ایک عربی نوجوان نے اس کی طرف دیکھ کر چابی گھمائی اور کار اس کے نزدیک لے آیا۔

اگلا دروازہ کھول کر وہ اطمینان سے اس کے ساتھ بیٹھ گئی۔

''ڈن.....'' اس نے اگلی سیٹ پر بیٹھتے ہی نوجوان کو ہاتھ کے انگوٹھے کے مخصوص اشارے سے بتایا۔

''ویل ڈن''.....نوجوان کے چہرے کا تناؤ اچانک ختم ہو گیا تھا۔

وہ بڑے اطمینان سے کار چلاتا ''موٹروے'' تک آ گیا تھا۔جلد ہی دونوں شہر سے باہر نکل آئے۔

اس درمیان لڑکی نے اپنا کوٹ اور ٹوپی اتار کر اپنے قدموں میں دھرے بیگ میں رکھ لی تھی۔اب وہ دونوں کھلنڈرے نوجوانوں کی طرح معمول کی گفتگو کرتے موٹروے کی اس سمت میں سفر کر رہے تھے جو انہیں مانچسٹر کی طرف لے جاتی نوجوان نے لڑکی کو وہاں ڈراپ کر کے

لندن واپس آنا تھا۔

دونوں فلسطینی اور ابو احمد کے ساتھی تھے جنہوں نے اپنا کام بخیر و خوبی انجام دیا تھا۔

راستے میں ایک ''سروس'' پر رک کر انہوں نے چائے اور سنیکس کھائے پھر نوجوان نے یہیں سے فون کر کے اپنے کسی ساتھی ''خالد کو مشن کی کامیابی کا مژدہ سنایا اور مبارکباد وصول کر کے واپس آ گیا تھا۔

شام ڈھلنے سے پہلے وہ اپنی ساتھی لڑکی کو مانچسٹر میں ڈراپ کر کے واپس لندن آ گیا۔

دونوں نے ایسا بندوبست کر رکھا تھا کہ ان کے اپنے ٹھکانوں سے غائب ہونے کا شک ہی نہیں کیا جا سکتا تھا۔

لندن میں ''ہیوسٹن'' کی نارتھ ہائیڈ لین کی جس بلڈنگ کے سامنے ڈیوڈ نے ان دونوں کو اتارا تھا۔وہ اس بلاک کے آخری کونے میں واقع تھی.....!!

دونوں مقامی غنڈے اور ''موساد'' کے نمک خوار تھے۔

خدا جانے ''موساد'' کو کس طرح ان کے یہودی ہونے کی اطلاع مل گئی تھی جس کے بعد سے دونوں کو قابو کر لیا تھا۔گزشتہ دس سال سے وہ ''موساد'' کے لئے خدمات انجام دے رہے تھے۔اس درمیان انہوں نے ''موساد'' کے حکم پر برطانیہ کے مختلف شہروں میں درجنوں بے گناہوں کو ''گمنامی'' کی موت مارا تھا۔دونوں مقامی جوا خانے کے مالک تھے۔حال ہی میں انہوں نے ایک ''پب'' بھی خرید لیا تھا اور اب خاصے مصروف رہتے تھے۔پہلے وہ خود غنڈے تھے لیکن اب کئی غنڈے ان کے دستر خواں پر پل رہے تھے۔

بے گناہوں کو اذیت ناک اور گمنامی کی موت مارنا وہ اپنا مذہبی فریضہ خیال کرتے تھے۔انہیں ''موساد'' نے پڑھا دیا تھا کہ یہودی ہونے کے ناطے وہ کائنات کی اعلیٰ ترین مخلوق ہیں اور وہی بہتر فیصلہ کر سکتے ہیں کہ کسے زندہ رہنا ہے اور کسے مرنا ہے۔

صبح معمول کے مطابق دونوں اٹھے اور دوپہر کو معمول کے مطابق اپنے کام پر چلے گئے۔دونوں نے سارا دن اطمینان سے گزارا۔ایک ''پب'' پر اور دوسرا اپنے ''جوئے خانے'' پر کام کرتا رہا۔

رات کو وہ دوسرے پہر گھر واپس آیا کرتے تھے۔دونوں اکٹھے رہتے تھے اس لئے

Scanned by iqbalmt

Scanned by iqbalmt

واپس بھی ایک ہی گاڑی میں آیا کرتے تھے۔

کار چلاتے ہوئے وہ شراب نوشی نہیں کرتے تھے۔ دونوں نے اپنے کچھ اصول بنا رکھے تھے جن پر وہ سختی سے کاربند تھے۔ یہ اصول بھی انہیں ''موساد'' کی طرف سے پڑھائے گئے تھے اور تلقین کی گئی تھی کہ اگر انہوں نے ان میں سے کسی ایک کی بھی خلاف ورزی کی تو وہ دشمن کے ہاتھوں مارے جائیں گے۔ اگر دشمن نے چھوڑ دیا تو ''موساد'' انہیں مار ڈالے گی کیونکہ اپنے کسی بھی رات کا طشت از بام ہونا ان کے لئے ناقابل برداشت ہوگا۔

یوں بھی تازہ واردات کے بعد کچھ عرصے کے لئے وہ خاصی شرافت کی زندگی بسر کرنے لگتے تھے۔ دونوں نے دن میں گزرنے والے واقعات پر تبادلہ خیال کیا اور باتیں کرتے گھر تک آ گئے۔

گھر کا دروازہ کھول کر وہ اندر داخل ہوئے اور دروازہ دوبارہ لاک کر کے اپنے ''سٹنگ روم'' تک آئے۔ یہیں دونوں تھوڑی دیر بیٹھنے کے بعد اپنے اپنے بیڈ روم میں چلے جایا کرتے تھے۔ اس شہر میں ان کی بے شمار گرل فرینڈز تھیں۔

لیکن.....

ابھی انہیں کم از کم ایک ہفتہ بڑے آرام سے گزارنے کا حکم ملا تھا۔ یہ حکم اگر برطانوی پولیس کی طرف سے ہوتا تو وہ کبھی خاطر میں نہ لاتے لیکن ''موساد'' کے کسی حکم کی حکم عدولی کا وہ تصور بھی جیتے جی نہیں کر سکتے تھے۔

سٹنگ روم میں داخل ہونے سے پہلے انہوں نے باہر ہی موجود بٹن دبا کر اندر کی لائٹ جلائی اور دروازہ کھول کر ایک دوسرے کے تعاقب میں اندر آ گئے۔

جیسے ہی وہ اندر داخل ہوئے ان کے عقب میں دروازہ بند ہو گیا۔ اب پوزیشن ایسی بن گئی تھی کہ دو مسلح نقاب پوش ان کے سامنے کھڑے تھے اور تیسرے نے دروازے کے ساتھ پوزیشن لے رکھی تھی۔ شاید وہ دروازے کے ساتھ ہی لگ کر کھڑا تھا اور اس بات کا منتظر ہوگا کہ جیسے ہی اندر داخل ہوں وہ دروازہ بند کرے۔

اس بات کا علم انہیں مرنے تک نہ ہو سکا کہ یہ لوگ کس راستے سے اور کب اندر آئے۔

کتنی دیر سے چھپے ان کے منتظر تھے؟

''خوش آمدید دوستو! تم نے بڑا انتظار کروایا۔ سچی بات تو یہ ہے کہ اگر کچھ اور دیر تم نہ آتے تو ہمیں تمہارے..... ٹھکانوں پر جانا پڑتا۔ بہر حال تمہارا شکریہ کہ ہمیں اس زحمت سے بچا لیا۔''

ان کی پشت سے آواز آئی۔

دونوں کے لئے پریشان کن بات یہ تھی کہ تینوں حملہ آوروں نے نہ صرف ماسک پہن رکھے تھے بلکہ ان کے پستولوں پر سائلنسر بھی فٹ تھے۔

''پاگل ہو گئے ہو کیا؟'' ان میں سے ایک نے سنبھل کر کہا۔

''ہاں۔ ہم پاگل ہو گئے ہیں اور اسی پاگل پن میں تمہیں موت کی نیند سلانے آئے ہیں تاکہ تمہارے بدمعاش مالکان کو علم ہو سکے کہ ان کا واسطہ ایسے مظلوموں سے ہے جو پاگل پن میں کچھ بھی کر گزرنے کی ہمت رکھتے ہیں۔''

سامنے کھڑے نوجوان نے کہا۔

''بھاگ جاؤ.....'' دوسرے بدمعاش نے اس طرح ہاتھ ہلایا جیسے مکھی اڑا رہا ہو۔

''ٹھیک ہے اگر تمہیں ہمارے بھگانے کی اتنی ہی جلدی ہے تو تمہاری مرضی..... ہم تو چاہتے تھے کہ تم مرنے سے پہلے کم از کم شراب نوشی ہی کر لو۔ اس طرح تمہیں یہ اطمینان تو رہے گا کہ تم نے ''موساد'' کے حکم کی خلاف ورزی کر لی تھی۔ کہیں یہ حسرت ہی دل میں نہ لے کر مرجانا۔''

عقب سے آواز آئی۔

دونوں نے ایک دوسرے کی طرف دیکھا اور آنکھوں ہی آنکھوں میں ایک دوسرے کو کچھ سمجھایا۔

''ٹھیک ہے تم خاصے مہربان قاتل نظر آتے ہو۔ اگر تم لوگوں نے ہمیں مارنے کا فیصلہ کر ہی لیا ہے اور کچھ بتانا بھی نہیں چاہتے تو کم از کم ہمیں ایک ایک پیگ تو پی لینے دو۔ مرنے والے کی آخری خواہش تو پوری ہونی چاہئے۔''

ایک بدمعاش نے کہا۔

''او۔ کے کہاں ہے شراب؟''

''ہم خود لے آتے ہیں۔ آپ لوگ کہاں ڈھونڈتے پھریں گے۔''

Scanned by iqbalmt

Scanned by iqbalmt

''تم اس کی فکر نہ کرو ہم ڈھونڈ لیں گے۔'' نقاب پوش نے کہا۔

''دراصل ہمیں گھر میں شراب رکھنے کی عادت نہیں۔ ''پب'' تک جانا ہوگا۔''

ایک بدمعاش نے مکاری دکھائی۔

''افسوس پھر تم شراب پیئے بغیر مرجاؤ گے کیونکہ تمہیں یہاں سے باہر جانے کی اجازت نہیں مل سکتی اور ہم اپنا کام مکمل کئے بغیر جا نہیں سکتے۔'' جواب ملا۔

''یہ تو زیادتی ہے''.....انہوں نے احتجاج کیا۔

''مجبوری ہے.....'' جواب دیا گیا۔

''میرے خیال سے شاید ہمارے فریج میں کوئی بوتل موجود ہو۔ میں دیکھتا ہوں۔''

ایک بدمعاش نے کہہ کر آگے بڑھنا چاہا۔

''خبردار! اگر ایک قدم بھی آگے بڑھایا تو ڈھیر کردیں گے۔''

اس مرتبہ عقب سے بولنے والے نقاب پوش کی آواز میں قہر برس رہا تھا۔

''ٹھیک ہے تم ہی لادو۔'' بالآخر انہوں نے ہتھیار ڈال دیئے۔

عقب والا نقاب پوش باہر نکل گیا۔

اس نے ملحقہ کچن سے فریج میں رکھی بوتل نکالی اور جیب سے شیشی نکال کر اس میں تیز زہر انڈیل دیا۔

جب وہ اندر داخل ہوا تو اس کے ہاتھ میں شراب اور سوڈے کے ساتھ ساتھ دو خالی گلاس بھی تھے۔

اس درمیان دونوں بدمعاش خون کے گھونٹ پیئے خاموشی سے دونوں مسلح نقاب پوشوں کو گھورتے رہے جن کی انگلیاں ٹریگر پر تھیں اور وہ پلکیں جھپکائے بغیر ان پر نظریں جمائے کھڑے تھے۔

''اپنے لئے پیگ خود ہی تیار کرلو کیا یاد کرو گے کن لوگوں سے پالا پڑا ہے۔ حالانکہ تم نے کبھی کسی کو اتنی مہلت بھی نہیں دی۔''

نقاب پوش نے کچھ فاصلے پر رکھی میز پر سب کچھ رکھ کر دوبارہ پوزیشن سنبھال لی۔

''ایک آدمی جام تیار کر کے دوسرے کو دے گا۔ تم جاؤ۔'' اس نے ایک بدمعاش کو

اشارہ کیا۔

بدمعاش نے بے بسی سے اپنے ساتھی کی طرف دیکھا۔ دو پیگ تیار کئے ایک اپنے ساتھی کو تھمایا۔ دوسرا خود تھاما۔ دونوں نے جام ٹکرائے اور ایک ہی سانس میں غٹا غٹ پی گئے۔

اس میں زہر ملا ہے میں نے باہر ملا دیا تھا۔ تم ڈیڑھ منٹ بعد مرجاؤ گے بچ سکتے ہو تو بچ جاؤ۔''

عقب سے آواز آئی۔

دونوں کو اپنی جان نکلتی محسوس ہو رہی تھی۔

تینوں نقاب پوش اسی طرح کمرے سے باہر آ گئے تھے۔ ابھی انہوں نے کمرے کا دروازہ بمشکل بند ہی کیا تھا جب انہیں ایک کے دھڑام سے گرنے کی آواز آئی۔

دونوں زور دار آواز میں گالیاں بک رہے تھے۔ نقاب پوشوں کے باہر آنے تک گالیوں کی آواز بھی بند ہوگئی۔ سریع الاثر زہر اپنا کام کر گیا تھا۔ ان کے ایک ساتھی نے بوتل میں موجود شراب کموڈ میں بہا کر فلش چلا دیا۔

اب یوں لگ رہا تھا جیسے انہوں نے خودکشی کرنے کے لئے خود ہی شراب میں زہر ملا لیا ہے۔

تینوں نے اپنے نقاب اتار کر جیبوں میں ٹھونسے اور باہر پارک کی گئی دو گاڑیوں میں علیحدہ علیحدہ منزل کی طرف روانہ ہوگئے۔

ان کے ایک ساتھی نے ''ہیوسٹن'' سے باہر آ کر سڑک کے کنارے موجود فون بوتھ سے فون کر کے کسی ''خالد'' کو مشن کی کامیابی کی اطلاع دی تھی۔

جس پر دوسری طرف سے ''الحمدللہ'' کہہ کر فون بند کر دیا گیا۔

O

اسرائیلی قونصلیٹ کی رگوں میں کھولتا ہوا خون اس کی نسیں توڑے دے رہا تھا.....

غصے اور نفرت سے اس کو اپنا وجود دھکتا ہوا محسوس ہو رہا تھا۔ آج تک ایسی ہزیمت کا منہ انہیں کبھی نہیں دیکھنا پڑا تھا۔ جس ذلت سے وہ دوچار ہوئے تھے اس کے سامنے وہ خط دھرا تھا جو آج کی خصوصی ڈاک سے موصول ہوا تھا۔ جس پر لکھا تھا۔

Scanned by iqbalmt

Scanned by iqbalmt

''بریگیڈیئر شمیر تک ہمارا یہ پیغام پہنچا دینا کہ ابھی حماد اور ڈیبی کی موت کا انتقام ادھورا ہے..... ہم بدلہ لینے کے لئے میدان کا انتخاب بھی خود ہی کرتے ہیں۔ جلدی بریگیڈیئر شمیر کو ایسی مزید خوشخبریاں بھی سنائی جائیں گی۔''

''بلیک ستمبر''

اس خط سے پہلے کسی نے قونصل خانے میں فون کر کے موساد کے چاروں درندوں کی موت کی خبر دی تھی اور درخواست کی تھی کہ ان کی لاشیں سڑنے سے پہلے اٹھالی جائیں۔

بے بسی اور غصے سے اسرائیلی قونصلیٹ سوائے ہونٹ کاٹنے کے اور کچھ نہیں کر سکتا تھا۔ اس نے فوراً ہی یہ خط ایک مشین کے ذریعے تل ابیب میں اس پیغام سمیت پہنچا دیا۔ جو اسے ٹیلی فون پر موصول ہوا تھا۔

O

برطانوی پولیس نے ایک ہی دن میں پانچ لاشیں دریافت کی تھیں۔ پانچوں لاشوں کی اطلاع انہیں ٹیلی فون پر ملی تھی۔ جس کا مطلب یہی تھا کہ ان تمام قتل کی وارداتوں کا آپس میں گہرا تعلق ہے.....؟

لیکن.....

کیا تعلق ہے؟

اس سوال کا جواب انہیں تلاش کرنا تھا۔

پانچوں لاشوں کا پوسٹ مارٹم کروایا گیا۔ عراقی لڑکی کی لاش عراقی سفارت خانے کو ڈیوڈ اور حارث کی لاشیں اسرائیلی سفارت خانے کو اور دونوں مقامی یہودیوں کی لاشیں ان کے ورثاء کے حوالے کر دی گئیں۔

فی الوقت اس کے سوا کچھ نہیں کیا جا سکتا تھا.....!

صرف عراقی لڑکی کی موت کو خودکشی کا کیس قرار دیا گیا تھا کیونکہ مرنے سے پہلے اس نے جو خط اپنے والدین کے نام لکھا تھا وہ اس کے سرہانے موجود تھا اور خط اور زہر کی شیشی پر اس کی انگلیوں کے نشانات موجود تھے۔

دونوں بدمعاشوں کی موت البتہ مشتبہ تھی۔ بظاہر تو یہ خودکشی کا کیس دکھائی دیتا تھا۔

لیکن.....

برطانوی پولیس کے ہونہار افسران نے جلد ہی یہ سراغ لگا لیا کہ یہ خودکشی نہیں بلکہ انہیں زہر پینے پر مجبور کیا گیا تھا۔

برطانوی حکومت کیلئے یہ معمولی کیس نہیں تھا۔ اسرائیلی حکومت نے زبردست احتجاج کیا تھا اور الزام لگایا تھا کہ حکومت اسرائیلی شہریوں کی مناسب حفاظت کا بندوبست بھی نہیں کر سکتی۔ انہوں نے اپنے دونوں شہریوں کی موت کی ذمہ داری فلسطینی تنظیم آزادی پر عائد کرتے ہوئے مغربی پریس میں یہ شوشہ بھی بڑی ہوشیاری سے چھوڑ دیا تھا کہ قاتلوں کو عراقی سفارت خانے کی پشت پناہی حاصل ہے۔

ایک مخصوص اخبار نے اس سلسلے میں ایک عجیب و غریب کہانی گھڑ لی تھی اور اس حادثے میں عراق سفارت کار فیصل کو جس نے حال ہی میں چارج سنبھالا تھا ملوث کر دیا تھا۔

برطانوی قوانین کے مطابق برطانوی پولیس چونکہ اخبار سے اس کے ذرائع کے متعلق دریافت نہیں کر سکتی تھی۔ اس لئے مجبور تھی۔ البتہ عراقی حکومت نے اس اخبار پر عراقی سفارت خانے پر جھوٹے الزامات لگانے کا الزام عائد کرتے ہوئے 50 لاکھ پاؤنڈ ہرجانے کا نوٹس جاری کر دیا تھا.....!!

برطانوی انٹیلی جنس کو ''موساد'' کی طرف سے باقاعدہ اطلاع مل چکی کہ عراقی سفارتکار فیصل یہاں سے ضروری سامان سمگل کر کے عراق پہنچانے کے مشن پر ہی لندن آیا ہے۔ اس ضمن میں ممکن کاغذات اور شواہد سی آئی اے اور ایم آئی فائیو دونوں کو پہنچا دیئے گئے تھے۔

سی آئی اے کا دباؤ برطانوی انٹیلی جنس پر بڑھ رہا تھا کہ وہ اس معاملے کو یہیں روک لے۔

O

برطانوی انٹیلی جنس سائے کی طرح فیصل کے پیچھے لگ گئی تھی اور ایڈنبرا میں اس کی ابو احمد سے ملاقات کے بعد سے تو یہ لوگ زیادہ ہوشیار ہو گئے تھے۔ ان کی بدقسمتی تھی کہ ابو احمد ان کی گرفت سے نکل گیا۔

Scanned by iqbalmt

Scanned by iqbalmt

شاید اسے اپنے تعاقب کا علم ہو گیا تھا کیونکہ اس نے تعاقب میں آنے والوں کو ''ڈاج'' دے دیا تھا۔ ان کے پاس سوائے اس کے اور کوئی اطلاع نہیں تھی کہ فیصل نے ایڈنبرا میں کسی عربی نقوش رکھنے والے نوجوان سے ملاقات کی ہے۔

یہ نوجوان کون ہے؟

- اس کا علم انہیں نہیں ہو سکا۔

برطانوی حکومت پر دباؤ مسلسل بڑھ رہا تھا۔ بالآخر انہیں فیصل کو ''نان گریٹ پرسن'' ناپسندیدہ شخصیت قرار دے کر لندن سے نکالنے پر مجبور ہونا پڑا۔ اس کے جواب میں عراق نے تین برطانوی سفارت کاروں کو بغداد سے ناپسندیدہ شخصیات قرار دے کر نکال دیا تھا۔

☆☆☆

گولڈ فش

بریگیڈیئر شمیر کے لئے ''موساد'' کے کیٹسا کی موت ناقابل برداشت صدمہ تھا۔ اس نے اپنے ساتھیوں کی موجودگی میں اس ''بہیمانہ کاروائی'' کی تفصیلات بیان کرنے کے بعد بدلہ لینے کی قسم کھائی تھی خواہ اس کی کوئی بھی قیمت اسرائیل کو ادا کرنی پڑے۔

''ابو احمد کو تلاش کرو''..... اس نے موساد کو حکم جاری کیا۔ ''وہ دنیا کے کسی بھی کونے میں موجود ہو۔ پاتال سے آسمان کی بلندیوں تک اسے چھان مارو۔ کسی بھی نام کے ساتھ وہ یورپ میں سرگرم عمل ہے۔ یہ شخص ابو مذال کا دایاں ہاتھ ہے اور ہمیں اس ہاتھ کو توڑنا ہے۔ میرا دل کہتا ہے کہ لندن میں سارا آپریشن اس کی نگرانی میں عراقی سفارت خانے کی معاونت سے طے پایا ہے۔ ''موساد'' کے کسی بھی ''کیٹسا'' کا قتل قابل برداشت نقصان نہیں۔ جاؤ اور دنیا کے کونے کونے میں پھیل جاؤ تمام بین الاقوامی قوانین پر لعنت بھیج دو۔ میرا حکم ہے کہ کسی کے حکم کی پرواہ نہ کرو اور ابو احمد کو ڈھونڈ کر مار ڈالو۔ مجھے بہر صورت اس کی موت کی خبر جلد از جلد ملنی چاہئے اور ہاں! یاد رہے کہ یہ صرف میری نہیں بلکہ ''موساد'' کے سربراہ اسرائیلی وزیراعظم کی خواہش ہے جسے پورا کرنا ہمارے لئے حکم کا درجہ رکھتا ہے۔''

''موساد'' کے ہیڈ کوارٹر میں وہ اس وقت فلسطین کی آزادی کے لئے سرگرم مجاہدین سے نمٹنے والے پی ایل او کے ماہرین ''موساد'' کے خصوصی ونگ ''گولڈ فش'' سے مخاطب تھا۔ جسے ''موساد'' کی اپنی زبان میں (Saifanim) کہا جاتا تھا۔

بیروت میں برسر پیکار مختلف گروپوں میں سے عیسائیوں کے مضبوط گروپ کے سربراہ بشیر جمائیل نے 1978ء میں ''موساد'' کے ساتھ خفیہ معاہدے کے تحت اسے اپنے زیر تسلط علاقے..... نارتھ بیروت میں سمندر کے کنارے ''جونیا'' کے علاقے میں ایک خفیہ اڈہ قائم کرنے

Scanned by iqbalmt

Scanned by iqbalmt

کی اجازت دی تھی۔

اسی اڈے میں ''موساد'' نے ایک خفیہ ''نیول راڈار سٹیشن'' قائم کر رکھا تھا۔ اس کی حفاظت کے لئے جمائیل کی فوج ''فلانگسٹ'' کے بہروپ میں یہاں موجود رہتے تھے۔

''موساد'' کو اپنے اس خفیہ مشن کے قیام کے لئے اپنی تمام ترجیحات کو ایک طرف رکھ کر جمائیل کی ہر بات ماننی پڑی تھی۔

نارتھ بیروت کے اس خفیہ مقام پر جو بشیر جمائیل کا ہیڈ کوارٹر تھا۔ ''موساد'' اور فلانگسٹ عیسائیوں کے درمیان یہ معاہدہ طے پایا تھا' کہ نہ صرف اسرائیل فلانگسٹوں کو اس سٹیشن کے قیام کے لئے 20 تا 30 ہزار امریکی ڈالر ماہانہ ادا کرے گا بلکہ اسرائیل نے ''حیفہ'' کے فوجی بیس پر جمائیل کے فوجیوں کو اسرائیل میں تیار کردہ خصوصی گن بوٹس ''ڈابر'' (Dabur) بھی قیمتاً دی تھیں جن کے حصول کے بعد عیسائی فوج کی طاقت میں کئی گناہ اضافہ ہو گیا تھا۔

بیروت میں ''موساد'' کا خفیہ اڈہ عیسائیوں کے زیر قبضہ مشرقی بیروت اور مسلمانوں کے زیر قبضہ مغربی بیروت کے عین درمیان میں ایک سرکاری عمارت کے تہہ خانے میں قائم کیا گیا تھا۔ جسے ''موساد'' کی خفیہ زبان میں ''آبدوز'' (Submarine) کہا جاتا تھا۔

اس اڈے کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ یہاں ہمہ وقت ''موساد'' کے دس بہترین دماغ جن میں کم از کم سات یا آٹھ ''کیٹسا'' شامل تھے سرگرم عمل رہتے تھے۔ جن میں سے کم از کم 2 کا تعلق اسرائیلی فوج کے بہترین اور تباہ کن یونٹ 4'5 سے ہوتا تھا۔

1980ء تک حالت یہ تھی کہ وہ نہ صرف جمائیل بلکہ بیری' جمبلات اور پی ایل او کے بھی بعرض کیمپوں میں ''موساد'' کے خفیہ اڈے قائم ہو چکے تھے اور عملاً موساد کو ایسی حیثیت حاصل ہو گئی تھی کہ وہ لوگ جب چاہیں بیروت میں اپنی مرضی کے نتائج حاصل کر سکتے تھے۔

سی آئی اے' شامی انٹیلی جنس اور دیگر مغربی انٹیلی جنس ایجنسیاں خود کو بے بس محسوس کرتی تھیں' بعد میں ہونے والے واقعات نے ثابت کر دیا کہ بیشتر امریکی شہریوں کے اغواء میں بھی ''موساد'' کا ہاتھ تھا۔

امریکی اس بات کی خبر رکھنے کے باوجود کہ ''موساد'' ان کو بھی ہاتھ دکھا جاتی ہے اس کے محتاج رہتے تھے اور مصلحتاً خاموشی اختیار کئے رکھتے تھے جس کی بہترین مثال 23 اکتوبر 83ء کو

بیروت ایئر پورٹ پر ''مرسیڈیز ٹرک بم'' کا دوہ دھماکہ ہے جس میں (241) امریکن میرین فوجی مارے گئے تھے۔

امریکہ کی فوجی تاریخ میں 13 جنوری 1968ء کے بعد ایک ہی روز میں مارے جانے والے امریکی فوجیوں کی سب سے بڑی تعداد تھی (یاد رہے کہ اس روز ویت نام میں ایک ہی دن میں 1246 امریکی فوجی مارے گئے تھے)

اس سے پہلے یا بعد کبھی ایک ہی دن میں اتنی زیادہ تعداد میں امریکن فوجی نہیں مارے گئے۔

''موساد'' کو اپنے خصوصی ذرائع سے اس بات کا علم ہو گیا تھا کہ برے مرسڈیز ٹرک میں گولہ بارود کے ذخیرے کے ساتھ ایک خودکشی مشن ترتیب دیا گیا ہے۔ جس میں امریکی فوجیوں کی ہلاکت کا سامان موجود ہے۔ ''موساد'' اور سی آئی اے کے درمیان باہمی تعاون کے معاہدے کے تحت ''موساد'' اس بات کی پابند تھی کہ اس کی پیشگی اطلاع سی آئی اے کو دے۔

لیکن.....!

انہوں نے مجرمانہ خاموشی اختیار کئے رکھی۔

یہ بھی ''موساد'' کی خفیہ پلاننگ کا حصہ تھا۔ اس طرح اسرائیلی حکام شام اور امریکہ کے درمیان پہلے سے موجود خلیج کو اتنا زیادہ وسیع کر دینا چاہتے تھے کہ پھر وہ جب بھی چاہیں اپنی مرضی کے نتائج اس تناظر میں حاصل کر لیں۔

O

''گولڈ فش'' کا سربراہ اور ''موساد کا کیٹسا'' اس میٹنگ میں خصوصی شرکت کے لئے بیروت سے آیا تھا۔

تھوڑی دیر بعد ہی بریگیڈیئر شمیر اور کیٹسا ایک علیحدہ خفیہ میٹنگ کر رہے تھے اور شام گئے جب مختلف رپورٹوں کا معائنہ' ان پر تفصیلی بحث اور بیروت میں فلسطینیوں کی طاقت کا جائزہ لینے کے بعد وہ ایک ''اہم فیصلے'' پر پہنچ گئے تو بریگیڈیئر شمیر نے اس کے ساتھ ہی اسرائیلی وزیراعظم کے ساتھ فوراً ''ہاٹ لائن'' پر رابطہ قائم کیا۔

''سر! ہمیں اس فیصلے پر عملدرآمد کے لئے آپ کی منظوری درکار ہے۔ عین ممکن ہے

Scanned by iqbalmt

Scanned by iqbalmt

کہ اس کے بعد بین الاقوامی سطح پر آپ کو دباؤ کا سامنا کرنا پڑے۔"

اس نے منصوبے کی تفصیلات سے اسرائیلی وزیراعظم کو آگاہ کرتے ہوئے کہا۔

"کون سا بین الاقوامی دباؤ..... امریکی ہمارے محتاج ہیں اور فلسطینی "سٹنگ ڈکس" عربوں میں ابھی اتنی جرأت پیدا نہیں ہوئی"..... وزیراعظم نے قہقہہ لگاتے ہوئے جواب دیا۔

..... شمیر! اگلے 48 گھنٹوں میں جو دل چاہے کر گزرو۔ نتائج کی پروا کئے بغیر..... "بلیک ستمبر" کو بھرپور جواب ملنا چاہئے۔ کسی بھی قیمت پر۔"

"ٹھیک ہے جناب ایسا ہی ہوگا۔"

سلسلہ منقطع ہوگیا۔

"کل صبح ہماری طرف سے کام کا آغاز ہو جائے گا۔" شمیر نے بیروت سے آئے کیٹسا سے کہا۔

اسی رات "موساد" کا یہ "کیٹسا" ایک خصوصی پلان لے کر سرحد عبور کر گیا۔

رات کے پہلے پہر اس کے ساتھیوں نے بیروت کے تمام غنڈہ گروہوں کو اپنے خفیہ مرکز پر جمع کر رکھا تھا۔

"آبدوز" پر موجود ان غنڈوں کو منصوبے کی تفصیلات سمجھانے کے بعد اس حکم کے ساتھ شکارگاہوں کی طرف بھیج دیا گیا کہ کسی کے کام میں کوتاہی برداشت نہیں کی جائے گی۔

علی الصبح اسرائیلی فوج نے "موساد" کے "آپریشن سی فیکس" کا آغاز کر دیا۔ امریکی اسلحہ خانوں میں تیار طیاروں سے مغربی بیروت میں واقع ایک بڑے فلسطینی مہاجر کیمپ پر آتش و آہن کی بارش برسانی شروع کر دی۔

"آپریشن سی فیکس" میں اسرائیلی ایئر فورس کے دو سکواڈرن حصہ لے رہے تھے۔ پہلے بمباروں نے نہتے اور بے گناہ فلسطینیوں پر ستم کے پہاڑ توڑے۔ اس کے بعد فائٹر طیارے حرکت میں آئے اور اس کیمپ میں موجود ہر قابل ذکر فلسطین جانباز پوسٹ کو تباہ کر دیا۔

بے بس اور بے کس فلسطینی کمانڈوز اپنی بندوقیں اور عام سے اسلحہ کے ساتھ ان آسمانی آفات کا کیا مقابلہ کرتے وہ دیوانہ وار ان پر گولیاں برسا رہے تھے۔

لیکن.....!

یہ سعی لاحاصل تھی.....

ان کی برسائی ہوئی گولیاں سوائے آسمان پر مخصوص گونج پیدا کرنے کے اور کچھ نہ کر سکیں یا پھر خالی گولیوں کے خول تھے جو وہاں گرتے رہے۔

دو گھنٹے تک یہ مشق ستم جاری رہی.....!

دو گھنٹے بعد جب اسرائیلی درندوں کو یقین ہو گیا کہ اب مزاحمت کرنے والا کوئی بھی جانباز زندہ نہیں رہا تو وہ اپنے ٹھکانوں پر واپس لوٹ آئے۔

لیکن.....

ابھی "موساد" کے خون کی پیاس نہیں بجھی تھی۔

اصل آپریشن تو اب شروع ہونے والا تھا۔ ابھی تو انہوں نے "آپریشن سی فیکس" کے لئے صرف فضا ہموار کی تھی۔

عین ان لمحات میں جب مجبور و مقہور فلسطینی مائیں، بیٹیاں اور بیوائیں اپنے بچوں اور بڑوں کی لاشوں پر بین کر رہی تھیں.....!

بچے کھچے اور زخمی فلسطینی اپنے شہیدوں کے جسدِ خاکی اکٹھے کر رہے تھے عین ان لمحات میں بیروت کی مختلف غنڈہ فورسوں کے سینکڑوں کی تعداد میں مسلح درندے جنہیں "موساد" کی آشیر باد حاصل تھی دھاڑتے ہوئے ان کیمپوں میں داخل ہو گئے۔ انہوں نے یہاں موجود ہر فلسطینی جوان، بوڑھے اور بچے کے خون سے ہولی کھیلنی شروع کر دی۔

اب "آپریشن سی فیکس" کے تیسرے حصے پر عمل شروع ہوا اور بے بس، مقہور مسلمان فلسطینی عورتوں کی اجتماعی آبروریزی شروع ہو گئی۔ جس کسی خاتون نے درندوں کے سامنے مزاحمت کی اس کو انہوں نے مار ڈالا۔

درندگی کا یہ ہولناک تماشہ شام گئے تک جاری رہا.....!

اس سے پہلے کہ دوسرے کیمپ سے بچے کھچے فلسطینی مجاہد ان بدنصیبوں کی مدد کو پہنچیں۔ "موساد" کے تربیت یافتہ غنڈے جن ٹرکوں میں بیٹھ کر آئے تھے۔ ان ہی میں بیٹھ کر ہوا میں گولیاں چلاتے اپنی فتح کا جشن مناتے فرار ہو گئے۔

اگلے روز اسرائیلی حکومت کی طرف سے ایک مختصر سا بیان معمول کے مطابق جاری کر

Scanned by iqbalmt

Scanned by iqbalmt

دیا گیا جس میں کہا گیا تھا کہ لندن میں مارے جانے والے ''بے گناہ یہودیوں'' کے قاتلوں کے تعاقب میں اسرائیلی ائیر فورس کے جہازوں نے ان کیمپوں پر بمباری کی ہے اور آئندہ دنیا کے کسی بھی گوشے میں اگر فلسطینیوں نے کسی یہودی کو قتل کیا تو اس کا انتقام بھی اسی طرح لیا جائے گا۔

سوائے ہیومن رائٹس کی چند نام نہاد تنظیموں اور چند مسلمان حکمرانوں کی طرف سے مذمتی بیانات کے اور کوئی ردعمل سامنے نہیں آیا تھا۔

جب ایک مسلمان ملک کی کوشش سے اقوام متحدہ میں یہ مسئلہ زیر بحث لانے کی تحریک پیش کی گئی تو ''امریکہ بہادر'' نے اسے ویٹو کر دیا۔

O

ائیر پورٹ پر عراقی ائیر لائن کی یہ معمول کی پرواز تھی جسے آج دو بجے روانہ ہونا تھا۔

ٹرمینل نمبر 2 پر مسافر اپنا سامان ائیر لائن کاؤنٹر پر ''چیک ان'' کر رہے تھے اور ائیر لائن کا عملہ معمول کے مطابق مسافروں کو نشستیں فراہم کرنے کے ساتھ ساتھ ان کا سامان جہاز میں بھیج رہا تھا۔

ائیر پورٹ سیکورٹی کے عملے نے گو کہ یہاں حفاظت کے خصوصی انتظامات کر رکھے تھے۔

لیکن.....!

دنیا کی بیشتر فضائی کمپنیوں نے اپنا الگ سے سیکورٹی سٹاف بھی بھرتی کیا ہوا تھا جو ان کی پروازوں کو لندن سے بحفاظت اڑانے کا ذمہ دار تھا۔

ان سیکورٹی کمپنیوں کے فرائض میں یہ بات شامل تھی کہ وہ کسی متعلقہ ائیر لائن کے جہاز میں رکھے گئے سامان پر خصوصاً نظر رکھیں۔ جہاز کے مسافروں کی حرکات وسکنات نوٹ کریں اور کوئی بھی مشتبہ مسافر یا سامان نظر آئے تو متعلقہ پرواز کے ذمہ داروں کو اس سے فوراً آگاہ کریں..... حتمی فیصلہ بہر حال متعلقہ جہاز کی مالک کمپنی کو ہی کرنا ہوتا تھا۔

آج بھی معمول کے مطابق لندن سے بغداد جانے والی پرواز پر مسافروں کا سامان ''چیک ان'' ہو رہا تھا جب اچانک برطانوی انٹیلی جنس کے اہل کاروں نے جو علی الصبح یہاں پہنچ گئے جہاز کے مسافروں کی قطار میں لگے ایک مسافر سے اپنا پاسپورٹ دکھانے کی درخوست کی

تھی۔

''لیکن..... میں پاسپورٹ دکھا چکا ہوں۔ دو مرتبہ پہلے بھی امیگریشن والوں نے چیک کیا ہے اب آپ آ گئے ہیں۔ آخر آپ مجھے کیوں تنگ کر رہے ہیں۔''

مسافر جو شاید پہلے سے اس صورت حال پر رنجیدہ تھا سراپا احتجاج ہو گیا۔

''ہمیں افسوس ہے لیکن براہِ کرم آپ ہمارے فرائض کی نوعیت کو سمجھتے ہوئے اس بات کا برا مت مانیے۔'' انٹیلی جنس کے اس آفیسر نے دوبارہ درخواست کی۔

''میں کہتا ہوں کہ اگر آپ لوگ دو مرتبہ میرا پاسپورٹ دیکھ کر مطمئن نہیں ہوئے تو پھر کب ہوں گے..... امیگریشن سے یہاں تک آنے میں میرا پاسپورٹ بدل تو نہیں گیا۔ میرا حلیہ البتہ آپ نے ضرور بگاڑ کر رکھ دیا ہے۔''

مسافر کو اب طیش آنے لگا تھا۔

اس نے اچھی خاصی تقریر شروع کر دی تھی۔ اس درمیان جہاز کے مسافروں نے لائن توڑ کر اس کے گرد جمگھٹا لگانا شروع کر دیا..... خاصی دلچسپ اور پریشان کن صورت حال پیدا ہو گئی تھی۔

''صورت حال کچھ بھی رہی ہو آپ کو پاسپورٹ دکھانا پڑے گا''..... برطانوی افسر نے اسے وارننگ دی۔

''یہ لو اور اس میں سے جو نکالنا ہے نکال لو''..... مسافر نے جھٹکے سے اپنا پاسپورٹ اس کے ہاتھ میں تھما دیا۔

عین ان لمحات میں جب سیکورٹی کے تمام افراد اور یہاں موجود دیگر مسافر یہ تماشہ دیکھ رہے تھے۔ ایک نوجوان جس کے ہاتھ میں چھوٹا سا بیگ اور بریف کیس موجود تھا کاؤنٹر پر پہنچ گیا۔

کاؤنٹر پر موجود عراقی ائیر لائن کے ملازم کو اس نے مسکرا کر مخصوص انداز سے سلام علیکم کہا اور اپنا پاسپورٹ اور ٹکٹ اس کے سامنے رکھ دیئے۔

''ٹھیک ہے۔'' کاؤنٹر سے جواب ملا۔

کاؤنٹر پر موجود ذمہ دار نے اس کا بیگ چیک ان کرنے میں بہت پھرتی کا مظاہرہ کیا

Scanned by iqbalmt

Scanned by iqbalmt

تھا۔

باقی سب کچھ تو معمول کے مطابق تھا۔

لیکن.....!

غیر معمولی بات صرف یہ تھی کہ کاؤنٹر سے نہ تو اس مسافر کو "بورڈنگ کارڈ" جاری ہوا تھا نہ ہی سامان کی کلیرنس کا سٹکر۔ یہ سامان اس سے پہلے والے مسافر کے کھاتے میں ڈال دیا گیا تھا اور سٹکر کاؤنٹر کلرک نے اپنے پاس رکھ لیا تھا۔

یہ پراسرار مسافر ابواحمد تھا۔

اس بیگ میں عراقی حکومت کا انتہائی اہم سامان موجود تھا۔

یہ سامان کسی مسافر کے بغیر سفر کر رہا تھا۔

عین ان لمحات میں جب ابواحمد کے نام سے سفر کرنے والے ایک اور خود ساختہ "عراقی مسافر" کو برطانوی انٹیلی جنس نے اپنے گھیرے میں لے کر اس پر سوالات کی بوچھاڑ کر رکھی تھی۔

ابواحمد چپ چاپ ٹرمینل سے باہر آ گیا۔

وہ یہاں صرف سامان پہنچانے آیا تھا اور اسی نام کے ایک اور عراقی انٹیلی جنس کے پاسپورٹ ہولڈر نے اس ڈرامے میں خصوصی پارٹ ادا کیا تھا۔

اصلی ابواحمد کی روانگی کے چند منٹ بعد برطانوی انٹیلی جنس نے "نقلی ابواحمد" کو بھی کلیئر کر دیا جس نے یہ ثبوت فراہم کر دیا تھا کہ جس ابواحمد کی تلاش برطانوی انٹیلی جنس کو ہے یہ وہ شخص نہیں ہے۔

"میرے خیال سے مجھے یہ آخری چیکنگ سمجھنی چاہئے۔" مسافر نے طنزیہ لہجے میں اپنا پاسپورٹ برطانوی آفیسر کے ہاتھ سے تھامتے ہوئے کہا۔

"شکریہ آپ کو جو تکلیف پہنچی اس پر ہم معذرت خواہ ہیں۔"

برطانوی آفیسر نے روایتی انگریزوں کی روایات کو برقرار رکھا تھا۔

O

سکاٹ لینڈ یارڈ اور ایم آئی سکس کے درمیان باقاعدہ محاذ آرائی کا آغاز ہو گیا تھا۔

سکاٹ لینڈ یارڈ بضد تھی کہ ایڈنبرا' گلاسکو اور مانچسٹر کی تین الگ الگ الیکٹریکل پارٹس

تیار کرنے والی فرموں سے بڑی ہوشیاری کے ساتھ ایسے آلات کی خریداری کی گئی ہے جو ایٹمی اسلحے کی تیاری میں استعمال ہو سکتے ہیں۔

سوال یہ پیدا ہوتا تھا کہ انہیں زمین کھا گئی یا آسمان نگل گیا!

عراقی ایئر لائن کی جس پرواز پر یہ سامان لے جانے کا عندیہ ظاہر کیا گیا تھا۔ اس میں کوئی بھی سامان "چیک ان" ہونے سے پہلے جس سائفر مشین سے گزارا جاتا تھا۔ اس پر برطانوی سیکورٹی کا کنٹرول تھا۔

سوائے ان مسافروں کے جو اپنے عزیز و اقرباء کو چھوڑنے آئے تھے اور جن کے ہاتھوں میں معمولی قسم کے ہینڈ بیگ تھے۔ ان کا سامان اس لئے چیک نہیں ہوا تھا کہ انہیں صرف لاؤنج میں جانا تھا۔ جہاز میں سوار نہیں ہونا تھا۔

کہیں ان رخصت کرنے والوں میں سے کوئی شخص وہ سامان اندر تو نہیں لے گیا.....

کیپٹن فلپ جس کے ذمے یہ آپریشن تھا' نے اپنا عندیہ ظاہر کیا۔

"اگر ایسا ہوا بھی ہے تو کچھ نہیں کر سکتے۔ برطانوی قوانین کی رو سے ہم کسی کی پرائیویسی کو ڈسٹرب نہیں کر سکتے۔ یہاں آنے والے ہر شخص کو اگر تلاشی دینے کا حکم دیا جاتا تو اب تک حکومت پر کروڑوں پاؤنڈ ہرجانہ ادا کرنے کے کیس بن چکے ہوتے

"جناب والا! ہم صرف اس پرواز کے مسافروں کو چیک کر سکتے تھے اور وہ بھی ہم نے خلاف معمول کیا اپنی مشین سے الگ سے ان کا جائزہ لیا..... کوئی سامان سائفر مشین سے گزرے بغیر جہاز میں چیک ان نہیں ہوا"..... اس کے ماتحت نے جواب دیا۔

"بہر حال یہ تو آنے والا وقت ہی بتائے گا"..... سکاٹ لینڈ یارڈ کے نمائندے نے طنز کی..... "کہ کون غلط تھا اور کون صحیح۔ ہم سوائے آپس کی بحث کے اور کچھ نہیں کر سکتے۔"

یہ لوگ ایک خصوصی سیکورٹی میٹنگ میں موجود تھے جس کا اہتمام برطانوی وزارت دفاع نے کیا تھا۔

آٹھ دس روز تک یہ بحث جاری رہی۔

جو دعویٰ سکاٹ لینڈ یارڈ کا تھا وہ برطانوی ملٹری انٹیلی جنس کے لئے قابل قبول نہیں تھا۔ معاصرانہ چپقلش یوں تو پیشہ ور اداروں کے درمیان موجود رہتی ہے لیکن برطانوی حکومتی

Scanned by iqbalmt

Scanned by iqbalmt

ادارے اس سے قدرے محفوظ تھے۔اس کی وجہ ان کا ڈسپلن سے متعلق مخصوص رویہ تھا۔

یہ شاید پہلا سنگین نوعیت کا واقعہ تھا۔

پندرہ روز بعد اس قصے کو سی آئی اے نے نمٹا دیا۔

سی آئی اے کی طرف سے باقاعدہ برطانوی حکومت کو مطلع کر دیا گیا کہ عراق نے لندن سے سمگل شدہ سامان کی مدد سے انتہائی خطرناک توپ بنانے میں کامیابی حاصل کر لی ہے۔ اس توپ کے ذریعے عراقی حکومت اپنے ہمسایوں خصوصاً اسرائیل کے لئے مستقل خطرہ بن گئی ہے۔

یہ انتہائی اہم خبر سی آئی اے کے اس سیٹلائیٹ نے حاصل کی تھی جو عراق کے سر پر مسلط تھا اور جس کی یہ خصوصی ڈیوٹی تھی کہ وہ مسلمان ممالک کی دفاعی تنصیبات پر مستقل نظر رکھے۔

برطانوی حکومت کے لئے یہ بات باعث ندامت تھی کہ اطلاع موصول ہونے کے باوجود وہ لوگ اس سمگلنگ کو نہ روک سکے۔

''موساد'' اور ''سی آئی اے'' کی مشترکہ مساعی نے یہ بات بھی بعد میں ثابت کر دی کہ جس پرواز کو خصوصاً انٹیلی جنس نے چیک کیا تھا اسی کے ذریعے یہ سامان بغداد پہنچایا گیا۔

اس واقعے کے بعد سے برطانوی حکومت نے عراقی ایئر لائن کو مستقل ''ریڈ لائن'' کر دیا.....اب عراقی ایئر لائن سے دشمن ایئر لائن کا برتاؤ ہونے لگا تھا اور برطانوی حکومت اپنے تمام اصول اور آدرش بالائے طاق رکھ کر عراقی ایئر لائن کو ہراساں کرنے کے لئے لئے ہر ممکن قدم اٹھا رہی تھی۔

انہوں نے عراقی ایئر لائن کو مجبور کر دیا کہ وہ لندن کی طرف اپنی معمول کی پروازوں کی تعداد معمول سے آدھی کر دے۔

ابو احمدان کے لئے ایک لاینحل مسئلہ بن گیا تھا۔

ایک اسرار.....

ایک مستقل دردِ سر.....

کیونکہ برطانوی جانتے تھے کہ اب ''موساد'' ان کی جان کو آ جائے گی اور ''ابو احمد'' کے چکر میں اپنے کئی مذموم مقاصد پورے کر لے گی جب کہ برطانوی حکومت سی آئی اے کے ساتھ ایک معاہدے کے مطابق اسرائیل سے تعاون کی پابند تھی۔

آہنی ہاتھوں کی گرفت

پاکستانی رینجرز کی اس پوسٹ پر آج تک کوئی ایسا قابل ذکر حادثہ نہیں گزرا تھا کہ جس پر یہاں کبھی ایمرجنسی کی سی صورت حال پیدا ہو گئی ہو۔

لیکن.....

آج انسپکٹر ملک کے لئے بڑی حیران کن صورتِ حال پیدا ہو گئی تھی۔اسے کمپنی ہیڈ کوارٹر سے دوپہر کے بعد خصوصی پیغام ملا تھا۔

''دو پیکٹ اس طرف پارسل ہو رہے ہیں۔خصوصی نگرانی بچ کر نہ جانے پائے۔''

یہ تھا وہ پیغام جس نے ساری پوسٹ کو بھونچکا کر رکھ دیا تھا۔

انسپکٹر ملک نے اس پیغام کو اپنے لئے چیلنج سمجھا تھا۔اس نے معمول کی گشت کو بڑھا کر دوگنا کر دیا تھا۔رات کو ڈیوٹی کے بعد آرام کرنے والوں کو دوبارہ سٹینڈ بائی ہونا پڑا تھا اور فوراً وردیاں پہن کر گشت کے لئے تیاری کی ہدایات مل گئی تھیں۔

''گشت مسلسل جاری رہے دن کو بھی۔اس بات کا خاص خیال رکھنا کہ آج سے تمہارے لئے دن اور رات میں کوئی فرق نہیں ہونا چاہئے۔دشمن اس صحرائی علاقے میں دن کی روشنی میں بھی فائدہ اٹھا سکتا ہے.....اور میں کسی شرمندگی سے دوچار نہیں ہونا چاہتا۔''

کمپنی کمانڈر نے بریفنگ دیتے ہوئے کہا۔

پیغام کے آدھ گھنٹے بعد کمپنی کمانڈر پندرہ جوانوں کی خصوصی کمک لے کر پوسٹ پر آئے تھے۔اب پوسٹ کی نفری معمول سے دوگنی ہو گئی تھی۔

''ضرور کوئی غیر معمولی بات ہے.....انسپکٹر ملک نے سوچا۔

اس نے احتیاطاً اپنے حوالدار کو اس پیغام کے ساتھ نزدیکی دیہات کی طرف روانہ کیا

Scanned by iqbalmt

Scanned by iqbalmt

تھا کہ جس کسی بھی مشتبہ یا اجنبی شخص کی موجودگی کی اطلاع فوراً پوسٹ پر پہنچائی جائے۔

نزدیک دور کے دیہاتوں میں فیلڈ انٹیلی جنس یونٹ پہلے ہی سے چوکس کر دیئے گئے تھے اور یہاں سے شہر کی طرف جانے والے راستوں پر کڑی نگرانی رکھی جا رہی تھی۔ بس سٹینڈ' ریلوے سٹیشن' تانگہ سٹینڈ اور سرحد سے شہر کی طرف جانے والے پکے راستوں پر انٹیلی جنس کے سفید پوشوں کا جال بچھا دیا گیا تھا۔

اتنی تیزی سے اس نوعیت کا اقدامات ملک نے پہلی مرتبہ دیکھے تھے۔ اس بات کا علم تو اسے بہت بعد میں ہوا کہ بھارتی انٹیلی جنس ''را'' میں موجود پاکستانی ایجنٹ نے یہ اہم اطلاع پہنچائی تھی کہ دشمن کے پانچ انتہائی چالاک اور خطرناک ایجنٹ ایک گھناؤنے اور تباہ کن منصوبے کے ساتھ پاکستانی سرحد میں داخل ہوں گے اور اس بات کے امکانات بہت زیادہ تھے کہ سرحد' راجستھان کے اس بارڈر سے پار کی جائے گی جس کی نشاندہی کی گئی تھی۔

O

سرِ شام ہی بادل منڈلانے لگے تھے۔ جانے کب سے اس علاقے کے مکینوں کی آنکھیں بادلوں کی شکل دیکھنے کو ترس گئی تھیں اور ان کی مراد اس وقت بر آئی تھی۔ جب ملک کے لئے امتحان کی گھڑی تھی۔

اس نے اپنی پوسٹ کے جوانوں سے کہا تھا کہ یہ ''مثالی پوسٹ'' ہے جس کی تاریخ بڑی شاندار ہے۔ آج تک سمگلنگ کا مال بھی اس طرف سے نہیں گزر سکا اور سمگلر بھی ادھر کا رخ کرتے گھبراتے تھے۔ پوسٹ کا یہ اعزاز برقرار رہنا چاہئے۔

انسپکٹر ملک کو رینجرز نے یقین دلایا تھا کہ وہ اپنی جان کی بازی لگا کر بھی دشمن کی چال کو ناکام بنا دیں گے۔

تھوڑی دیر بعد مینہ برسنے لگا۔

صحرا کی رات آہستہ آہستہ راجستھان کی سرحد پر اپنے پر پھیلانے لگی تھی۔ رینجرز کے جوانوں نے معمول کے کینوس کے جوتے پہن رکھے تھے اور برساتیاں اوڑھ کر وہ گیلی ریت میں گشت کر رہے تھے۔

مسلسل بارش سے ان کے قدم ریت میں دھنس رہے تھے۔

لیکن.....

ان کا مورال آج بھی آسمان کی بلندیوں کو چھو رہا تھا کہ ان کا کمپنی کمانڈر پوسٹ کمانڈر انسپکٹر ملک گشت میں ان کے ساتھ تھا۔

صحرا کی بھیگی رات کا اسرار گہرا ہو رہا تھا۔

بادلوں کی یلغار شمال سے جنوب کی سمت ہو رہی تھی۔ جب اچانک تیز ہوائیں چلنے لگیں۔

بارش اب معمول کی بجائے ساون بھادوں کی بارش کا روپ دھارنے لگی تھی۔ پانی کی بوچھاڑ تھی جو آہنی عزائم رکھنے والے رینجرز کے منہ پر زناٹے کی طرح لگتی۔ ریتلے میدانوں میں پہرہ دینے والے جانباز موسمی عذاب ناکیوں سے بے خطر کھلی آنکھوں کے ساتھ اپنے فرائض انجام دے رہے تھے۔

رات ایک پہر آگے بڑھتی تھی جب ایک درخت کے تنے سے لگے انسپکٹر ملک کے ''وا کی ٹا کی'' سیٹ نے مخصوص سگنل دیا۔

''یس.....'' اس نے سیٹ منہ کے نزدیک لا کر سرگوشی کی۔

''سر! میری طرف غیر معمولی نقل و حرکت ہوئی ہے۔ سپاہی کرم داد نے تازہ قدموں کے نشانات دیکھے ہیں''..... حوالدار مہربان خان اس سے مخاطب تھا۔

''شاباش قدموں کا تعاقب کرو۔ ہوشیاری سے' میں عقب سے آتا ہوں۔ اب سیٹ پر صرف سگنل دینا ہے۔ بات نہیں کرنی۔''

انسپکٹر ملک نے ہدایات دے کر سیٹ آف کر دیا۔

O

پوسٹ پر موجود کمپنی کمانڈر کو اس نے ایک مخصوص علاقے کی نشاندہی کرتے ہوئے اس طرف سے ملنے والا پیغام پہنچا دیا تھا اور یہ بھی بتا دیا تھا کہ وہ خود اس طرف جا رہا ہے۔

''ویل ڈن..... ہوشیاری سے''..... کمپنی کمانڈر نے ہدایت دی۔

''او کے سر.....''

ملک نے اپنے تینوں جوانوں کو اپنے پیچھے آنے کا اشارہ کیا۔ وہ اپنے حوالدار کے

Scanned by iqbalmt

Scanned by iqbalmt

بتائے ہوئے مقام کی طرف ایک لمبا چکر کاٹ کر اس طرح جا رہا تھا کہ اس طرف سے آنے والوں کو عقب سے گھیرے میں لے سکے۔

ان لوگوں نے بطورِ احتیاط اونٹوں کے بجائے پیدل سفر کرنے کو ترجیح دی تھی۔

بارش میں وہ قریباً بھیگ رہے تھے۔

ان کا ایک ایک قدم مَن مَن کا بوجھل ہو رہا تھا۔

لیکن.....!

ایک جنون تھا کہ ان کو جانب منزل گامزن کئے ہوئے تھا۔

یہ احساس کہ دشمن کے کچھ ایجنٹوں کے ناپاک قدم ان کی مقدس سرزمین پر پڑنے والے ہیں ان کے لئے کسی تازیانے سے کم نہیں تھا۔

''شاباز! سنبھل کر، ہوشیاری سے''.....انسپکٹر ملک رک کر ان کا حوصلہ بڑھاتا۔

کمپنی کمانڈر نے اس سمت موجود دوسری دفاعی لائن کو چوکس کر دیا تھا اور وہ لوگ بھی بے چینی سے اپنے مہمانوں کے منتظر تھے۔

آدھ گھنٹہ انہیں ہو گیا تھا۔

ان کے سانس پھولنے لگے تھے۔

لیکن.....

قدموں کی مضبوطی تازہ دم تھی۔ اپنے انسپکٹر کے تعاقب میں وہ سائے کی طرح آواز نکالے بغیر آگے بڑھ رہے تھے۔

اب قدرے پختہ زمین آنے کے سبب ان کے قدموں کو کچھ سکون ملنے لگا تھا۔ اچانک ہی انہیں زمین پر اپنے راہبر کی تقلید میں پاؤں کے بل بیٹھ جانا پڑا۔

اندھیرے میں انہوں نے اپنے انسپکٹر کو اپنے ہاتھ کے اشارے سے مخصوص پوزیشن کا اشارہ کرتے دیکھا۔ تینوں جانباز ایک دوسرے سے چند گز کے فاصلے پر دائرے کی صورت میں بیٹھ گئے۔

روانگی پر ہی انہوں نے اپنی بندوقیں فائرنگ پوزیشن میں کر لی تھیں۔ بارش کا زور رینجرز کے آہنی ارادوں کے سامنے دم توڑنے لگا تھا۔

اب تیز بارش ختم ہو گئی تھی اور کبھی کبھی اکا دکا بوندیں ہی برس رہی تھیں۔ ان کے سروں پر رکھی پلاسٹک میں لپٹی ٹوپیوں سے سرکتا پانی ان کے سامنے اور آنکھوں میں بار بار آ رہا تھا۔ جسے اپنی لمبی قمیضوں کی آستینوں سے صاف کرنے کے سوا اور کوئی چارہ نہیں تھا.....!

اچانک ان تینوں کے جسموں میں جیسے کرنٹ دوڑ گیا ہو۔ انہوں نے اپنی ساری سروس اپنی سرحدوں پر پہرہ دیتے گزاری تھی۔

رات کا اندھیرا ان کے لئے کبھی صبح کے اجالے سے مختلف نہیں رہا تھا۔ زمین ہی کیا وہ فضا میں بھی رات کو ہونے والی معمولی تبدیلی کو سونگھ لیا کرتے تھے۔

زمین پر فاصلے سے آنے والے قدموں کی دھمک ان کے حساس کانوں نے سن لی تھی جس کا مطلب تھا کہ اس طرف کوئی غیر معمولی نقل و حرکت ہو رہی ہے۔

ان کے راہبر انسپکٹر ملک نے ہاتھ کے مخصوص اشارے سے انہیں دشمن کے سر پر آ جانے کی اطلاع دی اور خود زمین پر لیٹے لیٹے ایک طرف سرکنے لگا۔

چند سیکنڈ کے اندر اندر انہوں نے آنے والوں کو گھیرے میں لینے کے لئے مخصوص پوزیشن لے لی تھی۔

بنگالیوں کا یہ قافلہ جو چھ افراد پر مشتمل تھا بڑے اطمینان سے اس طرف آ رہا تھا۔ جب اچانک ''ہالٹ'' کی آواز پر ان کے قدم جم گئے۔

اچانک ہی چار ٹارچیں روشن ہوئیں اور انہوں نے خود کو گھیرے میں دیکھ لیا تھا۔

''خبردار! اپنی جگہ سے جنبش نہیں کرنا ورنہ گولی مار دی جائے گی''.....انسپکٹر ملک کی گونج دار آواز سنائی دی۔

حوالدار مہربان خان اور اس کے تینوں ساتھی بھی وہاں پہنچ چکے تھے۔

چھ نو گرفتاروں کو اس نے مہربان کی حفاظت میں پوسٹ کی طرف روانہ کر دیا اور خود پہرے پر ڈٹ گیا۔

انسپکٹر ملک نے تب یہی سمجھا تھا کہ یہ بے چارے ستم زدہ بنگالی مسلمان ہیں جو آئے روز بنگلہ دیش سے بھاگ کر آتے اور اس طرف بھارتی سمگلروں کو زندگی بھر کی پونجی سونپ کر سرحد عبور کرتے ہیں۔ اس کا یہی خیال تھا کہ یہ وہ لوگ ہیں جن کے لئے اتنا بڑا اہتمام کیا گیا ہے۔

Scanned by iqbalmt

Scanned by iqbalmt

چھ مظلوم بنگلہ دیش والوں کا یہ قافلہ کڑی نگرانی میں پوسٹ پر پہنچا دیا گیا۔ کمپنی کمانڈر نے ایک نظر ان سب کا جائزہ لیا پھر اس قافلے کے سربراہ کو علیحدہ لے گیا۔

''آپ کا نام؟'' اس نے بوڑھے بزرگ سے پوچھا۔

''شمس الدین۔'' بزرگ نے سہم کر جواب دیا۔

پندرہ بیس منٹ تک کمپنی کمانڈر اس سے مختلف سوالات کرتا رہا۔ اس درمیان اس نے بوڑھے شمس الدین کو چائے بھی پلائی اور پندرہ منٹ بعد بالآخر اسے اپنے کام کی بات مل گئی۔

بوڑھے شمس الدین نے بتایا کہ وہ پانچ آدمی ہیں۔ ان کے بیوی بچے ایک ماہ پہلے سرحد عبور کر چکے ہیں اور یہ چھٹا آدمی ان کے ساتھ بھارت سے شامل ہوا تھا۔

انہوں نے بتایا کہ اجمیر شریف کی درگاہ پر وہ لوگ پناہ لئے ہوئے تھے جب ایک روز یہ شخص جس نے اپنا نام مومن خان بتایا ان کے پاس آیا۔ اس نے ان لوگوں سے کہا کہ بہت عرصہ پہلے اس نے بنگلہ دیش کی سرحد عبور کی تھی اور روزی کمانے کے لئے بھارت آیا تھا۔ اس دوران اسے اطلاع ملی کہ اس کا بیٹا اور بیٹی بھی کسی طرح پہنچنے میں کامیاب ہو گئے ہیں۔ اس نے ان لوگوں سے کہا تھا کہ اب وہ بھارت میں ایک پل بھی نہیں رہنا چاہتا اور اپنے بیٹے بیٹی سے ملنے جا رہا ہے جو کراچی میں کہیں قیام پذیر ہیں۔

''ہم نے سرحد بھی اس شخص کی مدد سے عبور کی ہے۔ وہی جانے کہاں سے ایک آدمی کو لے آیا تھا جو ہم جیسے بدقسمتوں کو سرحد عبور کرواتے ہیں۔ مومن خان کی سفارش پر اس آدمی نے ہم سے فی کس صرف پانچ سو روپیہ لیا تھا ورنہ تو وہ ایک ایک آدمی کے دو دو ہزار روپے لیتے ہیں۔''

بوڑھے شمس الدین نے بالآخر اپنی بپتا مکمل کی۔

کمپنی کمانڈر کچھ دیر کے لئے سوچ میں پڑ گیا۔ اسے دال میں کالا دکھائی دے رہا تھا۔ اس کا دل گواہی دے رہا تھا کہ اس قافلے میں کم از کم ایک شخص ایسا موجود ہے جو ان کے مطلوبہ لوگوں کی فہرست میں شامل ہے اور یہ شخص مومن خان ہے۔

O

''مومن خان کو لے آؤ''..... اس نے اچانک ہی کچھ سوچ کر اپنے جوانوں کو حکم دیا۔

تھوڑی دیر بعد بنگالی نقش و نگار رکھنے والے سانولے رنگ اور مضبوط جسم کا نوجوان اس کے سامنے

موجود تھا۔

''تمہارا نام مومن خان ہے.....'' کمپنی کمانڈر نے اس کی طرف دیکھ کر طنزاً کہا۔

''مومن میاں سرکار''..... جواب ملا۔

''کہاں کے رہنے والے ہو؟''

''دیناج گنج کے۔''

''ظاہر ہے وہاں تمہارے بہت سے رشتہ دار بھی ہوں گے۔''

''سرکار اگر کوئی ہمارا ہوتا تو اس طرح در بدر دھکے نہ کھاتے' ہم تو خدا کے بعد پاکستان کو اپنا ملک جان کر یہاں آ گئے ہیں۔ سرکار ہم تو اول دن سے پاکستانی ہیں۔''

اس کی زبان قینچی کی طرح چلنے لگی تھی۔ اس نے مسلسل بولنے کی جیسے مشق کی ہوئی تھی۔ وہ اپنے والدین کی پاکستان اور مسلم لیگ کے لئے خدمات کا ذکر بار بار کرتے ہوئے مجیب الرحمٰن کو مسلسل گالیاں دے رہا تھا جس نے مشرقی پاکستان کو بنگلہ دیش بنا دیا۔

''میرے خیال سے تم ٹھیک کہہ رہے ہو اور تمہارے جیسے لوگ تو ہمارے خصوصی سلوک کے مستحق ہیں آؤ میرے ساتھ۔''

اچانک ہی کمپنی کمانڈر کسی فیصلے پر پہنچ گیا تھا۔

اس نے اپنے جوانوں کو حکم دیا کہ مومن میاں کی آنکھوں پر پٹی باندھ کر اس کے دونوں ہاتھوں میں ہتھکڑی ڈال کر اسے دو سپاہیوں کی حفاظت میں اس کی جیپ میں بٹھا دیا جائے۔

مومن میاں کے چہرے پر ایک لمحے کے لئے تغیر پیدا ہوا لیکن وہ بہت مضبوط آدمی معلوم ہوتا تھا۔ دوسرے ہی لمحے وہ سنبھل گیا۔

''جیسے آپ کی مرضی سرکار!'' اس نے ہاتھ جوڑتے ہوئے کہا۔

O

سپیدہ سحر نمودار ہو رہا تھا جب کمپنی کمانڈر نے مومن میاں کو اپنی جیپ میں بٹھایا۔ دو رینجرز نے اسے اپنے درمیان بٹھا کر اپنی گرفت میں لیا ہوا تھا۔

بھیگی رات کے پہلو سے زرد سورج انگڑائیاں لیتا نمودار ہو رہا تھا جب وہ مومن میاں سمیت کمپنی ہیڈ کوارٹر میں داخل ہوا۔

Scanned by iqbalmt

Scanned by iqbalmt

صبح سے رات تک رینجرز انٹیلی جنس کے جوان اس کی تفتیش کرتے رہے لیکن کیا مجال جو مومن میاں ٹس سے مس ہوا ہو۔ اس درمیان انہوں نے اپنی دانست میں اس پر تمام حربے آزما لئے تھے اور اب کمپنی کمانڈر کو رپورٹ کرنے جا رہے تھے۔

''سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ یہ شخص جھوٹ بول رہا ہے۔'' کمپنی کمانڈر اپنی بات پر قائم تھا۔

''سر! ہم نے ہر حربہ آزما لیا ہے۔'' جواب ملا۔

''بہر حال میں اسے آرمی انٹیلی جنس کے لوگوں کو سونپ رہا ہوں۔ میرا دل گواہی دے رہا ہے کہ یہ خطرناک آدمی ہے۔ ان لوگوں کے پاس اصلیت اگلوانے کے لئے شاید بہتر طریقے موجود ہوں۔''

یہ کہتے ہوئے کمپنی کمانڈر نے مقامی انٹیلی جنس یونٹ کے میجر صاحب سے رابطہ قائم کیا۔

شام ڈھل رہی تھی جب مومن میاں کو آرمی انٹیلی جنس کے فیلڈ یونٹ کے سپرد کیا گیا اور صبح ڈھلنے سے پہلے اس نے اپنی اصلیت بیان کر دی۔

O

اس کا نام شام کمار تھا.....!

اور وہ بھارتی انٹیلی جنس ''را'' کا تربیت یافتہ ایجنٹ تھا۔ جو اس سے پہلے دنیا کے بیشتر ممالک میں جاسوسی کارروائیاں اور کئی کامیاب آپریشن کر چکا تھا۔

شام کمار نے بتایا کہ اس کے ساتھیوں کی تعداد پانچ ہے۔ اس سے پہلے ان کے پانچ ساتھی جن میں تین عورتیں اور دو مرد شامل ہیں' اسی طرح مظلومیت کا روپ دھار کر اور دوسرے طریقوں سے پاکستان میں داخل ہو چکے ہیں۔

آج رات بھی پاکستان کی مختلف سرحدوں سے ان پانچ آدمیوں نے سرحد عبور کی تھی۔ یہ اس کی بدقسمتی ہے کہ وہ پکڑا گیا۔ اس نے اپنی گرفتاری کا سبب پاکستان انٹیلی جنس کے بجائے اپنی بدبختی کو قرار دیا اور بتایا کہ اس کے دو ساتھی اس سے پہلے اسی بہروپ میں پاکستان پہنچ چکے ہیں جبکہ جن قافلوں کے ساتھ وہ پاکستان میں داخل ہوئے وہ قافلے پکڑے بھی گئے تھے۔

شام کمار نے بتایا کہ اس نے بہت سوچ بچار کے بعد ہی یہ طریقہ اختیار کیا تھا' حالانکہ وہ اگر چاہتا تو بذریعہ پاسپورٹ پاکستان میں داخل ہوتا اور پھر آسانی سے غائب ہو سکتا تھا۔ اسی طریقے پر عمل کرتے ہوئے ان کے درجنوں ساتھی اس سے پہلے پاکستان پہنچ چکے ہیں اور کامیابی سے اپنے فرائض ادا کر رہے ہیں۔

شام کمار نے پاکستانی حکام کو بتایا تھا کہ دس بھارتی جاسوسوں کا یہ ٹولا جس میں تین خوبصورت لڑکیاں بھی شامل ہیں' انتہائی خاص مشن پر پاکستان آیا ہے.....!

اس کا کہنا تھا کہ اس مشن میں بھارتی حکومت کے علاوہ ایک اور غیر ملکی حکومت بھی بہت دلچسپی لے رہی ہے۔

لیکن.....

وہ اس حکومت کا نام نہیں بتا سکتا کیونکہ اسے اس کا علم ہی نہیں۔ اس نے بتایا کہ وہ لوگ پاکستان کی ایٹمی تنصیبات کو (خاکم بدہن) تباہ کرنے کا مشن لے کر آئے ہیں اور پاکستان میں موجود غیر ملکی سفارت خانوں میں سے کسی ایک میں موجود ماہرین نے انہیں کنٹرول کرنا تھا۔

اس نے پاکستانی حکام کو صاف صاف بتا دیا تھا کہ اسے نہ تو منصوبے کی تفصیلات کا علم ہے نہ ہی اس سفارت خانے کا جس سے انہیں مدد ملنی تھی۔

اسے یہ بھی علم نہیں کہ بھارت کے علاوہ وہ کون سی غیر ملکی طاقت ہے جس کی مدد سے بھارتی حکومت نے یہ خطرناک منصوبہ تیار کیا ہے..... اس کا خیال تھا کہ پاکستانیوں کی سوچ کے مطابق وہ ملک اسرائیل ہی ہو سکتا ہے۔

لیکن.....

یہ مشن اتنا خفیہ رکھا گیا تھا کہ اسرائیل کا نام بھی انہیں نہیں بتایا گیا تھا ان لوگوں کو بھارت میں ایٹمی تنصیبات کو تلاش کرنا' ان تک پہنچنا اور انہیں تباہ کرنے کی خصوصی تربیت دی گئی ہے۔

اس تربیت کی نگرانی غیر ملکی کرتے تھے جن کی شہریت کا اسے علم نہیں۔ ان سب لوگوں کو الگ الگ ٹھکانوں پر پہنچنا تھا جہاں ان کے ساتھ بھارتی انٹیلی جنس خود ہی رابطہ کرتی اور انہیں اگلی ہدایات پہنچائی جاتیں۔

Scanned by iqbalmt

Scanned by iqbalmt

مشن اتنا خفیہ تھا کہ ''متعلقہ شخص'' کو ''متعلقہ معلومات'' تک محدود رکھا گیا تھا۔ ان میں شاید کوئی بھی ایسا ایجنٹ نہیں تھا جسے تمام منصوبے کا علم ہو۔ ان لوگوں نے الگ الگ قسم کی تربیت حاصل کی تھی اور دوران تربیت بھی انہیں ایک دوسرے سے الگ رکھا گیا تھا۔

ان سب کے ''کورنام'' اور ''کورشناختیں'' تھیں۔

اس نے کراچی پہنچ کر لندن میں ایک نمبر پر ٹیلی فون کرنا تھا۔ وہاں اپنے بخیریت پہنچنے کی اطلاع دے کر ان لوگوں کو یہاں اپنے ایڈریس سے مطلع کرنا تھا۔ جس کے بعد وہ خود ہی اس سے رابطہ قائم کرتے۔

شام کمار نے پاکستانی انٹیلی جنس کو صاف صاف کہہ دیا تھا کہ اس سے زیادہ نہ اسے کسی بات کا علم ہے اور نہ ہی وہ ان کی اس سے زیادہ مدد کر سکتا ہے۔ اس نے کہا تھا کہ اگر اس کے جسم کا بند بند بھی الگ کر دیا جائے تب بھی ان لوگوں کو اتنی ہی معلومات حاصل ہوں گی۔

''اول تو آپ لوگوں کو میرا شکر گزار ہونا چاہئے کہ میں نے بغیر کسی تکلیف میں ڈالے آپ کو اپنے حصے کی تمام معلومات منتقل کر دی ہیں۔ اگر آپ کو میرے بیان پر یقین نہیں آ رہا تو شوق سے آپ جو بھی طریقہ چاہیں آزما دیکھیں۔ یہ بات میں آپ کو بتا دوں کہ بہرحال آپ کو ناکامی ہوگی۔''

وہ بڑا مطمئن اور پراعتماد دکھائی دے رہا تھا۔

جیسے یہ گرفتاری بھی اس کے مشن ہی کا ایک حصہ رہا ہو۔

پاکستان انٹیلی جنس کے ذمہ داروں نے آنکھیں بند کر کے اس کے بیان پر یقین نہیں کر لیا تھا۔ انہوں نے واقعی شام کمار کے جسم کی بوٹی بوٹی الگ کر کے دیکھ لی تھی۔

ماہرین نفسیات سے ''پولی گراف مشین'' (جھوٹ پکڑنے والی مشین) تک ہر مرحلے سے اسے گزارا گیا تھا۔

لیکن.....

نتیجہ وہی ڈھاک کے تین پات۔

پندرہ روز کی مسلسل تفتیش کے بعد وہ لوگ اس نتیجہ پر پہنچے تھے کہ شام کمار کے پاس اتنی ہی معلومات تھیں جو اس نے مار کھائے بغیر مہیا کی تھیں۔

لندن کا ایک ٹیلی فون نمبر ضرور تھا جو اس سے حاصل ہوا تھا لیکن وہ بھی تفتیش کے دسویں دن اور اس بات کے امکانات اب باقی نہیں رہے تھے کہ اس فون نمبر پر متعلقہ ''رابطہ'' موجود رہا ہو۔

بہرحال ان کے پاس کام کی صرف یہی اطلاع تھی۔

O

یہ پاکستان انٹیلی جنس کی صلاحیتوں کا امتحان تھا کہ وہ ایک غیر ملکی فون کا سہارا لے کر کس طرح دشمن کی شہ رگ تک پہنچی ہے۔

اگلے ہی روز ''آئی ایس آئی'' کے دو مایہ ناز آفیسر اس خصوصی مشن پر لندن کی طرف محو پرواز تھے۔

ان کے دلوں میں ایک ہی عزم تھا۔

دشمن کے خوفناک منصوبوں کو جان لینے کا عزم.....

دشمن کو اس کے گھناؤنے منصوبوں سمیت نیست و نابود کر دینے کا عزم۔

اور.....

یہ اعتماد کہ وہ دشمن سے بہت کم وسائل رکھنے کے باوجود اپنے زور بازو اور اللہ تعالیٰ کی خصوصی معاونت اور مدد کے سہارے دشمن کو کسی بھی میدان اور محاذ پر شکست فاش دینے کا حوصلہ رکھتے ہیں۔

''خدا تمہارا حامی و ناصر ہو..... اس بات کو کبھی نہ بھولنا کہ دشمن بڑے گھناؤنے منصوبے کے ساتھ میدان میں اترا ہے..... تمہارے چاروں طرف دشمن کے مددگار ہوں گے۔ تمہاری مدد صرف اللہ تعالیٰ کریں گے یا پھر تمہارا مصمم ارادہ۔''

دمِ رخصت پاکستان انٹیلی جنس کے ڈائریکٹر نے انہیں ہدایت اور دعا دی۔

رات کے اندھیرے میں جب ان کا جہاز فضاؤں کا سینہ چیرتا لندن کی طرف محو پرواز تھا تو انٹیلی جنس ڈائریکٹر خدا کے حضور سجدہ ریز ہو کر گڑگڑاتا ہوا ان کے مشن کی کامیابی کے لئے دعا گو تھا.....!

''را'' میں موجود ان کے خصوصی ذرائع نے اطلاع دی تھی کہ یہ بھارت اور اسرائیل کا

Scanned by iqbalmt

Scanned by iqbalmt

مشترکہ منصوبہ ہے۔دشمن کا نشانہ پاکستان کا پرامن ایٹمی پروگرام تھا۔

یہ ایٹمی پروگرام جو دشمن کی آنکھ میں کانٹے کی طرف کھٹک رہا تھا' پاکستان ہی کی نہیں عالم اسلام کی امید تھا۔

ساری دنیا کے مسلمان اس کی کامیابی کے لئے خدا سے رو رو کر التجائیں کیا کرتے تھے۔

اس دور میں کہ جب عالم اسلام ہزیمت سے دوچار ہے ایک یہی مملکت خداداد تھی جس سے ساری دنیا کے مسلمانوں کی امیدیں وابستہ تھیں۔

O

اسلام آباد سے روانہ ہونے والی برٹش ایئرویز کی یہ پرواز مانچسٹر سے ہوتی ہوئی ''گٹ وگ'' لندن ایئرپورٹ پر پہنچی تو دوپہر کے دو بج رہے تھے.....!!

دونوں یہاں سیاحت کے ویزے پر آئے تھے اور ان کا ''دوست'' پہلے ہی سے ان کی آمد کا منتظر تھا۔اس نے خان اور بھٹی دونوں کا بڑی گرم جوشی سے خیر مقدم کیا اور انہیں لندن میں اپنی رہائش گاہ پر لے آیا۔

''دوست'' کا قیام لندن کے معروف علاقے اور ایشیائی باشندوں کے گڑھ ''ساؤتھ ہال'' میں تھا اور یہیں سے انہیں مدد بھی میسر آ سکتی تھی۔

انہوں نے اس رات شام کمار سے ملنے والے فون نمبر کے متعلق کمپنی کے کمپیوٹر ریکارڈ تک اپنے ذرائع سے رسائی حاصل کر کے یہ معلوم کر لیا تھا کہ یہ نمبر برمنگھم کا ہے..... جو حال ہی میں گزشتہ تین مہینوں میں اپنے چوتھے مالک کو منتقل کیا گیا ہے.....

''ہمیں فوری طور پر ان چاروں مالکان کے ایڈریس چاہئیں۔جن کے پاس گزشتہ چھ ماہ میں یہ فون نمبر رہا ہے۔اس کے بعد انشاءاللہ ہمارا کام قدرے آسان ہو جائے گا۔''

خان نے مقامی دوست سے کہا۔

''کل صبح یہ کام ہو چکا ہوگا.....'' پراعتماد لہجے میں جواب ملا۔

ساری رات دونوں کروٹیں بدلتے رہے۔

لندن میں وہ پہلی مرتبہ نہیں آئے تھے۔

خان نے تو اپنی تعلیم ہی یہاں مکمل کی تھی۔وہ اس علاقے کے چپے چپے سے آج بھی آشنائی رکھتا تھا۔

ساری رات دونوں حالات کی سنگینی پر غور کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ سے اپنی مدد کی دعائیں مانگتے رہے۔صبح جب وہ نماز پڑھ کر تھوڑی دیر کے لئے لیٹے تو ان کا ''مقامی دوست'' اس پیغام کے ساتھ وہاں سے جا چکا تھا کہ اب اس کی واپسی چاروں ایڈریس کے ساتھ ہی ہوگی.....!

''انشاءاللہ''.....دونوں کے منہ سے بے ساختہ نکلا۔

انہوں نے اپنے لئے ناشتہ خود ہی تیار کیا تھا۔

ناشتہ مکمل کرنے کے بعد وہ بی بی سی کا خبرنامہ دیکھ رہے تھے تب اطلاعی گھنٹی ہوئی۔بھٹی نے دروازہ کھولا تو ''مقامی دوست'' تمتماتے ہوئے چہرے کے ساتھ ''وکٹری'' کا نشان بنائے ان کے سامنے موجود تھا۔

اس نے اپنی جیب سے ایک مڑا ہوا کاغذ نکال کر ان کے سامنے رکھ دیا۔

''ویل ڈن''.....بھٹی نے کاغذ کا پرزہ چوم لیا۔

اس پرزے پر برمنگھم کے چار مختلف ایڈریس لکھے تھے جن کو گزشتہ چھ ماہ کے دوران یہ نمبر الاٹ ہوتا رہا تھا۔

چاروں ایڈریس مسلمان باشندوں کے تھے۔

ان میں ایک بھارتی نژاد اور تین پاکستانی نژاد دوہری شہریت کے حامل تھے۔یہ لوگ لمبے عرصے سے یہاں مقیم تھے۔

آٹھ دن تک بھٹی اور خان ان چاروں سابقہ فون مالکان کی تفصیلات جمع کرتے۔یہ تفصیلات روزانہ شام کو ایک مخصوص وقت پر پاکستان میں ''فیکس'' کر دی جاتیں اور یہ سلسلہ جاری رہا۔

آٹھ دن کے بعد مقامی محبت وطن پاکستانیوں کے تعاون سے جنہوں نے ملک کی خدمت کے لئے دن رات ایک کر دیا تھا بالآخر گوہر مقصود ان کے ہاتھ لگ گیا۔

ایک ہی وقت میں جب وہ لندن میں اپنے کام میں مصروف تھے' پاکستان میں انٹیلی جنس کے پندرہ بہترین دماغ اور ان کے جانثار معاونین کی مختلف ٹیمیں سرگرم عمل رہیں۔جس کے

Scanned by iqbalmt

Scanned by iqbalmt

بعد ہی وہ لوگ کسی نتیجے پر پہنچے تھے۔

دسویں دن دونوں قابل آفیسر کامیابی کے مژدہ کے ساتھ اپنے وطن کی طرف گامزن تھے۔ یہ کامیابی ان کی توقعات سے بڑھ کر تھی۔ یہ فتح تھی اس عزم کی جس پر وہ صدق دل سے کاربند تھے۔

دس دن تک ملک اور بیرون ملک اپنی بہترین توانائیاں بروئے کار لانے کے بعد ''آئی ایس آئی'' نے بالآخر ایک ایسا مشتبہ نام تلاش کرلیا تھا جس کی مدد سے وہ دشمن تک پہنچ سکتے تھے۔

یہ نام تھا.....امداد بھائی۔

امداد بھائی کا تعلق ایک لسانی جماعت سے تھا۔ یہ جماعت زبان اور صوبے کی بنیاد پر انتہا پسندی کو عروج دے رہی تھی اور نوجوانوں کو غلط خواب دکھا کر انہیں ورغلا کر اپنے ساتھ شامل کرنے کے بعد ان کی اس طرح برین واشنگ کی جاتی تھی کہ وہ لاشعوری طور پر ملک دشمن بنتے چلے جارہے تھے۔

امداد بھائی کے پاس دوہری شہریت تھی۔ وہ زیادہ وقت پاکستان میں گزارتے تھے لیکن لندن میں بھی وہ خاصی متمول شخصیت شمار ہوتے تھے۔ پاکستان میں قائم ہونے والی اس لسانی جماعت کی بنیاد بھی ان کے گھر میں ڈالی گئی تھی گو کہ امداد بھائی نے اس لسانی جماعت میں کوئی عہدہ قبول نہیں کیا تھا۔

لیکن.....!

اس ملک کا بچہ بچہ جانتا تھا کہ دراصل اس جماعت کے کرتا دھرتا وہی ہیں یا کم از کم ان کا شمار اس جماعت کے انتہائی اہم لوگوں میں ہوتا تھا۔ شہر کے سفارتی' سیاسی اور معاشرتی حلقوں میں انہیں ہمیشہ سے خاص مقام حاصل رہا ہے۔

پاکستان انٹیلی جنس کے کاؤنٹر سیل نے جلد ہی اس بات کا پتہ چلالیا کہ امداد بھائی کے ہاں گزشتہ دس بارہ دنوں سے زیب نامی ایک لڑکی قیام پذیر ہے جو اپنا تعلق امریکہ سے جوڑتی ہے۔

پاکستان میں قانونی طریقے سے داخل ہونے والوں کے ایک مہینے کے ریکارڈ کا

مسلسل جائزہ لینے کے بعد انٹیلی جنس کی مشترکہ ٹیم جس میں ملک کے بہترین دماغ شامل تھے اس نتیجے پر پہنچی تھی کہ اس نام کی کوئی خاتون قانوناً کم از کم گزشتہ ایک ماہ میں تو پاکستانی سرحد میں داخل نہیں ہوئی۔ پانچ چھ روز تک زیب اور امداد بھائی کی سرگرمیوں پر کڑی نگاہ رکھنے کے بعد وہ لوگ ایک فیصلے پر پہنچنے میں کامیاب ہوچکے تھے۔

O

انسپکٹر نصیب کے لئے یہ تعاقب چیلنج بن چکا تھا۔

زیب کی گاڑی نے اس مرتبہ شہر کی جس آبادی کی طرف موڑ کاٹا تھا وہ اس ماڈرن شہر کا سب سے حساس کنٹونمنٹ ایریا تھا۔

سڑکوں پر ہر طرف سناٹا طاری تھا اور کار مختلف بلاکوں کے سامنے رک رک کر چل رہی تھی شاید اسے کسی خاص نمبر کی تلاش تھی۔ پھر انسپکٹر نصیب نے کار ایک جگہ رکتے دیکھ لی۔

امداد بھائی کا ڈرائیور باہر گاڑی میں بیٹھا رہ گیا اور زیب بڑی بے تکلفی سے دروازہ کھول کر اندر داخل ہوگئی۔

نصیب نے ایک لمحے کے لئے موٹر سائیکل کھڑی کی پھر کچھ سوچتے ہوئے اس کا انجن بند کردیا۔ اب وہ موٹر سائیکل کو اس طرح گھسیٹتا ہوا لا رہا تھا جیسے اس میں کچھ نقص پیدا ہوگیا ہو۔

عین اس کوٹھی کے سامنے جس سے زیب اندر داخل ہوئی تھی وہ رک گیا۔ ڈرائیور کار کا شیشہ کھولے ٹانگیں پسار رہا تھا۔

''بھائی صاحب آپ کے پاس تین نمبر کی چابی ہوگی۔ معاف کیجئے میں اپنی ٹول کٹ گھر بھول آیا ہوں اور مجھے پلگ کھول کر صاف کرنا ہے۔'' اس نے ڈرائیور کو مخاطب کیا۔

''ابے جا بے۔ راستہ ناپ اپنا۔ میں نے کیا ورکشاپ کھول رکھی ہے.....'' ڈرائیور خاصا اکھڑ نظر آتا تھا۔

نصیب نے اس کی بات کا جواب دیئے بغیر موٹر سائیکل آگے بڑھالی۔ اس درمیان اس کی محتاط آنکھوں نے کوٹھی کا نمبر اور اس کے باہر لگی نیم پلیٹ پر لکھا نام بھی پڑھ لیا تھا۔

چند ثانیے تو اس کے دل کی دھڑکن بے قابو ہوگئی۔

یہ کوئی عام سے فوجی آفیسر کا نام نہیں تھا۔

Scanned by iqbalmt

Scanned by iqbalmt

انٹیلی جنس کے ایک اہم ذمہ دار کا نام تھا۔

کرنل آفتاب حال ہی میں ریٹائر ہوئے تھے۔ انہیں بڑی اہم ذمہ داریاں سونپی گئی تھیں۔ وہ ایٹمی پلانٹ کی سکیورٹی پر معمور تھے اور یہ ذمہ داری بہت سوچ بچار کے بعد ہی کسی آفیسر کے سپرد کی جاتی تھی۔ اپنی مدت ملازمت پوری کرنے کے بعد وہ تین چار ماہ پہلے ہی ریٹائر ہوئے تھے۔

''خدا کی پناہ!..... یہ لوگ کہاں تک پہنچ جاتے ہیں۔'' انسپکٹر نصیب نے دل ہی دل میں کہا۔

دو بلاک مزید چلنے کے بعد اس نے موٹر سائیکل سٹارٹ کی اور اب وہ تیز رفتاری سے اس علاقے کی واحد مارکیٹ کی طرف جا رہا تھا جہاں سے فون کر کے اسے تازہ ہدایات حاصل کرنا تھیں۔

''ویل ڈن..... نگرانی پر جمے رہو۔ انسپکٹر شفیع تمہاری جگہ سنبھالنے آ رہا ہے۔ پھر تم وہاں سے ہٹ جانا۔''

ہدایت موصول ہوتے ہی اس نے موٹر سائیکل سنبھالی۔ اب وہ ایک دوسرے راستے سے کوٹھی کے دائیں طرف آ گیا تھا۔ سب کچھ معمول کے مطابق تھا۔ کوئی خاص نقل و حرکت وہاں دکھائی نہیں دے رہی تھی۔

O

پندرہ بیس منٹ بعد انسپکٹر شفیع نے اس کی جگہ سنبھال لی۔ شاید معاملے کی نزاکت کا احساس کرتے ہوئے اس کے آفیسروں نے نگرانی سخت کر دی تھی' کیونکہ انسپکٹر نصیب نے وہاں آفس کی تین چار گاڑیوں کو شفیع کے تعاقب میں آتے دیکھا تھا۔ شاید وہ لوگ زیب کی گاڑی پہچان رہے تھے۔

انسپکٹر نصیب وہاں سے ہٹ گیا تھا۔

زیب دو گھنٹے گزرنے کے بعد باہر آئی تھی۔ اسے دروازے تک چھوڑنے کے لئے کرنل آفتاب خود اس کے ساتھ آئے تھے۔

جیسے ہی زیب کی گاڑی چلی۔ انٹیلی جنس کے مستعد اہلکار اس سے اس طرح چپک گئے

کہ اب ان کی نظروں میں دھول جھونکنا شاید زیب کے ڈرائیور کے لئے ممکن ہی نہیں رہا تھا۔

کرنل آفتاب کے گرد انٹیلی جنس کا گھیرا الگ سے باندھ دیا گیا تھا۔

یہ بات خاص طور سے نوٹ کی گئی تھی کہ زیب نے اس درمیان عموماً ان لوگوں سے ہی ملاقاتیں کیں جن کا ماضی یا حال میں تعلق پاکستان کی ایٹمی پالیسی سے رہا ہے۔

زیب ان لوگوں سے ملاقات کرتی اور اگلے روز وہ امداد بھائی کی سوشل تقاریب میں آنا جانا شروع کر دیتے۔

امداد بھائی کے ہاں عموماً ہر شام کوئی نہ کوئی محفل احباب کی جمی رہتی یا پھر وہ کہیں نہ کہیں رونق محفل ہوتے تھے۔ آج کل ان تمام محافل کی جان ان کی بھانجی زیب بنی ہوئی تھی۔ اب تو وہ بجا طور پر شہر کی ''جان محفل'' کہلانے لگی تھی۔

O

زیب فائیو سٹار ہوٹل کے ڈائننگ روم میں داخل ہو رہی تھی جب اس دروازے سے برآمد ہونے والا ایک نوجوان اچانک اس سے ٹکرا گیا۔

''معاف کیجئے.....'' نوجوان نے جھک کر اسے سہارا دینے کے لئے ہاتھ بڑھایا۔

''کوئی بات نہیں.....'' زیب نے اٹھتے ہوئے کہا۔

ٹکراؤ اتنا زوردار تھا کہ وہ گر پڑی تھی۔

''سر!''

زیب نے اچانک ایک میجر کو دیکھا جس نے فوجی وردی پہن رکھی تھی شاید وہ کسی کام سے ادھر آیا تھا اور اچانک اپنے ''صاحب'' کو دیکھ کر اس نے سلام کر دیا تھا۔

''کدھر بھئی.....'' نوجوان نے میجر کی طرف دیکھا۔

''سر! ایک گیسٹ سے ملنے آیا تھا۔''

''رائٹ.....''

اور میجر چلا گیا.....!

''میں معذرت خواہ ہوں خاتون کہ آپ کو زحمت اٹھانا پڑی۔'' اس نے دوبارہ زیب سے مخاطب ہو کر کہا۔

Scanned by iqbalmt

Scanned by iqbalmt

''جی نہیں کوئی بات نہیں۔''

نوجوان نے اس کے لہجے سے محسوس کرلیا تھا کہ پرندہ جال میں پھنس رہا ہے۔

''میرا نام کرنل عارف ہے''.....اس نے بے تکلفی سے اپنا ہاتھ اس کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

''زیب''.....خاتون نے اس کا ہاتھ گرمجوشی سے دبایا۔

''آیئے ایک کپ چائے ہو جائے۔ اس طرح مجھے کم از کم اطمینان رہے گا کہ آپ نے برا نہیں منایا۔''

''اوہ کیوں نہیں!'' زیب شاید اس موقع کی منتظر تھی۔

تھوڑی دیر بعد وہ ہال کے ایک کونے والی میز پر موجود تھے۔ زیب نے اسے بتایا تھا کہ وہ حال ہی میں اس شہر میں آئی ہے اور کبھی کبھی یہاں کافی پینے چلی آتی ہے۔

''میری بھی پوسٹنگ ہوئے ابھی ایک مہینہ ہوا ہے۔'' نوجوان نے اسے کہا۔

''آپ تو شاید فوجی آفیسر ہیں آپ کے لئے تو یہ کوئی اہم بات نہیں۔ اکثر آپ کا تبادلہ ہوتا رہتا ہے۔'' زیب نے بات بڑھائی۔

''زیب صاحبہ! میرے لئے یہ کوئی ایسی جاب نہیں کہ جس پر خوش ہوا جا سکے۔ کہاں انٹیلی جنس اور کہاں یہ ایٹمی پلانٹ کی نگرانی۔ آپ جانیں اب تنخواہوں میں زندگی کی گاڑی تو چلنے سے رہی۔''

اس نے یہ محسوس کرتے ہوئے کہ زیب انٹیلی جنس کے بچھائے ہوئے جال میں پھنس چکی ہے۔ مزید وقت ضائع کرنا مناسب نہیں جانا۔

آدھا گھنٹہ اکٹھے گزارنے کے بعد عارف زیب کو یقین دلا چکا تھا کہ وہ دولت کا پجاری ہے اور اس کے لئے کچھ بھی کر گزرنے کو تیار ہے۔ اس کے نزدیک وطن پرستی وغیرہ جدید دور میں فضول چیزیں ہیں اور اس مادہ پرست دنیا میں اگر کوئی چیز انسان کو ممتاز کر سکتی ہے تو وہ صرف دولت ہے۔ اس نے زیب کو یہ بھی باور کروا دیا تھا کہ وہ اس میں زیادہ دلچسپی اس لئے لے رہا ہے کہ وہ خوبصورت ہے اور جب بھی اسے کوئی اچھا چانس مل گیا وہ اس ملک ہی سے بھاگ جائے گا۔

زیب نے اسے بتایا تھا کہ وہ امریکہ کی رہنے والی ہے اور ایک ریسرچ سکالر ہونے

کے ناطے پاکستان آئی ہے۔ اسے نے ''امداد بھائی'' کا غائبانہ تعارف عارف سے کرواتے ہوئے اسے بتایا تھا کہ وہ امداد کی بھانجی ہے۔ اس نے کرنل عارف کو امداد بھائی کے ہاں آنے کی دعوت دی تھی جو کرنل عارف نے بڑی اپنائیت سے قبول کر لی۔

زیب کی زندگی کا شاید سب سے شاندار دن تھا جب کوئی کام کا بندہ اس کے ہاتھ لگا تھا۔ اس نے اگلے ہی روز کرنل عارف کو امداد بھائی کے ہاں ایک پارٹی پر مدعو کیا تھا۔

اس ملاقات کے قریباً تین چار گھنٹے بعد ہی ایٹمی پلانٹ کی سکیورٹی پر نگران انٹیلی جنس نے سونگھ لیا تھا کہ امداد بھائی نے اپنے ایک ''دوست'' کے ذریعے آج کل ایٹمی پلانٹ کے سکیورٹی چیف کا نام جاننے کی کوشش کی تھی۔

امداد بھائی کا یہ ''دوست'' پاکستان انٹیلی جنس کا ''اہم عہدیدار'' بھی تھا جس نے فوراً ہی ''ذمہ داران''.....امداد بھائی کی اس تشویش سے آگاہ کرتے ہوئے انہیں بتایا کہ اس نے ''طے شدہ پلان'' کے مطابق سکیورٹی چیف کا نام کرنل عارف بتایا ہے اور ان تک یہ اطلاع بھی پہنچا دی ہے کہ کرنل عارف ٹھیک ٹھاک کھانے پینے والا آدمی ہے اور حال ہی میں غیر ممالک میں اپنی تربیت مکمل کر کے آیا ہے۔

امداد بھائی خاصے مطمئن نظر آ رہے تھے۔

انہیں جو کچھ بتایا گیا تھا کرنل عارف وہی نکلا تھا۔

اب انہیں اپنے منصوبے پر عمل کرنے کے لئے صاف میدان مل گیا تھا۔

ایک ایسا راشی آفیسر جو ان کی مرضی کے عین مطابق تھا اور اس حساس علاقے میں پہرے داری کا انچارج جہاں انہیں داخل ہونا تھا۔

اسی روز کرنل عارف کے اعزاز میں خصوصی محفل سجائی گئی تھی جس میں زیب نے اپنی بھرپور نمائش کا مکمل اہتمام کر رکھا تھا۔

کرنل عارف زیب پر مرمٹا تھا.....!

اس نے یوں ظاہر کیا تھا جیسے اسے صدیوں سے صرف زیب ہی کا انتظار تھا اور اب جیسے اس کی تلاش مکمل ہو گئی تھی۔ زیب نے اپنی زندگی میں اتنا خوبصورت نوجوان اور دل پھینک کرنل نہیں دیکھا تھا۔ شاید اس کی خصوصی قابلیت کی وجہ سے اسے جلدی ترقی دی گئی تھی۔

Scanned by iqbalmt

Scanned by iqbalmt

اس نے کرنل عارف کے ساتھ خاصا وقت تنہائی میں گزار کر اس بات کا اندازہ لگایا تھا کہ وہ خاصا سمجھدار آدمی ہے اور اس صورت حال سے قطعاً خوش نظر نہیں آتا۔

تین چار روز کی مسلسل اور ''بھرپور'' ملاقاتوں کے بعد زیب نے ایک روز جب اسے ڈیفنس سے متعلق مسائل پر چھیڑا تو اس کی توقع کے عین مطابق کرنل عارف بے تکان بولتا چلا گیا۔ اس نے زیب سے کہا تھا کہ اسے تو یہ سارا ڈھانچہ ہی سرے سے غلط نظر آتا ہے کیونکہ وہ فوج کے بجائے عوام کی حاکمیت کا قائل تھا۔ اس نے باتوں باتوں میں بھارت کی بے شمار مثالیں دے کر یہ ثابت کرنے کی کوشش کی تھی کہ وہاں کا نظام یہاں سے بہت اچھا ہے اور پاکستان اور بھارت کو اچھے ہمسایوں کی طرح مل جل کر رہنا چاہئے۔

اس کا کہنا تھا کہ دونوں ممالک جتنی رقم ڈیفنس کے اخراجات پر خرچ کرتے تھے اس سے دونوں ممالک کے عوام کی قسمت بدلی جا سکتی تھی۔

''مسٹر عارف آپ تو مجھے کسی اور ہی دنیا کے انسان لگتے ہیں۔ کم از کم آپ اس سوسائٹی میں تو بالکل مس فٹ ہیں۔ آپ کو تو امریکہ میں ہونا چاہئے تھا۔''

زیب نے جو اس کے ساتھ ہی صوفے پر چپک کر بیٹھی تھی اپنا ساوزن یہ بات کہتے ہوئے اس طرح کرنل عارف پر ڈالا تھا کہ اس کو اپنے بدن میں سب کچھ بدلتا محسوس ہوا۔

''مس زیب ہمیں کون ملوائے امریکنوں سے.....'' کرنل عارف نے بائیں آنکھ دبائی۔

''میں ملوا دوں''..... زیب نے بظاہر مذاق کے انداز سے کہا۔

''ارے کیوں نہیں۔ ضرور۔ ضرور۔'' کرنل عارف سیریس تھا۔

زیب نے محسوس کر لیا کہ واقعی تیر نشانے پر لگا ہے..... فی الوقت اس نے اسی موضوع پر بات کرنا مناسب نہیں سمجھا اور اسے اگلے روز شام کو ملاقات کرنے کو کہا۔

''او۔ کے۔ مجھے امید ہے ہماری ملاقات بہتر حالات میں ہوگی.....'' کرنل عارف نے اس کا ہاتھ اپنے دونوں ہاتھوں میں لے کر گرمجوشی سے دباتے ہوئے کہا۔

O

اگلے روز جب وہ زیب سے ملا تو زیب نے محسوس کیا جیسے وہ امریکہ سے ہاتھ ملانے

کے لئے باؤلا ہو جاتا ہے۔

''میں ساری زندگی آپ کا احسان نہیں بھولوں گا۔'' کرنل عارف نے اس کے کان میں سرگوشی کی۔

''ٹھیک ہے۔ آج شام آپ ماموں کے ہاں کھانا کھائیے گا۔''

اور.....

اسی شام ماموں اور بھانجی اس کو گھیر کر بیٹھے تھے۔

کرنل عارف اس طرح پوز کر رہا تھا جیسے وہ کوئی دودھ پیتا بچہ ہے اور عقل سے پیدل گدھا۔ اس نے زیب کو اپنے خاندان کی کہانی پہلے سے سنا رکھی تھی اور یہ باور کروا دیا تھا کہ وہ چونکہ ایک جنرل کا بیٹا ہے اس کی قابلیت کا یہی معیار کافی ہے اس لئے وہ اس عہدے تک اتنی جلدی پہنچ گیا ہے۔

''مسٹر عارف! اس ملک کو ڈوبنے سے کوئی نہیں بچا سکتا۔ اگر آپ واقعی سیریس ہیں تو میں آپ کی ''ڈیل'' کروا سکتا ہوں..... 50 لاکھ روپے..... دنیا کی جس کرنسی میں یا جس ملک میں آپ چاہیں آپ کو مل جائے گا۔ اس کے ساتھ ہی امریکہ میں محفوظ پناہ گاہ۔''

امداد بھائی نے بالآخر اس کے دل کی بات کہہ دی۔

''مم مجھے کیا کرنا ہوگا.....'' عارف کی رال ٹپکنے لگی تھی۔

''کچھ بھی نہیں..... بالکل معمولی سا کام۔ تمہیں صرف سکیورٹی پلان بتانا ہوگا۔ ایٹمی مرکز کا سکیورٹی پلان۔ تمہیں اس راستے کی نشاندہی کرنی ہوگی جس سے گزر کر آسانی سے اندر پہنچا جا سکے۔''

امداد بھائی کی آنکھوں کا رنگ بدل رہا تھا۔

''میں تیار ہوں''..... کرنل عارف نے اپنا کپکپاتا ہاتھ اس کے زانو پر رکھا لیکن آدھا ایڈوانس۔''

''اور باقی کام مکمل ہونے کے بعد''..... اس کی بات کاٹ کر امداد بھائی نے کہا۔

''کام کیا ہوگا؟.....'' کرنل عارف نے بے چینی سے پوچھا۔

''تمہیں کام سے نہیں دام سے مطلب رکھنا ہے۔ ہم تمہارے سکیورٹی پلان کی تصدیق

Scanned by iqbalmt

Scanned by iqbalmt

تو اپنے ذرائع سے کریں گے۔اس کے بعد ہی.....'' امداد بھائی بات ادھوری چھوڑ کر مونچھوں کو بل دیتے ہوئے مسکرانے لگا۔

''میں تیار ہوں لیکن ہاف ایڈوانس کی شرط اپنی جگہ.....'' کرنل عارف نے بے چینی کا مظاہرہ کیا۔

''دس لاکھ ایڈوانس باقی پلان ملنے پر اور آخری قسط پلان کی تصدیق کے بعد''..... امداد بھائی نے فیصلہ کن لہجے میں کہا۔

تھوڑی سی رَدوقَد کے بعد ہی کرنل عارف نے ہاں کہہ دی۔

O

امداد بھائی نے اس کے سامنے تین مختلف بینکوں کے چیک کاٹ کر رکھ دیئے تھے۔

''لیکن اس طرح تو.....'' کرنل عارف نے کچھ کہنا چاہا۔

''ہاں اس طرح ہمارے پاس رقم وصول کرنے کا ثبوت ہوگا لیکن مسٹر عارف یہ ضروری ہے۔اتنی بڑی رقم دیتے ہوئے ہمارے پاس کچھ تو اپنے بڑوں کو یقین دلانے کے لئے ہونا چاہئے .....اور اس طرح تمہیں بھی احساس ہوتا رہے گا کہ تم ہمیں دھوکا نہیں دے سکتا۔کیونکہ دھوکا دینے کی صورت میں یہ چیک تمہارے گلے کا پھندا بن جائیں گے۔''

امداد بھائی نے مکاری سے مسکراتے ہوئے چیک اس کی طرف بڑھا دیئے۔

''بہت ہوشیار لوگ ہیں آپ''..... عارف نے زبردستی مسکراتے ہوئے چیک اپنی جیب میں ڈال لئے۔

''کام ہی ایسا ہے۔اس میں ہوشیار تو رہنا پڑتا ہے ورنہ.....'' اس نے اپنی بات ادھوری چھوڑ کر قہقہہ لگایا۔

''ٹھیک ہے۔کل دوپہر کے بعد ہوٹل میں ملاقات ہوگی۔اس درمیان مجھے بھی تصدیق ہو جائے گی چیکوں کے اصلی یا نقلی ہونے کی.....'' کرنل عارف نے اٹھتے ہوئے کہا۔

زیب اس کو دروازے تک چھوڑنے آئی تھی۔جہاں اس نے عارف سے اچھا بھلا معانقہ کرنے کے بعد ہی اسے رخصت کیا تھا۔

O

امداد بھائی کو صبح گیارہ بجے تک علم ہو گیا تا کہ تینوں چیک کیش کروا لئے گئے ہیں جس کا مطلب یہی تھا کہ مرغا پھنس چکا ہے اب وہ اس ''ڈیل'' سے پھر نہیں سکتا۔

دوپہر کو اس نے شہر کے ایک فور سٹار ہوٹل میں کسی جعلی نام سے بک کروائے گئے کمرے میں کرنل عارف سے ملاقات کرنی تھی۔

کرنل اس کا منتظر تھا.....!

امداد بھائی کے ساتھ دو اور آدمی تھے جنہیں کرنل عارف نے آج سے پہلے اس کے ساتھ کبھی نہیں دیکھا تھا۔اس نے اندازہ لگا لیا کہ یہ لوگ بڑے منجھے ہوئے فوجی ہیں اور ان کا ناک بھی ناقابل چیلنج ہے.....انہوں نے کرنل عارف سے آدھا گھنٹہ تک مسلسل اس کی مہیا کردہ سکیورٹی پلان پر سوال جواب کئے تھے۔اب انہیں بھی یقین ہونے لگا تھا کہ کرنل عارف نے ایٹمی پلانٹ میں داخل ہونے کا جو راستہ بتایا تھا وہی واحد اور محفوظ راستہ تھا جو پاکستانی فوج سے محفوظ تھا۔

''آپ کل سے دس پندرہ روز کی چھٹی لے لیں.....'' ان میں سے ایک نے مشورہ دیا۔

''ہاں میں بھی یہی سوچ رہا ہوں''..... کرنل عارف نے کہا.....''لیکن باقی رقم مجھے کتنے دن بعد ملے گی.....خیال رہے یہ رقم میں اسی ملک میں اور غیر ملکی کرنسی میں لوں گا۔''

''کرنل ہم اب پکے دوست بن گئے ہیں۔ہمارے کھیل میں دھوکے کی گنجائش نہیں ہوتی۔یہاں کوئی کسی سے دھوکا نہیں کر سکتا۔تمہیں دس دن کے اندر اندر باقی رقم مل جائے گی۔ یہ آج سے تیسرا دن بھی ہو سکتا ہے اور آج سے دسواں دن بھی.....'' امداد بھائی نے کہا۔

''ٹھیک ہے.....لیکن خیال رہے کہ.....''

''مطمئن رہو.....'' ان میں سے ایک نو وارد نے کرنل عارف کا تیار کردہ سکیورٹی پلان اپنے بریف کیس میں رکھتے ہوئے کہا۔

تینوں تھوڑی دیر بعد کمرے سے نکل گئے۔

وہ بڑے ہوشیار لوگ تھے.....''را'' کے انتہائی چالاک اور بہترین ایجنٹ لیکن نہیں جانتے تھے کہ پاکستان انٹیلی جنس کے لوگ سائے کی طرح ان کے تعاقب میں ہیں۔یہ لوگ مستقل نگرانی میں آ چکے تھے۔

Scanned by iqbalmt

Scanned by iqbalmt

اس بات کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا تھا کہ اب وہ بچ کر جا سکیں.....!!

ان کے مہمانوں اور میزبانوں' حرکات وسکنات' نقل وحرکت ہر چیز پر انٹیلی جنس کی کڑی نظریں لگی تھیں۔

O

کرنل عارف نے اگلے ہی روز ایک میڈیکل سرٹیفکیٹ کے ساتھ دس روز کی چھٹی لے لی تھی۔

پاکستان کے ایٹمی پلانٹ کو ایس ایس جی کے جانبازوں نے گھیرے میں لے رکھا تھا .....اس طرف آنے والے راستوں سے ہوا کا گزر بھی مشکل تھا۔

لیکن.....

اس اندھیری رات پلانٹ سے قریباً دس میل دور شام ڈھلے ایک ویگن آ کر رکی۔ جس سے پانچ سائے برآمد ہوئے اور ویگن آگے بڑھ گئی۔ یہ لوگ کرنل عارف کے بتائے ہوئے خفیہ راستے پر سفر کرنے لگے۔

وہ بڑے چوکنے اور مستعد تھے..... معمولی آہٹ پر ان کے جسموں میں بجلی سی دوڑ جاتی تھی اور ان کے ہاتھوں میں تھامے تباہ کن ہتھیار جو انہوں نے مقامی دیہاتیوں کی طرح اوڑھی ہوئی بڑی بڑی چادروں میں چھپا رکھے تھے' پر ان کے ہاتھوں کی گرفت مضبوط ہو جاتی تھی۔

رات کا اندھیرا پھیلنے لگا تھا جب ان کا پلانٹ سے فاصلہ بمشکل ایک میل رہ گیا تھا کہ اچانک ان کی آنکھیں اندھی ہو گئیں۔

ان پر چاروں طرف سے سرچ لائٹس پڑنے لگی تھیں اور سینکڑوں پاکستانی کمانڈوز جو جھاڑیوں' درختوں' پتھریلی چٹانوں کا حصہ بنے بیٹھے تھے ان پر آٹو میٹک رائفلیں تانے کھڑے تھے۔

اس سے پہلے کہ انہیں صورت حال کی مکمل سمجھ آئے' اچانک ہی کچھ کمانڈوز چیتوں کی طرح ان پر لپکے اور انہیں بے بس کر کے زمین پر ڈال دیا۔

''ٹریپ.....'' ''را'' کے ایک ایجنٹ کے منہ سے بمشکل نکل پایا تھا۔

وہ بری طرح پھنس گئے تھے.....!!

ان کے ہاتھ پیچھے باندھے جا رہے تھے اور آنکھوں پر پٹیاں باندھی جا رہی تھیں..... تھوڑی دیر بعد انہیں ایک فوجی ٹرک میں نامعلوم منزل کی طرف لے جایا جا رہا تھا۔

ایک گھنٹے کے مسلسل سفر کے بعد جب انہیں ایک کمرے میں لے جا کر ان کی آنکھوں سے پٹی اتاری گئی اور ان کی آنکھیں کسی قدر دیکھنے کے قابل ہوئیں تو کرنل عارف ان کے سامنے کھڑے مسکرا رہے تھے۔

''ویل کم ٹو کہوٹہ.....'' کرنل عارف کی آنکھوں سے شعلے برس رہے تھے۔

O

امداد بھائی کے ہاں معمول کی پارٹی چل رہی تھی جب ان کے دولت خانے پر حملہ ہوا .....!!

سفید پوشوں کی فوج ہی اندر گھس آئی تھی۔ انہوں نے اس تقریب سے زیب اور امداد بھائی کے علاوہ دو لڑکیوں اور سات دیگر افراد کو گرفتار کیا..... انہیں اپنی جیپوں میں پھینکا اور برق رفتاری سے اس سمت کو چل دیئے' جدھر سے آئے تھے۔

اگلے روز اخبارات کی چیختی چلاتی سرخیاں پاکستان کے خواب غفلت میں سوئے حکمرانوں اور عوام کو گزری رات کی قیامت کا احوال سنا رہی تھیں۔

پاکستانی عوام کو علم ہوا کہ بھارتی انٹیلی جنس ''را'' اور ''موساد'' نے مل کر ایٹمی پلانٹ کی تباہی کا منصوبہ تیار کیا تھا جسے ''آئی ایس آئی'' نے دشمن کے ناپاک ارادوں سمیت خاک میں ملا دیا۔

خبر میں بتایا گیا تھا کہ دشمن پاکستان ایجنسیوں کو ایک لسانی جماعت کے سرکردہ راہنما کی پشت پناہی بھی حاصل تھی جو بظاہر حب الوطنی کا لبادہ اوڑھے دراصل پاکستان کی جڑیں کھوکھلی کر رہا تھا۔

اگلے روز ساری دنیا کے سفارتی حلقوں میں اس واقعے کی گونج سنائی دے رہی تھی اور بزعم خویش پاکستان کو انڈر ایسٹیمیٹ کرنے والے مغربی پریس کو یقین ہونے لگا تھا کہ پاکستان کے پرامن ایٹمی پلانٹ کی نگرانی پر معمور آہنی ہاتھوں کی گرفت کبھی نہیں ٹوٹ سکتی..... کبھی نہیں.....!!

Scanned by iqbalmt

Scanned by iqbalmt

تُرپ چال

کہوٹہ ایک مرتبہ پھر دشمن کے سینے پر مونگ دل رہا تھا.....!

''موساد'' اور ''را'' کے لئے یہ چوٹ تلملا دینے والی تھی۔ ان کے ناپاک عزائم پر پانی پھر گیا تھا۔

''را'' کے لئے اس مرتبہ ''موساد'' کا ردعمل چونکا دینے والا تھا۔ عموماً ایسے مواقع پر بریگیڈیئر شمیر غصے سے پاگل ہو جایا کرتا تھا۔

لیکن.....

اس مرتبہ اس نے کسی شدید ردعمل کا اظہار نہیں کیا تھا۔ اس نے ''را'' میں اپنے ہم منصب سے اظہار ہمدردی کرتے ہوئے کہا تھا کہ وہ اپنے حوصلے قائم رکھیں اور کام جاری رہنا چاہئے۔ اس نے امریش پوری کے بہترین ایجنٹوں کی گرفتاری پر اس سے اظہار ہمدردی کرتے ہوئے اسے یقین دلایا تھا کہ وہ ''آئی ایس آئی'' کے اس زوردار تھپڑ کا جواب وقت آنے پر ضرور دے گا۔

امریش پوری کے لئے ''موساد'' کے سربراہ کا یہ رویہ بڑا چکرا دینے والا تھا۔

وہ اپنی دانست میں شاید یہی سمجھ رہا تھا کہ ''موساد'' چونکہ ان کی مدد کے بغیر کہوٹہ تک رسائی حاصل نہیں کر سکتی اور یہی ضرورت شمیر کی مجبوری ہے۔

لیکن.....

چانکیہ کے چیلوں کو یہ سمجھ نہ آ سکی کہ ان کے مقابلے میں ان کے گورو آ گئے ہیں۔

''موساد'' کے سربراہ کو اچانک ہی دوسرے محاذ پر بڑی کامیابی کی اُمید ہو چلی تھی۔

عراق کی مسلسل بڑھتی ہوئی طاقت اور اسرائیل کے خلاف اس کے عزائم نے بریگیڈیئر شمیر کی توجہ

اس طرف بڑھا دی تھی۔

عراق اور بھارت کے قریبی تعلقات کے حوالے سے شمیر نے ایک منصوبہ ترتیب دے دیا تھا۔

ابو احمد کی کوششوں سے مخصوص ضرورت کی کچھ اشیاء عراق پہنچنے کے بعد سے ''موساد'' کی اطلاع کے مطابق اب عراق اس پوزیشن میں آ گیا تھا کہ نہ صرف وہ اسرائیل کے کسی بھی حملے کا منہ توڑ جواب دے سکے بلکہ اب انہیں عراق کی طرف سے کسی اچانک جارحیت کا خطرہ بھی درپیش تھا۔

''موساد'' کے سازشی دماغوں نے کچھ اور ہی سوچ رکھا تھا۔

وہ لوگ عراق کی آڑ میں عالم اسلام کی ساری طاقت کا شیرازہ بکھیر دینے کا گھناؤنا منصوبہ تیار کر چکے تھے۔

انہوں نے مسلمان دنیا کو بڑے پیمانے پر آپس میں لڑا دینے کا فیصلہ کر لیا تھا۔

بریگیڈیئر شمیر نے خود عراق کے ساتھ جنگ میں الجھنے کی بجائے عراق کو امریکہ کے ساتھ ٹکرا دینے کا گھناؤنا منصوبہ تیار کر لیا تھا۔

وہ جانتا برطانوی حکومت خصوصاً عراق سے نفرت کرنے لگی ہے۔

حال ہی میں عراق کے چھ سفارت کاروں کا برطانیہ سے اخراج اس کا بہت بڑا ثبوت تھا۔

برطانیہ کے ذریعے ''موساد'' امریکہ کو رام کر سکتی تھی۔

''را'' کے ذریعے ''موساد'' عراق کو چکر دے سکتی تھی۔

اس مرتبہ شمیر نے ''را'' کو بے خبر رکھ کر استعمال کرنے کا فیصلہ کر لیا تھا۔ ''را'' کے ساتھ طویل ڈیلنگ کے بعد اسے اندازہ ہو چلا تھا کہ اس نے ان لوگوں کی چالاکی ہوشیاری کے جو قصے سن رکھے ہیں وہ صرف کہانیوں کی حد تک ہی سچ ہو سکتے ہیں۔

یہودی ہندو سے کئی گنا بڑے بیوپاری تھے۔

وہ کبھی گھاٹے کا سودا نہیں کرتے۔

''موساد'' نے بھی گھاٹے کا سودا نہیں کیا تھا۔

Scanned by iqbalmt

Scanned by iqbalmt

اس نے فی الوقت پاکستانی ایٹمی پروگرام کی تباہی میں ''را'' کا ساتھ دیا تھا۔ تو محض اس لئے کہ بھارت سے زیادہ اسرائیل اس کا خواہش مند تھا۔

اور اب.....

''موساد'' کا چالاک بھیڑیا۔ چانکیہ کے چیلوں کو استعمال کرنے جا رہا تھا۔

برطانوی اخبار آبزرور کا صحافی ''فرزاد بازوفٹ'' جسے عراق نے جاسوسی کے الزام میں گرفتار کر کے سزائے موت دے دی تھی۔ ''موساد'' کے لئے ''ٹرپ چال'' ثابت ہوا.....!

اس مسئلے پر ''موساد'' نے اتنی آگ بھڑکائی کہ برطانیہ اور عراق کے درمیان سرد جنگ کی سی کیفیت پیدا کر دی۔

اب ''موساد'' کسی ایسے موقعے کی تلاش میں تھی جب لوہا گرم ہو اور وہ چوٹ کرے۔

یہ موقعہ بالآخر اسے مل گیا۔

O

اس روز بغداد کے بھارتی سفارت خانے میں ایک خصوصی تقریب منعقد کی گئی تھی جس میں عراق کے اعلیٰ حکام کو بطور خاص مدعو کیا گیا تھا۔

اس تقریب کی جان بھارتی سفارت خانے کی ویلفیئر آفیسر مس گیتا نجلی تھی۔

گیتا نجلی بنگال نژاد برہمن زادی تھی۔ اسے دیکھ کر بنگال کے جادو کے سر چڑھ کر بولنے کا یقین ہونے لگتا تھا۔

انگریزی اور عربی پر اسے عبور حاصل تھا۔

اپنی پہلی تعیناتی کے چند دنوں بعد عراق کے سفارتی حلقوں میں اس کی پذیرائی توقع سے بڑھ کر ہونے لگی تھی۔

اس روز بھی گیتا نجلی ''جان محفل'' بنی ادھر ادھر بھاگتی پھرتی تھی۔ عراق کی بغداد میں موجود قریباً سبھی اعلیٰ شخصیات یہاں موجود تھیں۔

گیتا نجلی جو سب کی دلچسپی کا مرکز تھی خود اس عراقی نوجوان سے ہنس ہنس کر باتیں کر رہی تھی؛ جس سے اس کا تعارف چند روز پہلے ہی ہوا تھا۔ گو کہ اس نوجوان نے جس کا نام فواد تھا' خود کو پولیس سروس سے متعلق بتایا تھا لیکن گیتا نجلی جانتی تھی کہ وہ انٹیلی جنس کا اعلیٰ افسر ہے۔

فواد کے لئے گیتا نجلی کے پاس وہ سب کچھ تھا جو کسی بھی اس قماش کے مرد کی ضرورت ہو سکتی ہے۔

اور سب سے بڑھ کر یہ کہ گیتا نجلی کو اس کی خصوصی تربیت بھی حاصل تھی۔

وہ ''را'' کا بہترین ہتھیار تھی۔

ایسے ہتھیار جنہیں ''را'' سنبھال کر اور احتیاط سے استعمال کرتی ہے تاکہ ان کا وار کبھی خالی نہ جا سکے۔

انٹیلی جنس کا اعلیٰ آفیسر ہونے کے ناطے فواد کو عراق کے دیگر شہریوں کے مقابلے میں بہت زیادہ آزادی حاصل تھی۔ عام حالت میں کوئی عراقی شہری اس بات کا تصور نہیں کر سکتا تھا کہ وہ کسی غیر ملکی کے ساتھ اس طرح گل چھرے اڑاتا پھرے گا' جس طرح اگلی رات وہ گیتا نجلی کے ساتھ اڑا رہا تھا۔

بغداد کے ''ہوٹل الرشید'' میں اس کا خصوصی کمرہ بک رہتا تھا جہاں آج گیتا نجلی اس کی مہمان تھی۔

''تیل کے کنوؤں کا معاملہ کہاں تک پہنچا؟.....''

گیتا نجلی نے لوہا گرم دیکھ کر چوٹ کر دی۔ اب تک وہ اپنے ہاتھ سے تین جام بنا کر اس کے حلق سے نیچے اتروا چکی تھی۔

''موساد'' کو علم تھا کہ عراق اور کویت کے درمیان ''رملہ'' میں موجود تیل کے ذخائر پر اندر ہی اندر ایک تنازعہ چل رہا ہے۔ اس کی وجہ کویت کی طرف سے ایران عراق جنگ کے دوران عراق کو دیئے جانے والے قرض کی واپسی کا تقاضا تھا۔

جب سے کویت سے عراق نے قرض واپس مانگنا شروع کیا' عراقیوں نے اس جرأت کی سزا کویت کو دینے کی ٹھان لی تھی۔

''انہیں سزا دینے کا فیصلہ ہو چکا ہے..... گیتا نجلی تاریخ خود کو دہرائے گی اور ہم کویت کو دوبارہ عراق کا حصہ بنانے کا فیصلہ کر چکے ہیں۔ خواہ اس کی کچھ بھی قیمت ادا کرنی پڑے۔''

فواد نشے سے ڈگمگاتے ہوا ڈینگیں مار رہا تھا۔

''اور یہ عرب لیگ کا اجلاس.....'' گیتا نجلی نے جام تیار کر کے اس کی طرف بڑھایا۔

Scanned by iqbalmt

Scanned by iqbalmt

''لعنت بھیجو اس پر.....ہم کیا اہمیت دیتے ہیں ان دو کوڑی کے بادشاہوں اور شیوخ کو .....یہ ڈرامہ بھی چلتا رہے گا لیکن کویت کو بالآخر عراق کا حصہ بننا پڑے گا۔''

فواداب واقعی ''آؤٹ'' ہونے لگا تھا۔

اس بات کا امکان موجود تا کہ کسی بھی لمحے اس کی کوئی ''غلط حرکت'' ہوٹل انتظامیہ کو متوجہ کردے کیونکہ اس ہوٹل پر عراقی انٹیلی جنس کی کڑی نظریں لگی تھیں۔

''او۔ کے ہنی! مجھے اب جانا ہوگا۔ بہت دیر ہوگئی ہے۔ وہاں لوگ پریشان ہو رہے ہوں گے۔''

اس نے فواد کے گلے میں بانہیں حمائل کرتے ہوئے کہا۔

لیکن.....

ابھی وہ اتنا ''مدہوش'' بھی نہیں ہوا تھا کہ ان قیمتی معمولات کا عوضانہ گیتا نجلی سے وصول نہ کرتا۔ جو اس نے گیتا نجلی کو فراہم کی تھیں۔

''چلی جانا جان مان.....'' اس نے خود کو گیتا نجلی سمیت پلنگ پر ڈھیر کرتے ہوئے کہا۔

گیتا نجلی کے لئے یہ کچھ نیا چونکایا گھبرا دینے والا نہیں تھا۔ اس فن میں خصوصی مہارت حاصل کرنے کے بعد ہی وہ اس منصب تک پہنچی تھی۔

''را'' کی قابل ایجنٹ نے فواد کو سب کچھ دیا جس کی ایک مرد خواہش کرسکتا ہے۔

رات ایک پہر ڈھلنے لگی تھی جب عراقی انٹیلی جنس کی گاڑی اسے اس کے ٹھکانے تک چھوڑ گئی تھی۔

اگلے ہی روز ''را'' کی طرف سے اس ملاقات کی مکمل روئیداد اور گیتا نجلی کا یہ خیال کہ عراق نے کویت پر قبضے کا فیصلہ کرلیا ہے ''موساد'' کو مل گئی۔

O

''آبزرور'' میں چھپنے والی اس رپورٹ نے ایک مرتبہ تو ساری مغربی دنیا کو ہلا کر رکھ دیا تھا۔

لیکن.....

برطانوی اور امریکی جاسوسی ادارے اس بات کا کبھی کھوج نہ لگا سکے کہ ''آبزرور'' کو یہ

خصوصی رپورٹ کیسے ملی ہے؟

یہ ''موساد'' کا کارنامہ تھا.....!!

اپنے پروردہ اخبار نویسوں کے ذریعے انہوں نے عراق کی جنگی تیاریوں کے وہ وہ طومار باندھے تھے کہ مغربی ممالک کے سفارتی ایوانوں میں ہلچل مچادی تھی۔

اس رپورٹ میں انکشاف کیا گیا تھا کہ عراقیوں نے ایسی توپیں تیار کرلی ہیں جن کے گولے براہ راست اسرائیل پر گریں گے۔

عراق کی ایٹمی قوت کے خود ساختہ اندیشے جو یہودیوں نے تراشے تھے' مغربی اذہان پر خوف کی طرح طاری ہوگئے۔

اس نوعیت کی رپورٹوں کی اشاعت کا سلسلہ پھر امریکہ اور یورپ کے دیگر ممالک کے اخبارات میں بھی شروع ہوگیا۔

امریکن سی آئی اے کے لئے پریشان کن بات یہ تھی کہ ان کے سیٹلائٹ وہ معلومات حاصل نہیں کرسکے جو ان اخبارات کو فراہم کی گئی تھیں۔

صدر امریکہ کی طرف سے بار بار ان رپورٹوں کی صداقت کا جائزہ لینے کے احکامات جاری ہو رہے تھے۔

لیکن.....!

''موساد'' کا منصوبہ کامیاب رہا تھا۔ انہوں نے بڑی چالاکی سے عراق کا ہوا کھڑا کر کے پوری مغربی دنیا کو یہ سوچنے پر مجبور کردیا تھا کہ مستقبل میں اگر عراق کو لگام نہ دی گئی تو یہ خطرہ کسی روز ان کی سلامتی کے لئے بھی چیلنج بن جائے گا۔

اس ''اخباری مہم'' کے ذریعے صدر صدام حسین کو ہٹلر ثانی بنا کر پیش کیا گیا۔ اس کے عجیب عجیب سے نفسیاتی تجزیئے کرنے کے بعد یہ ثابت کردیا گیا کہ صدر صدام حسین کے دماغ میں ساری دنیا پر حکومت کرنے کا بھوت سوار ہے اور اس کا آغاز وہ عرب کے صحراؤں سے کرے گا.....!

انکشاف کیا گیا کہ ایک ایک کر کے عراق اپنے ہمسایہ عرب ممالک کو ہڑپ کر جائے گا اور اس کا آغاز کویت سے ہوگا۔

Scanned by iqbalmt

Scanned by iqbalmt

اتفاق سے ان دنوں کویت اور عراق کے درمیان ''رملہ آئل فیلڈ'' کا جھگڑا چل رہا تھا اور عراق نے بجائے کویت کا قرض لوٹانے کے الٹا اسے ڈھائی بلین ڈالر جرمانہ ادا کرنے کا حکم بھی دے دیا تھا اس الزام کے ساتھ کہ وہ عراق کے حصے کا تیل چوری کر کے فروخت کرتا رہا ہے۔

صدام کا جارحانہ لہجہ اسرائیل کے حق میں نعمت غیر مترقبہ ثابت ہو رہا تھا.....!

اس نے عراق کی توپوں کا رُخ بڑی کامیابی سے اپنے ہی مسلمان بھائیوں کی طرف موڑ دیا۔

بریگیڈیئر شمیر کے گماشتے ساری دنیا میں متحرک ہو گئے تھے.....!

عراق کے نزدیکی دوست بھارت کا سفارت خانہ ''موساد'' کے ایجنٹوں کا مرکز بن گیا تھا۔

بھارتی سفارت خانے میں موجود ''را'' کے ایجنٹ ''موساد'' کے زرخرید غلاموں کی طرح ایک ایک اطلاع اسرائیل پہنچا رہے تھے۔

یہودیوں نے بڑی کامیاب چال چلی تھی۔

انہوں نے اپنی دانست میں عراق کو صفحۂ ہستی سے ہی مٹا دینے کا فیصلہ کر لیا تھا۔

لیکن.....!

عراق ہی کیوں؟

وہ تو اس سے بھی آگے سوچ رہے تھے۔ یہودیوں نے مسلمانوں کو آپس میں ٹکرا دینے کا فیصلہ کر لیا تھا۔

''موساد'' کے ماہر بڑی ہوشیاری سے ایک ایک مہرہ آگے بڑھا رہے تھے۔ شطرنج کی ہر چال ان کے حق میں جا رہی تھی۔ عراق اور کویت کے تنازعہ بڑی خطرناک صورت اختیار کر گیا تھا۔ اسرائیلی ایجنٹوں نے ساری دنیا کے میڈیا کو اپنی گرفت میں لے رکھا تھا اور عراق کے جارحانہ اقدام سے بہت پہلے ہی انہوں نے عالمی رائے عامہ کو اس کا دشمن بنا دیا تھا۔

O

2 اگست 1991ء

کویت کے شہریوں پر ایک بلائے ناگہانی ٹوٹ پڑی۔

صبح کے روز دو بجے تھے جب کویت کی عراق کو ملانے والی سرحد پر بنی واحد کسٹم پوسٹ کو عراقی ری پبلکن گارڈز جو عراق کی بہترین افواج شمار ہوتی ہیں' اپنے ٹینکوں اور بکتر بند دستوں کی مدد سے روندتی ہوئی کویت میں داخل ہو گئیں۔

کسی مزاحمت کا سامنا کئے بغیر عراقی افواج کویت کے سرحدی قصبے ابدالی میں داخل ہو گئیں جہاں سے کویت کی مشہور سپر ہائی وے کا آغاز ہوتا ہے۔ شہر یہاں سے 80 میل دور تھا اور صدام کا حکم تھا کہ کویتیوں کے صبح بیدار ہونے تک کویت پر مکمل کنٹرول کر لیا جائے۔

عراقی افواج نے سپر ہائی وے پر چھ قطاروں میں شہر کی طرف برق رفتاری سے پیش قدمی شروع کر دی۔ حالانکہ ان کو کہیں بھی مزاحمت کا سامنا نہیں کرنا پڑا۔

لیکن.....!

عراقی افواج ہوائی فائرنگ کرتی ہوئی شہر کی طرف بڑھ رہی تھیں۔ مقصد صرف کویتیوں کو ہراساں کرنا تھا۔

صبح سورج طلوع ہونے پر عراقی شہر میں داخل ہو چکے تھے۔

کویت کے امن اور عیش پسند شیوخ کے لئے وہ صبح کسی قیامت کی رات سے کم نہیں تھی۔ جب انہوں نے اپنے پرتعیش محلوں اور مکانات کی کھڑکیوں سے باہر جھانکا تو زمین پر عراق کی افواج قابض تھیں اور فضا میں عراقی طیارے اور ہیلی کاپٹر دندنا رہے تھے۔

کویت کے شہریوں کے لئے یہ لرزا دینے والے اور جان لیوا منظر تھے۔ کئی شہری تو اس کی تاب ہی نہ لا سکے اور دہشت سے ہی ہارٹ فیل ہونے سے مر گئے۔

کویت کے پاس مزاحمت کرنے کے لئے تھا ہی کیا!

کسی محافظ نے جذباتی ہو کر اکا دکا گولی چلا بھی دی تو عراقی میکنائزڈ ڈویژن کا کیا بگاڑ لیتی۔

امیر کویت کی خوش قسمتی تھی کہ عین ان لمحات میں جب عراقی افواج کے پھینکے ہوئے راکٹ شاہی پیلس سے کچھ فاصلے پر پھٹ رہے تھے اور کسی بھی لمحے وہ کسی ایسے ہی پھٹتے ہوئے راکٹ کا نشانہ بننے والے تھے۔ امریکیوں نے ''حق نمک'' ادا کر دیا۔

امیر کویت کو حالانکہ 24 گھنٹے پہلے ہی امریکی سیٹلائٹ کی طرف سے پینٹاگان کو

Scanned by iqbalmt

Scanned by iqbalmt

فراہم کردہ تصاویر کی مدد سے تیار کردہ رپورٹ کی بنیاد پر کویت پر عراقی افواج کی ممکنہ جارحیت کی اطلاع پہنچادی گئی تھی۔

لیکن.....!

ان کے وہم وگمان میں بھی شاید یہ بات نہیں آسکی تھی کہ ایک برادر مسلمان ملک جس کی انہوں نے عراق ایران جنگ کے دوران بے تحاشہ مدد کی تھی' اپنے دوسرے مسلمان اور عرب ممالک کے اخلاقی دباؤ کو نظر انداز کرتے ہوئے مروجہ انسانی اور اخلاقی حدود کو روند کر ان پر چڑھ دوڑے گا۔

امیر کویت کا دل امریکیوں کی اس ''وارننگ'' کو نہیں مان رہا تھا۔ البتہ حفظ ماتقدم کے لئے ان کے محافظوں نے امیر کے اچانک فرار کی تیاری ضرور مکمل رکھی تھی۔ جیسے ہی 2 اگست کا آغاز ہونے پر عراقی افواج نے کویت کی طرف بڑھنا شروع کیا' امریکی سیٹلائٹ نے ''پینٹاگان'' اور ''سی آئی اے'' کو ریڈ الرٹ دے دیا۔

اس کے ساتھ ہی امیر کویت کے سرہانے رکھے ایک خصوصی ٹیلی فون کی گھنٹی بجی اور ایک ہمدرد آواز نے اپنی شناخت کروانے کے بعد انہیں اسی لمحے اور اسی حالت میں کویت سے نکل جانے کی ہدایت کی۔ فون ابھی امیر کویت نے کریڈل پر رکھا ہی تھا جب اس کے حساس کانوں نے دور سے آتی بمباری کی آوازیں سنیں۔ اس کے ساتھ ہی ان کے دو خصوصی محافظ تمام آداب بالائے طاق رکھ کر امیر کویت کی خوابگاہ میں گھس آئے.....!!

''ہیلی کاپٹر تیار ہے یا امیر.....'' ان میں سے ایک نے کہا۔

''چلو''.....امیر کویت نے کہا۔

ان حالات میں بھی ان کا حوصلہ اور عزم برقرار تھا۔

صدام کی افواج پلیس سے بمشکل ''سات آٹھ منٹ'' کی دوری پر تھیں جب امیر کویت کا ہیلی کاپٹر فضا میں بلند ہوا۔

مستعد پائلٹ نے حالات کی نزاکت کا مکمل ادراک رکھا تھا۔ وہ ہیلی کاپٹر اس انداز سے انتہائی برق رفتاری کے ساتھ اڑا کر سعودی عرب کی سرحد کی طرف لے گیا کہ اس کے تعاقب میں لپکنے والے گولے اور میزائل بھی اس کا کچھ نہ بگاڑ سکے۔

سعودی سرحد کی طرف محو پرواز امیر کویت صبر اور تسلیم ورضا کا پیکر بنا اپنے اس اقدام پر ضرور مطمئن تھا کہ اس نے تین چار روز پہلے محل کی خواتین اور بچوں کو سعودی عرب پہنچا کر خود کو آنے والے طوفان کی تباہ کاریوں سے قدرے محفوظ کرلیا تھا۔

عراقی ری پبلکن گارڈز کے مستعد دستے جب محل میں داخل ہوئے تو امیر کویت کا خالی بستر ان کا منہ چڑا رہا تھا۔

معمولی مزاحمت ہوئی جس میں ایک شہزادہ مارا گیا اور عراقیوں نے محل پر قبضہ کرلیا۔

اگلے ہی لمحے عراقی ٹینک کویت کے سنٹرل بنک کو اپنے گھیرے میں لے رہے تھے جہاں کویت کا زیادہ تر زرنقد اور سونے کی اینٹیں رکھی جاتی تھیں' عراقیوں نے سارا سونا اور نقدی لوٹ لی۔

اس کے ساتھ ہی انہوں نے بڑی بڑی عمارات پر بغیر کسی وجہ کے گولہ باری شروع کر دی اور چند منٹوں ہی میں انہیں ملبے کے ڈھیر میں تبدیل کردیا۔ کویت کی انفارمیشن منسٹری میں واقع ریڈیو اور ٹیلی ویژن کی عمارات ان ٹینکوں کی وحشیانہ گولہ باری کا اگلا نشانہ بنیں..... جہاں سے ایک ہی پیغام تکرار کے ساتھ نشر ہو رہا تھا۔

''ہماری مدد کرو.....ہماری مدد کرو۔''

چند منٹ کے اندر اندر اس آواز کا دم گھٹ گیا.....!!

عراقیوں نے دوپہر ڈھلنے تک کویت پر کنٹرول حاصل کرلیا تھا۔

صدام حسین نے امریکن انٹیلی جنس کو کبھی نہ بھولنے والا ''سرپرائز'' دے دیا تھا کیونکہ ''ڈیگوگارشیا'' میں مقیم بحری بیڑہ اس پوزیشن میں تھا کہ وہ اس جارحیت کا مقابلہ کرپاتا اور امریکن ''ریپڈ فورسز'' کو اومان سے اٹھا کر یہاں پہنچا دیتا۔

لیکن.....!

جون کے آخر میں اچانک ہی سی آئی اے کو یہ اُمید ہو چلی تھی کہ صدر صدام حسین نے اپنا ارادہ تبدیل کرلیا ہے اور اب وہ شاید کویت پر فوج کشی نہ کرے۔ اس اطلاع کو بنیاد بنا کر ڈیگو گارشیا میں مقیم ایم پی ایس پانچ کارگو جہازوں میں سے ایک کو کچھ تکنیکی خرابیاں دور کرنے کے لئے ''نارفوک'' بھیج دیا گیا۔ جولائی میں دوسرے جہاز کو بھی ایک ایسے ہی مشن پر روانہ کردیا گیا اور

Scanned by iqbalmt

Scanned by iqbalmt

جب صدام نے کویت پر شب خون مارا تو امریکیوں کے لئے راوی چین ہی چین لکھ رہا تھا کیونکہ انہوں نے اس درمیان اپنا آخری جہاز بھی جنوبی افریقہ کے پانیوں مین پہنچا دیا تھا جسے وہاں سے بحر ہند پہنچنے کے لئے کئی مہینے لگ جاتے.....!!

O

صدر بش اس وقت سات ہزار میل کی مسافت اور مغرب میں وقت کے آٹھ زونوں کے فاصلے پر وائٹ ہاؤس کے فیملی کوارٹرز میں موجود تھا۔

صبح آٹھ بجے کا عمل تھا جب اچانک صدر کے مخصوص فون کی گھنٹی بجی۔

نیشنل سکیورٹی کا ایڈوائزر برینٹ سکوکرافٹ لائن پر تھا.....!

سکوکرافٹ نے لگی لپٹی رکھے بغیر صدر کو سب کچھ بتا دیا۔

ممکن ہے وہ صدر کے سامنے جا کر یہ بات اتنی جلدی نہ کہہ پاتا۔

ایک لمحے کے لئے امریکی صدر کا بلڈ پریشر ابنارمل ضرور ہوا تھا لیکن چند سیکنڈ میں ہی اس نے اس ہیجانی کیفیت پر جس سے وہ اس ''حادثے'' کی خبر سنتے ہی دوچار ہوا تھا' قابو پا لیا۔

''جناب والا! امیر کویت کو بروقت مطلع کر دیا گیا اور وہ بحفاظت سعودی عرب پہنچ گئے ہیں''.....سکوکرافٹ کو اندازہ تھا کہ صدر کسی ہیجانی کیفیت سے دوچار ہے اس نے اپنی دانست میں یہ اطلاع دے کر صدر کو قدرے نارمل کرنا چاہا تھا.....!

''تھینک گاڈ.....'' امریکی صدر نے کہا.....''میں جلدی پہنچتا ہوں۔ ہنگامی میٹنگ کا بندوبست کرو''.....کہہ کر صدر نے کوئی استفسار کئے بغیر فون بند کر دیا۔

صدر کے لئے پریشان کن بات یہ تھی کہ سی آئی اے کو تین روز پہلے تک اس بات کا یقین کیوں نہ آ سکا کہ صدام کویت کو ہڑپ کر جائے گا.....!

کیا واقعی صدام نے امریکنوں کو کبھی نہ بھولنے والا ''سرپرائز'' دیا تھا؟

ایک گھنٹے کے بعد صدر بش نیشنل سکیورٹی کونسل کی خصوصی میٹنگ میں موجود تھا۔ اس کے بعد رات گئے تک مشاورت کا یہ سلسلہ جاری رہا۔ اس درمیان صدر مسلسل ایک ہیجانی کیفیت میں مبتلا رہا۔

رات کے آخری پہر بالآخر وہ چند اہم فیصلے کرنے کے بعد اپنی خواب گاہ میں سونے

کے لئے چلا گیا۔

اگلے روز علی الصبح سکوکرافٹ اپنے آفس میں صدر امریکہ کے دو انتظامی احکامات ٹائپ کروا رہا تھا۔ جن کے مطابق امریکہ میں عراق اور کویت کے اثاثے منجمد کر لئے گئے تھے۔

صبح چھ بجے صدر بش اپنے ''اوول آفس'' میں سکوکرافٹ کے ساتھ ان آرڈرز پر دستخط کرنے کے بعد فوری جنم لینے والے مسائل کے ہوالے سے بات چیت کر رہا تھا۔ اس وقت زیر بحث اور اہم سوالات یہ تھے کہ اپنے حلیفوں کو کس طرح اس بات کی ترغیب دی جائے کہ وہ بھی عراق اور کویت کے اثاثے منجمد کر دیں۔

اسرائیل کو ممکنہ مداخلت یا جارحیت سے کیسے روکا جائے؟

اور سب سے اہم بات کہ روس کو اپنا مکمل ہم خیال کیسے بنایا جائے؟

اس علاقے میں امریکی اثر و رسوخ کو جو شدید دھچکا لگا تھا اس سے کیونکر نمٹا جائے اور امریکہ کی عالمی ساکھ کیسے بحال کی جائے؟

صدام حسین نے امریکہ کو بہت ''مناسب وقت'' پر رگیدا تھا۔

اس نے اپنی دانست میں حملے کے لئے بہترین وقت کا استعمال کیا تھا اور عین ان دنوں میں کویت پر قبضہ کیا تھا جب امریکہ روسی صدر گورباچوف کو درپیش مشکلات کے ازالہ اور جرمنی کے دوبارہ اتحاد جیسے اہم مسائل میں اُلجھا ہوا تھا اور صدر بش کو مغربی ممالک کے دوسرے پر جزیرہ آسپین جانا تھا۔

سی این این سے حملے کی خبر نشر ہونے کے بعد جب صدر بس پہلی بار منظر عام پر آیا تو اس پر سکتہ طاری تھا۔ اس نے اخبار نویسوں کے بیشتر سوالات کے جوابات میں خاموشی اختیار کئے رکھی۔ بہرکیف اس نے مغرب کا دورہ منسوخ نہیں کیا اور اپنے طے شدہ پروگرام کے مطابق جزیرہ آسپین کی طرف پرواز کر گیا جہاں برطانوی وزیراعظم مارگریٹ تھیچر اس کے استقبال کی تیاریاں کر رہی تھیں۔

مغرب کی طرف دوران پرواز صدر بش نے سعودی عرب کے شاہ فہد اور مصر کے صدر حسنی مبارک سے ٹیلی فون پر بات کر کے ان کا حوصلہ بڑھایا۔ وہ اندازہ کر سکتا تھا کہ دونوں حکمرانوں کے لئے عراق کی اس جارحیت نے کیا نفسیاتی اور سیاسی صورت حال پیدا کر دی ہے۔

Scanned by iqbalmt

Scanned by iqbalmt

O

جزائر آسپین میں مارگریٹ تھیچر اور صدر بش کے درمیان دو گھنٹے تک علیحدگی میں خفیہ مذاکرات جاری رہے۔

مارگریٹ تھیچر بہت مضبوط عورت تھی۔

''مسٹر پریذیڈنٹ! میں آپ کے ردعمل سے مطمئن نہیں..... صدام کو لگام دینی پڑے گی۔ اسے یہ احساس دلانا ضروری ہے کہ اس نے ساری دنیا کو للکارا ہے اور اب وہ جوابی کارروائی سے نہیں بچ سکتا۔'' اس نے امریکی صدر سے بالآخر دوٹوک لہجے میں کہا۔

''ہمیں فوراً اس طرف فوجیں روانہ کرنی ہوں گی..... آپ فرانس کی فکر نہ کریں۔''

آئرن لیڈی نے امریکی صدر کو جسے اب تک دو مرتبہ سکون آور ادویات دی جا چکی تھیں، اطمینان دلایا۔

بلاشبہ صدر بش کا یہ دورہ بہت کامیاب تھا.....

مارگریٹ تھیچر نے اس کا حوصلہ بڑھا دیا تھا۔

واشنگٹن واپس پہنچنے پر صدر بش نے نیشنل سکیورٹی کونسل کا ہنگامی اجلاس طلب کیا۔ اس نے اپنے مشیروں سے پہلا سوال ہی یہ کیا تھا کہ اس خطے میں امریکہ کے کن مفادات کو خطرہ درپیش ہے۔

صدر کو تفصیل کے ساتھ مکمل صورت حال سے آگاہ کر دیا گیا۔ میٹنگ کے خاتمے تک وہ بہرحال ایک نتیجے پر پہنچ چکا تھا۔

صدر بش نے عراق پر فوج کشی کر کے صدام حسین کے خطرے کو ہمیشہ کے لئے ختم کرنے کا ''لانگ ٹرم'' منصوبہ بنا لیا تھا۔

لیکن ابھی تک اس نے اشارتاً ہی یہ بات کی تھی۔ صدر کو ابھی ایک اور اہم میٹنگ کے نتائج کا اعلان تھا۔

O

اسی روز دوپہر کے بعد پینٹاگان کے اندرونی خفیہ کمرے میں امریکہ میں متعین سعودی سفیر شہزادہ بندر بن سلطان، امریکی وزیر دفاع ڈک چینی اور چیئرمین جائنٹ چیف آف سٹاف

جنرل کولن پاؤل اس اہم مسئلے پر تبادلہ خیالات کے لئے جمع تھے۔

''آپ صدر محترم کو میری حکومت کے یہ جذبات پہنچا دیجئے کہ امریکہ صدام کو نکالنے کے بعد جو سزا دیتا ہے، ہمیں اس پر شک ہے۔ صدر کو بتا دیجئے کہ ہم نے صدر جمی کارٹر کی اس کارروائی کو ابھی بھلایا نہیں جب ایک ایسے ہی خلفشار کے موقع پر صدر جمی کارٹر نے مملکت سعودیہ کے تحفظ کے لئے صرف ایک درجن غیر مسلح ایف 15 طیارے بھیجے تھے۔ اس مرتبہ کوئی بیوقوف ہی ایسی امداد قبول کرے گا۔ شاہ فہد کو ایسی امداد کی ضرورت نہیں جو اونٹ کے منہ میں زیرے سے زیادہ اہمیت نہ رکھتی ہو..... ہمیں اس امر کی یقین دہانی درکار ہے کہ کیا واقعہ امریکہ صدام کو لگام دینا چاہتا ہے؟

جنرل پاؤل اور ڈک چینی شہزادے کا جارحانہ موڈ سے اندازہ لگا رہے تھے کہ امریکہ کی جان سستی چھوٹتی نظر نہیں آتی۔

انہوں نے شہزادے کو مطمئن کرنے کے لئے پینٹاگان میں عراق کے متوقع حملے سے سعودی عرب کو محفوظ رکھنے کے لئے ڈیزائن کئے گئے نقشے دیکھانے شروع کر دیئے۔

یہ نقشے ایک بنڈل کی صورت میں گزشتہ کئی سالوں سے بندھے رکھے تھے اور آج ایک مدت کے بعد انہیں کھولنے کی ضرورت محسوس ہوئی تھی۔ اس پلان کے مطابق بوقت ضرورت تین ڈویژن فوج ایک ایئر ونگ اور ایک کیریئر ٹاسک فورس خلیج میں روانہ کی جانی تھی۔

ڈک چینی نے شہزادے سے کہا گو صدر ابھی تک متذبذب ہے لیکن امید ہے کہ وہ اس کی اجازت دے دے گا اور جلد ہی امریکہ افواج خلیج کی طرف روانہ ہو جائیں گی۔

شہزادہ اس منصوبے سے بہت مطمئن تھا لیکن اس نے امریکیوں کو باور کرانا ضروری سمجھا کہ سعودی عرب کو ''ڈھیلی ڈھالی'' امداد ہرگز قبول نہیں۔

O

شام پانچ بجے صدر بش قومی سلامتی کونسل کے ایک اور ہنگامی اجلاس میں موجود تھا۔

''جناب صدر! ہماری اطلاعات کے مطابق افواج جنوب میں سعودی عرب کی طرف پیش قدمی کرنے والی ہے۔ عراقی منتخب افواج کے ہراول کو چوکس کر دیا گیا ہے اور صدام حسین مشرقی سعودی عرب میں واقع تیل کے چشموں پر قبضہ کر کے سعودیوں کی شاہ رگ پر اپنی گرفت

Scanned by iqbalmt

Scanned by iqbalmt

مضبوط کرنا چاہتا ہے..... جناب صدر! میں اس نتیجے پر پہنچا ہوں کہ سعودیوں کے لئے عراقی ری پبلیکن گارڈز کو پیچھے دھکیلنا ممکن نہیں ہوگا۔"

سی آئی اے کے ڈائریکٹر ولیسبٹر نے لگی لپٹی رکھے بغیر صدر کو بڑے دعوٰی سے کہہ دیا۔

بحث کا نیا دروازہ کھل گیا۔

اس میٹنگ میں موجود بیشتر جرنیلوں کا خیال تھا کہ ولیم ولیسبٹر نے سی آئی اے کی گزشتہ ناکامی سے جو عراقی افواج کے اچانک حملے سے لاعلمی تھی' دل برداشتہ ہو کر اتنی سخت بات کہہ دی ہے اور وہ اس تجزیے سے مکمل اتفاق نہیں کرتے تھے۔

لیکن.....

امریکی صدر کو ولیم ولیسبٹر سے مکمل اتفاق تھا۔

"میں اس نتیجے پر پہنچا ہوں کہ صدام کا اگلا ہدف سعودی عرب ہے۔ تیل کی سپلائی پر کنٹرول حاصل کرنا اس کا مطمع نظر ہے..... اب ہمارے لئے کوئی مصلحت باقی نہیں رہی۔ میں امریکی مفادات اور عالمی معیشت کو داؤ پر لگانے کا خطرہ مول نہیں لوں گا اور اب بڑی مہم جوئی ناگزیر ہوتی جا رہی ہے۔"

صدر نے فیصلہ کن لہجے میں کہا۔

"جناب صدر! کیا ہم یہ سمجھیں کہ آپ نے ریت میں دیوار کھڑی کرنے کا فیصلہ کر لیا ہے....."

جنرل پاؤل نے امریکی صدر کے دل کی گہرائیوں میں جھانک لیا تھا کہ امریکی فوج کے کمانڈر انچیف (امریکی صدر) نے دریا کی گہرائیوں میں اترنے کا خطرناک فیصلہ کر لیا ہے۔

"کچھ بھی کرنا ہوگا..... صدام کو سبق سکھانا ہوگا۔ امریکہ کم از کم اتنی فوج خلیج میں اتارے کہ صدام کو چھٹی کا دودھ یاد آ جائے اور سعودی عرب پر حملے کی جرأت نہ کر سکے۔"

صدر ابھی تک حتمی بات نہیں کہہ رہا تھا۔

"جناب صدر! کون سی افواج بھیجی جائیں"..... ڈک چینی نے سوال کیا۔

"تم کل صبح مجھے کیمپ ڈیوڈ میں ملو....."

صدر نے اپنے وزیر دفاع کی بات کا جواب دینے کی بجائے جنرل پاؤل کی طرف

دیکھتے ہوئے کہا۔ اب وہ ڈک چینی سے مخاطب ہوا۔

"ہمیں خلیج میں جانا چاہئے..... میری معلومات اتنی مکمل نہیں کہ فوری تمہارے سوال کا جواب دیا جا سکے۔"

میٹنگ روم سے کچھ فاصلے پر موجود ملاقاتی کمرے میں مصر کے سفیر سے ہاتھ ملانے کے بعد "کیٹسا ک ٹینز" کی طرف جانے کے لئے امریکہ میرین کور کے ہیلی کاپٹر میں سوار ہونے سے پہلے صدر نے مصر کے سفیر سے کہا۔

"اگر سعودی عرب نے امداد مانگی تو ہم اپنے دوست کو اتنے بڑے پیمانے پر امداد دیں گے کہ صدام بوکھلا کر رہ جائے گا۔"

اگلی صبح کیمپ ڈیوڈ کے آسپن لاج میں صدر امریکہ اور اس کی مشاورتی ٹیم نے حتمی فیصلہ کر لیا کہ اب امریکہ کو بیک وقت سفارتی اور فوجی محاذ پر تیزی سے آگے بڑھنا تھا۔

جان بیکر نے یہیں سے سفارتی حملے کا آغاز کیا اور "شکار" کرنے منگولیا کی طرف چل دیا وہاں سے اگلے روز وہ ماسکو جا پہنچا۔

بیکر نے ماسکو کے کمزور اور مرعوب حکمرانوں کو اسی روز چاروں شانے چت کر دیا اور روسی حکومت کی طرف سے اعلامیہ جاری ہو گیا جس میں عراق کے اس حملے کی مذمت کرتے ہوئے اسے ہتھیاروں کی معطلی کا حکم سنایا گیا تھا۔

ایک طرف برطانیہ کے ساتھ امریکی شراکت فائدہ مند تھی اور دوسری طرف امریکی انتظامی کی روس کے ساتھ "ورکنگ ریلیشنز شپ" نے کمال دکھا دیا۔ اب امریکیوں نے یواین او پر چڑھائی کرنی تھی تاکہ عراق کی اقتصادی' بحری' بری اور فضائی ناکہ بندی کر کے اس پر دباؤ کا آغاز کیا جائے۔

اگلی میٹنگ میں جنرل نارمن شوارزکوف آرمی کمانڈر برائے مڈل ایسٹ اور جان کیلے نے صدر بش اور اس کی کابینہ کے سامنے فوجی امکانات اور ممکنہ وسائل کی تفصیلات بتانا شروع کیں۔

انہوں نے صدر کو باور کروایا کہ محض بحری بیڑے اور فضائیہ سے کام نہیں چلے گا اور پیدل فوج کو میدان میں اتارنا ناگزیر ہو گیا ہے۔ یہ امکان بھی زیر بحث آیا ہے کہ پیدل فوج کا کام

Scanned by iqbalmt

Scanned by iqbalmt

صدر حسنی مبارک کو سونپ دیا جائے لیکن امریکی کمانڈروں کو خطرہ تھا کہ شاید مصری پیدل افواج عراقیوں کو مرعوب نہ کر سکیں..... وہ بہر صورت بلادِ عرب کے ریتلے صحراؤں میں امریکی بوٹوں کے نشانات ثبت کرنا چاہتے تھے۔

اس کے ساتھ ہی امریکی فوجوں کی صف بندی کا کام شروع ہو گیا۔

امریکیوں نے طے کیا تھا کہ 82 ویں ایئر بورن بریگیڈ کے 2300 جوانوں کو فوراً سعودی عرب روانہ کر دیا جائے۔ جنہیں بحریہ کے کیریئر جہازوں اور ایف 15 طیاروں کا تحفظ حاصل ہو۔

16500 انفنٹری پر مشتمل میرین بریگیڈ جس کے ساتھ بھاری بکتر بند گاڑیاں ہوں گی' نے اس کے بعد روانہ ہونا تھا۔

ان کے پیچھے 101 ایئر موبائیل ڈویژن کے 19 ہزار اور 24 ویں ہیوی آرمڈ ڈویژن کے 12 ہزار جوان جنہیں صحرائی جنگ کی خصوصی تربیت حاصل تھی روانہ ہوں گے۔

ابھی تک امریکیوں نے کویت کو آزاد کرانے کے لئے حملے کا اشارہ تک نہیں دیا تھا۔

واحد جارحانہ کاروائی اگر کوئی کی گئی تو وہ یہ تھی کہ اگر صدام حسین نے سعودی عرب کے آئل فیلڈز پر حملہ کیا تو امریکی افواج اس کا منہ توڑ جواب دیں گی۔

O

صدام حسین نے عراق کے تابوت میں ایک اور کیل ٹھونک دی تھی۔

اس نے چانک ہی اپنا فیصلہ بدل دیا تھا۔

عرب بھائیوں سے اس نے اگلے 24 گھنٹوں میں کویت سے نکل جانے کا وعدہ کیا تھا۔

لیکن.....

اب اچانک اس نے کویت کو عراق کا صوبہ بنانے کا اعلان کر دیا تھا۔ اس صورتِ حال نے شاہ فہد کو پھر ہیجان میں مبتلا کر دیا۔ سعودی حکومت کی طرف سے اچانک ہی امریکہ سے اعلیٰ سطح وفد سعودی عرب بھیجنے کا مطالبہ داغ دیا گیا۔

صدر بش نے 14 گھنٹے کے اندر ڈک چینی کو سعودی عرب روانہ ہونے کا حکم دے دیا

تھا۔

اسی صبح صدر بش نے اردن کے شاہ حسین کے ساتھ 60 منٹ دورانیہ کے انٹرویو کی ایڈوانس ٹیپ دیکھی۔

انٹرویو نشر ہونے سے پہلے صدر بش نے شاہ حسین سے اس مسئلے پر تعاون کی درخواست کی تھی اور شاہ اردون نے اس درخواست پر کان دھرنے کی بجائے امریکہ کو لعن طعن شروع کر دی تھی۔

صدر بش کا پیمانہ صبر بالآخر چھلک پڑا۔

کیمپ ڈیوڈ سے واپسی پر جب وہ ہیلی کاپٹر سے باہر نکلا تو غصے سے لال بھبوکا ہو رہا تھا۔

''مہذب دنیا اس جارحیت کو کبھی برداشت نہیں کرے گی۔ کویت کے خلاف ننگی جارحیت ہوئی ہے..... صدام کو سبق سکھایا جائے گا.....''

بش کو امریکہ پریس نے پہلی مرتبہ اتنے غصے میں دیکھا تھا۔

O

صدر بش کی اس پریس کانفرنس کے چند گھنٹے بعد ہی صدام حسین نے اسے مزید طیش دلایا اور مزید دو ڈویژن فوج سعودی سرحد پر پہنچا دی۔

یہ قدم اس نے ڈک چینی کے جدہ ایئر پورٹ پر اترنے سے چند گھنٹے پہلے اٹھایا تھا۔

آلِ سعود کے شاہی محلات ایک مرتبہ تو لرز کر رہ گئے۔

ڈک چینی جدہ سے سیدھا ریاض پہنچا۔ اس نے شاہ فہد سے دو گھنٹے طویل ملاقات کی۔

اس ملاقات میں اس کی معاونت سی آئی اے کے اعلیٰ افسروں نے جو اس کی ٹیم میں شامل تھے کی۔

انہوں نے شاہ فہد کو سمجھانے کی کوشش کی کہ ان کے سیٹلائٹ کی تصاویر بتاتی کہ صدام صرف گیدڑ بھبھکیاں دے رہا ہے اور اس کے اعلانات کے برعکس اس کی جنگی قوت محدود ہے۔!

''اگر یہ سب کچھ سچ ہے تو ہم خود عراقیوں سے نمٹ لیں گے۔'' شہزادہ عبداللہ نے جو اب تک خاموش تھا کہا۔

''کویت کا رقبہ سعودی عرب کے ہوٹلوں جتنا بھی نہیں اور ہم اس کی تباہی کی قیمت پر جنگ لڑنا نہیں چاہتے۔''

Scanned by iqbalmt

Scanned by iqbalmt

شاہ فہد نے فیصلہ کن لہجے میں کہا۔

یہ جنگ کی طرف کوچ کا فیصلہ کن مرحلہ تھا.....!

''جلالتہ الملک! امریکن حکومت کی خواہش ہے کہ آپ اپنے ملک سے گزرنے والی عراق کے تیل کے پائپ لائن کاٹ دیجئے۔''

یہ اقدام عراقی آمر کو تلملا کر رکھ دیتا.....!

اس کے جواب میں وہ کچھ بھی کر سکتا تھا۔ امریکیوں نے سعودی بادشاہ کو امتحان میں ڈال دیا تھا۔

شاہ فہد نے چند لمحے خاموشی اختیار کی۔

وہ کسی گہری سوچ میں غرق دکھائی دے رہے تھے۔

''ٹھیک ہے''..... انہوں نے صرف دو الفاظ کہے اور اپنے خادمین کو مہمانوں کی مدارت کا حکم دے کر ڈک چینی سے ہاتھ ملا کر دوسرے کمرے میں چلے گئے۔

امریکی وفد نے شاہ کی اس ''ادا'' کا معمولی نوٹس بھی نہیں لیا تھا۔

اس مرحلے پر انہیں بہر صورت شاہ فہد کی حمایت درکار تھی خواہ اس کی کوئی بھی قیمت ادا کرنی پڑے۔

☆☆☆

ڈیزرٹ شیلڈ

تھوڑی دیر بعد ہی ڈک چینی وائٹ ہاؤس فون کر کے کامیابی کا مژدہ سنا رہا تھا۔

اس کے فون کا رابطہ اوول ہاؤس میں سپیکر فون سے کر دیا گیا تھا جہاں صدر بش سکو کرافٹ اور کولن پاول، برطانوی وزیر اعظم مارگریٹ تھیچر سے ملاقات کر رہے تھے۔

آسپن سے لندن واپس آتے ہوئے سفارتی دوا کی ایک اور خوراک دینے کے لئے خصوصی طور پر مختصر قیام کا اہتمام کیا گیا تھا۔ اس درمیان برطانیہ کی آئرن لیڈی نے صدر بش کو ہر طرح اپنے تعاون کی یقین دہانی کرواتے ہوئے یہ بھی باور کروا دیا تھا کہ یورپی یونین میں ابھی اتنا دم خم نہیں ہے کہ وہ برطانیہ کے کسی فیصلے کے خلاف احتجاج کر سکیں۔

ڈک چینی اور صدر بش جب فون پر گفتگو کر رہے تھے تو اس محفل میں بیکر، وائٹ ہاؤس کا چیف آف سٹاف جان سنونو اور نائب صدر ڈان کوئیل بھی موجود تھے۔ یہ امریکہ کی ''منی کابینہ'' کا اجلاس تھا۔

اگلے روز صدر بش نے ٹی وی پر اپنی قوم سے خطاب کرتے ہوئے مشرق وسطیٰ میں امریکی فوجیں روانہ کرنے کے اہم ترین فیصلے کا اعلان کر دیا۔

''ہمارا یہ اقدام جارحیت نہیں..... بلکہ جارحیت کے خلاف کمزوروں کا دفاع ہے۔''

صدر نے کینیڈا اور برطانیہ کا شکریہ خاص طور سے ادا کیا تھا اور یہ گوہر افشانی بھی فرما دی تھی کہ مارگریٹ تھیچر سے بڑھ کر آزادی اور خود مختاری کا دوست کوئی نہیں۔

فرانس، جرمنی اور جاپان سے تعاون کا معاملہ ابھی باقی تھا۔

O

ایک لاکھ پچیس ہزار امریکی فوجی خلیج کی طرف یلغار کر رہے تھے۔

Scanned by iqbalmt

Scanned by iqbalmt

عالم اسلام پر سکتہ طاری تھا۔

دنیا بھر کے مسلمان ممالک کے عوام اپنے حکمرانوں سے ٹکرا گئے تھے۔

جذباتی مسلمانوں کو احساس ہی نہ ہو سکا کہ وہ کس عالمی صیہونی سازش کا شکار ہوئے تھے۔

صدام حسین صیہونی سازش کا شکار ہو گیا تھا۔

عالم اسلام کے دو مضبوط ستون عراق اور پاکستان اسرائیل کی آنکھوں میں کانٹوں کی طرح کھٹکتے تھے اور انہوں نے اندازہ کر لیا تھا کہ وہ ان دونوں کے ساتھ براہ راست ٹکراؤ سے وہ نتائج کبھی حاصل نہیں کر پائیں گے جو وہ حاصل کرنا چاہتے تھے۔

یہودیوں نے امریکہ کو قربانی کا بکرا بنا دیا تھا.....

خود کو بزعم خویش سپر پاور بتانے والا امریکہ اسرائیل کے جال میں پھنستا جا رہا تھا۔

ساری دنیا کے مدبر مسلمان اور ان کی حکومتیں جو اس سازش کو سمجھنے لگی تھیں' اپنے عوام کو ٹھنڈا کر رہی تھیں۔

ان بحرانی لمحات میں جب عالم اسلام بین الاقوامی یہودی سازش کا شکار ہو چکا تھا' بیشتر مسلمان ممالک خصوصاً پاکستان جو اسلام کا آخری قلعہ ہے سیاستدان اپنے گھناؤنے ہتھکنڈوں کے ساتھ میدان عمل میں اتر آئے!

اپنی ذاتی عناد' محرومیوں اور ناکامیوں کو انہوں نے اپنی ناک کا مسئلہ بنا کر عراق اتحادی جنگ کی آڑ میں اپنا شکار کھیلنا شروع کر دیا تھا۔

دشمن کی سازش کو جانتے ہوئے بھی ناعاقبت اندیش سیاسی گُرگے اسے اپوزیشن اور حکومت کی جنگ بنانے پر تل گئے تھے۔

پاکستانی عوام کو حقائق بتائے بغیر اندھیرے میں رکھ کر ایک سازش کے تحت دو کیمپوں میں تقسیم کر دیا گیا۔ایک عراق کا حامی دوسرا مخالف.....!!

ان حالات میں حکومت کے لئے کوئی سیاسی لائحہ عمل طے کرنے ممکن ہی نہیں رہا تھا.....!

ایک وقت میں ایک ہی کام ہو سکتا تھا۔

حکومت یا تو بین الاقوامی سازش کا مقابلہ کرتی یا پھر اپنے مخالفین سے نمٹتی۔

افسوس! حکومت نے دونوں محاذوں پر شکست کھائی۔

O

ابو احمد کے لئے عراق کی طرف سے کویت پر قبضے کی اطلاع ایک نہ بھولنے والا سانحہ تھی۔

اس روز جب وہ برمنگھم کی ایک مسجد میں اپنے ساتھیوں کے ساتھ نماز ادا کر رہا تھا.....

ایک مقامی بھارتی مسلمان نے مسجد میں آ کر یہ خبر سنائی۔

تمام نمازیوں پر سکتہ طاری ہو گیا۔

یہاں ابو احمد اپنی شناخت بدل کر رہائش پذیر تھا۔وہ چپ چاپ مسجد سے باہر آ گیا' اپنے گھر کی طرف کار ڈرائیو کرتے ہوئے وہ سوچ رہا تھا کہ ان کے اندازے کتنے غلط ثابت ہوئے۔

فلسطینیوں نے اپنی جانیں ہتھیلی پر رکھ کر عراق کو مضبوط کیا تھا وہ اس لئے کہ وہ ان کی نئی اُمید تھا۔

مسلمان حکمرانوں سے وابستہ ان کی اُمیدیں ایک ایک کر کے دم توڑنے لگی تھیں۔

ان حالات میں صدام کے دعویٰ کو سچ جان کر وہ اس کے سپاہی بن گئے تھے۔

ہر وہ مسلمان جو اسرائیل کے ساتھ آہنی ہاتھوں سے نمٹنے کا دعویٰ دار ہو ان کے لئے سایۂ رحمت تھا۔

ابو احمد اور اس کے ساتھیوں نے سوچ لیا تھا کہ ایک دن آئے گا جب عراق اپنے اعلانات کے مطابق اسرائیل پر حملہ کرے گا اور مسلمانوں کی گمشدہ عظمت واپس لوٹ آئے گی۔

لیکن.....

اس کے برعکس عراق کے ٹینکوں نے کویت ہی کو روند ڈالا.....!

کویت اور دنیا بھر میں موجود بیشتر رہنماؤں نے صدر صدام حسین کے اس اقدام کو سراہتے ہوئے اس کی حمایت کا اعلان کیا تھا۔

لیکن.....!

Scanned by iqbalmt

Scanned by iqbalmt

ابواحمد جانتا تھا کہ مسلمان ایک مرتبہ پھر اپنی سادہ دلی کے ہاتھوں مار کھا گئے ہیں۔

وہ سب یہودیوں کے بچھائے جال میں بری طرح پھنس گئے تھے۔ اول تو ابواحمد کو عراق کے کویت پر قبضہ کی منطق ہی سمجھ نہیں آ رہی تھی۔

اگر اس کو تسلیم کر بھی لیا جاتا تو بھی اس بات کے امکانات نہ ہونے کے برابر تھے کہ عراق اس قبضے کو برقرار رکھ سکتا۔

ابواحمد انقلابی مسلمان مجاہد تھا وہ جانتا تھا کہ غیر مسلم قوتیں کویت کو آزاد کروانے کے چکر میں عراق کا صفایا کر دیں گی۔

اب اس کے دل سے ایک ہی دعا نکلتی تھی کہ خدا کرے مسلمان ممالک کی کوششیں بار آور ثابت ہوں اور عراق کویت سے اپنی فوجیں نکال لے۔

اس کا دل گواہی دے رہا تھا کہ اگر عراق ان حالات میں اسرائیل پر حملہ کر دے تو عالم اسلام اس کی پشت پر کھڑا ہوگا۔

لیکن.....!

اس کی سوچ خوابوں میں رہنے والے مسلمان کی سوچ تھی۔

وہ نہیں جانتا تھا کہ اقتدار کے نشے میں اندھا صدام حسین ساری دنیا کے مسلمانوں کے جذبات کو روندتے ہوئے کویت سے بھی آگے بڑھ کر اب سعودی عرب پر نظریں جمائے بیٹھا ہے۔

O

اگلے تین ہفتے صدر بش کے لئے بڑے اعصاب شکن تھے۔

اس درمیان امریکہ خاموشی سے صدام حسین کی حرکات نوٹ کرتا رہا۔ صدام نے سعودی عرب کی فضائی خلاف ورزی متعدد مرتبہ کر کے امریکنوں کو للکارا۔

لیکن.....

ابھی امریکن خاموش رہو اور انتظار کرو کی پالیسی پر سختی سے عمل پیرا تھے۔ صدر بش کو روزانہ سیٹلائٹ کی تصاویر بھیجی جاتی تھیں جن میں دکھایا گیا تھا کہ عراق ہر اول اب سعودی عرب کی سرحد کی طرف بڑھ رہا ہے اور صدام اپنی تازہ دم افواج کے دستے اگلے محاذوں پر پہنچا رہا ہے۔

صدر بش نے اب اگلا سفارتی حملہ کیا اور اقوام متحدہ کی قرارداد کو مزید مؤثر کروانے کے چکر میں عراق کی بحری ناکہ بندی بھی کر دی۔

خوفزدہ اور انتہائی محتاط امریکیوں کے لئے وہ لمحات انتہائی حیران کن تھے۔ جب امریکنوں نے ایک عراقی آئل ٹینکر کو جو سرحدی ناکہ بندی توڑنے کی کوشش کر رہا تھا' اپنا نشانہ بنایا اور عراق کی طرف سے بغیر مزاحمت کے پسپائی اختیار کر لی گئی۔

حالانکہ امریکی کسی سخت ردعمل کی توقع کر رہے تھے۔

دیگ کا ذائقہ چکھنے کے لئے امریکنوں نے چند چاول ہی چکھے تھے اب اگر کوئی غلط فہمی باقی رہی بھی تھی تو ختم ہوگئی۔

تین بحرانی ہفتے اس کیفیت کی نذر ہو گئے۔

ان تین ہفتوں مین اگر عراق چاہتا تو بڑی آسانی سے گلف کے ساحل کی نچلی سمت میں اُردن کے راستے اسرائیل کی طرف متحدہ عرب امارات تک ایڈوانس کر سکتا تھا۔

لیکن.....!

عراق کا مرد آہن صرف گیدڑ بھبکیوں سے کام لیتا رہا۔

ان تین ہفتوں میں اس نے اتحادیوں کو موقعہ دیا کہ وہ اطمینان سے اپنی افواج ٹڈل ایسٹ میں اپنی مرضی کے ساحلوں اور زمین پر اُتار لیں.....!

صدام کے ڈھول کا پول اس مرحلے پر کھل گیا تھا۔

اس درمیان امریکنوں نے پچاس بی 52 بمبار طیارے ڈیگو گارشیا میں جمع کر لئے تھے۔

صرف تین بی 52 طیاروں سے اہداف پر 76500 پونڈ بارود گرایا جا سکتا تھا۔ اس کے باوجود بیکر اور کرافٹ صدر بش کو جنگ سے حتی الوسع احتراز برتنے کی کوششوں میں لگے تھے۔

پینٹاگان نے فی الوقت یہی منصوبہ بنایا تھا کہ اگر ناگزیر ہوا اور عراق نے اپنی افواج سعودی عرب میں داخل کر دیں تو وہ عراق کے انتہائی اہم فوجی نوعیت کے اہداف پر فضائی حملے کریں گے۔

لیکن.....!

Scanned by iqbalmt

Scanned by iqbalmt

زمینی جنگ کا ابھی تک کوئی منصوبہ زیر بحث نہیں آیا تھا۔

O

ابھی تک امریکن صدام کی دھمکیوں کا جائزہ لے رہے تھے۔ بالآخر انہوں نے صدام کو میدان میں اتارنے کا فیصلہ کر ہی لیا۔

4 اگست کو جنرل کولن پاول کا حکم پینٹا گان کو موصول ہوا۔

''انڈی پینڈنس'' اور ''آئزن ہاور'' سمیت 50 جنگی جہازوں کا رخ خلیج کی طرف موڑ دو۔

اس روز فلوریڈا میں جنرل شواز کوف کے ہیڈ کوارٹرز کو انتہائی اہم حکم جاری ہوا۔

''افواج کی صف بندی کے تفصیلی منصوبے تیار کر لئے جائیں۔''

اگلے روز چیف آف ٹرانسپورٹ کمانڈر جنرل ہنس فورڈ جانسن کو حکم ملا کہ وہ امریکی تاریخ میں تیز ترین اور سب سے بڑی فوج کو دور دراز مقامات پر پہنچانے کے لئے ''سٹینڈ بائی پوزیشن'' میں آ جائے۔

کرنل راک فیلڈ جو واشنگٹن نیوی یارڈ میں سی لیفٹ کے مرکز پیغامات میں ''آن ڈیوٹی'' تھا' کے سامنے احکامات کے ڈھیر لگتے چلے جا رہے تھے۔ بڑی افراتفری میں وہ اپنے دفتر تک پہنچا اور وہاں موجود آہنی سیف سے ایک پرانا نقشہ نکالا جس میں امریکی ہائی کمان کی طرف سے مشرق وسطیٰ میں صف بندی کا منصوبہ بنایا گیا تھا .....!!

''اُف میرے خدایا سب کچھ کیسے ممکن ہوگا.....''

اس کے منہ سے بے ساختہ نکلا کیونکہ فی الوقت یہ منصوبہ اس کے کسی کام نہیں آ سکتا تھا۔

پینٹا گان کے پاس 88ء میں تیار کردہ ایک منصوبہ (10-2-88) موجود تھا جس میں پلان کیا گیا تھا کہ امریکہ خلیج فارس میں لڑائی کس طرح لڑ سکتا ہے' لیکن اب اس کا بنیادی مفروضہ ہی غلط ثابت ہو رہا تھا کیونکہ ایران اس جنگ کا حصہ نہیں تھا۔

اس منصوبے کے مطابق بھی صدر کو تیس دن کے اندر اپنے احکامات پینٹا گان کو پہنچانے تھے جبکہ یہاں صورت حال بالکل مختلف تھی اور صدام نے امریکہ کو تیاری کا موقع ہی نہیں

دیا تھا۔

89ء کے موسم گرما میں جائنٹ چیف آف سٹاف کمیٹی کی اس رپورٹ کے بعد کہ اب روس سے براہ راست تصادم کا کوئی خطرہ باقی نہیں رہا۔ جنرل شواز کوف نے ایک نیا پلان نمبر (10-2-90) پر کام شروع کیا۔

خوش قسمتی سے امریکی افواج جولائی میں ایک جنگی مشق ''کمانڈ لوسٹ ایکسرسائز'' (سی پی ایکس) کر چکی تھیں۔

اور مزید خوش قسمتی سے اس میں دشمن کا کردار ''عراق'' نے ادا کیا تھا۔ اس مشق کے بعد سے امریکن اس اندازے پر پہنچ گئے تھے کہ صدام حسین کے ساتھ محاذ آرائی کی صورت میں انہیں کس تربیت اور تنظیم سے میدان کارزار میں اترنا ہے۔

دوران جنگ امریکی فوج کی روزانہ صف بندی کا کام پینٹا گان کے ''میجک کمپیوٹر'' انجام دیتے تھے۔ جسے ٹائم فیزڈ فورس ڈیپلائمنٹ لسٹ اور مختصر نام ''ٹپ فڈل'' کہا جاتا ہے۔

ٹپ فڈل بتاتا ہے کہ کسی بھی شخص یا سامان کو کسی بھی جگہ سے میدان کارزار تک کیسے پہنچایا جاتا ہے۔

لیکن.....

ابھی تک (10-2-90) پروگرام کو ''ٹپ فڈل'' کے ذریعے ترتیب نہیں دیا جا سکا تھا۔ جس کا مطلب یہ تھا کہ یہ کمپیوٹر فی الوقت امریکی فوج کے لئے خدمات انجام نہیں دے سکیں گے۔

اس نازک مرحلے پر امریکی فوج کے انجینئر نے ''فوجی معجزہ'' انجام دیا اور ''ریکارڈ مدت'' میں (10-2-90) کو کمپیوٹر میں پروگرام کر دیا۔

☆☆☆

Scanned by iqbalmt

Scanned by iqbalmt

ڈیزرٹ سٹارم

''آگے بڑھو اور کارروائی کے لئے تیار ہو جاؤ۔''

6 اگست کی صبح جیسے ہی یہ حکم لینگلے ہمپٹن ایئر بیس پر موصول ہوا اگلے ہی لمحے ایف 15 طیاروں کے دو سکواڈرن ریاض اور دہران کی طرف پرواز کر گئے۔

اس کارروائی کے پس پردہ صدام حسین کے جیٹ طیاروں پر بالادستی حاصل کرنے کی حکمت عملی کارفرما تھی۔ امریکی اپنے مایہ ناز 82 ایئر بورن ڈویژن کے لئے فضائی تحفظ فراہم کر چکے تھے.....!

اڑتالیس ایف 15 طیارے سعودی عرب پر اترے تو ان کے پائلٹوں کو یقین نہیں آ رہا تھا کہ وہ کسی فضائی جھڑپ کے بغیر یہاں تک پہنچ جائیں گے۔

صدام حسین نے یہاں پھر کمزوری دکھائی اور فرسٹ ٹیکٹیکل ایئر ونگ پر فضائی قوت ہونے کے باوجود حملہ نہیں کیا۔

امریکنوں کے لئے صدام حسین کے مگ طیارے کوئی مسئلہ ہی نہیں تھے کیونکہ مشرقی یورپ سے نکلنے کے بعد روس کی ان طیاروں کے متعلق چھوڑی تمام معلومات امریکن کو مل چکی تھیں۔

فرانس سے حال ہی میں حاصل کردہ 30 میراج البتہ کوئی مسئلہ پیدا کر سکتے تھے یا پھر وہ قوی ہیکل۔ 15 ہاک میزائل تھے جو کویت سے صدام حسین کے ہاتھ لگے تھے۔ اگر عراقیوں نے ان کا استعمال سیکھ لیا تھا تو یہ امریکن ایف 15 کے لئے بے حد خطرناک ثابت ہو سکتے تھے۔

امریکہ کے فرسٹ ٹیکٹیکل ایئر ونگ کے ساتھ آنے والے 82 ایئر بورن ڈویژن بریگیڈ کے چھاتہ برداروں نے توپوں کے عین درمیان اپنا کیمپ لگایا تھا۔ یہ بریگیڈ ہلکے اینٹی ٹینک

ہتھیاروں اور ایم 55 ریکائلس رائفلز سے لیس تھا..... ان کے ہمراہ کوئی ٹینک نہیں تھا۔

اگلے سات دنوں تک بھی امریکن یہاں کوئی ٹینک نہیں پہنچا سکے۔

اس کے باوجود صدام حسین خاموش رہا۔

اس دوران چیف آف آرمی سٹاف جنرل کارل ایف کی جان پر بنی رہی' وہ جانتا تھا کہ اس بریگیڈ کے پاس صدام حسین کے حملے کا کوئی جواب نہیں۔

اگر صدام حسین نے سعودی عرب کی سرحد عبور کر لی تو دہران تک کوئی طاقت اس کے راستے کی دیوار نہیں بن سکتی تھی۔

لیکن.....

خوشگوار حیرت سے امریکنوں کے منہ کھلے کے کھلے رہ گئے کہ صدام حسین کے فوجی اس درمیان صرف دُربین لگائے صحرا کا تماشہ کرتے رہے۔

''ڈیزرٹ شیلڈ'' کا پہلا مہینہ جنرل شوازکوف کے لئے بڑا اعصاب شکن تھا۔

عراق نے ڈیفنس انٹیلی جنس ایجنسی (ڈی آئی اے) کے ممکنہ اندازوں کے برعکس تین گنا زیادہ پھرتی سے کویت کو پامال کیا تھا۔ کویت پر حملے کے بعد ڈی آئی اے نے صدام کی دس لاکھ فوج جسے ایران کے خلاف جنگ کا آٹھ سالہ تجربہ حاصل تھا اور اس کے آلات حرب وضرب کو پیش نظر رکھ کر منصوبہ بندی کی تھی۔

لیکن.....

سی آئی اے کی اس رپورٹ نے جو ''موساد'' کی معاونت سے تیار کی گئی' امریکنوں کو بتایا کہ ڈی آئی اے کے ممکنہ اندازوں کے برعکس عراق کے پاس ایک ہزار ٹینک' دو ہزار بکتر بند گاڑیاں اور ڈھائی سو لڑاکا طیارے اس تعداد سے زیادہ ہیں جو امریکنوں کو بتائی گئی ہے۔

اسی مہارت اور طاقت کے ساتھ عراق سعودی سرحدوں کی طرف بڑھ رہا تھا۔

صدام کی طرف سے مسلسل خاموشی اور محض نمائش کو اتحادیوں نے ''تائید غیبی'' جانا تھا.....!

جنرل شوازکوف کے لئے سب سے اہم مسئلہ یہ تھا کہ 24 ویں میکنائزڈ انفنٹری ڈویژن کو اس کے 216 ایم آئی اے ٹینکوں سمیت کس طرح میدان کارزار میں اتارے

Scanned by iqbalmt

Scanned by iqbalmt

''ڈیزرٹ شیلڈ'' کے مطابق 120 دنوں میں تمام سامان حرب وضرب مقررہ مقامات تک پہنچانا تھا لیکن بعد میں نیوی نے یہ معیاد گھٹا کر 95 یوم کر دی۔ انتظار کے دنوں میں اس نے کمپیوٹر کے چھوٹے نقشے واپس لے کر تمام ٹینکوں کو نئے نقشے فراہم کئے تھے۔

ایئر فورس سے مزید مدد طلب کی گئی۔ اے 10 کلوز اپ طیاروں کے علاوہ مزید میزائل طلب کئے گئے اور صدام حسین کے سکڈ میزائل سے بچنے کے لئے پیٹریاٹ میزائل کی بیٹریوں کا جال بڑی تیزی سے بچھایا گیا۔

ان ایام میں اگر صدام چاہتا تو ایک گولی فائر کئے بغیر دہران تک قابض ہو سکتا تھا اور جنرل شوازکوف کے پاس ان دنوں عراق کے اس حملے کا صرف ایک ہی جواب ہوتا.....اور وہ تھا پسپائی.....!

جنرل شوازکوف ابھی تک اپنے میڈیکل یونٹس کا منتظر تھا۔

اس صرف ''دھوکے کی چال'' چلنا تھی جو وہ کامیابی سے چلتا رہا۔

اور ''مردِ آہن صدام حسین'' بڑی آسانی سے اس کا شکار ہوتا گیا۔

پینٹاگان کی طرف سے فوجوں کی روانگی کے اعلانات کا تانتا بندھا رہا جبکہ صورت حال اس کے بالکل برعکس تھی اور ان اعلانات کی حیثیت صرف ''کاغذی'' تھی۔

صدام حسین کی انٹیلی جنس کا سب سے اہم ذریعہ معلومات ''سی این این'' تھا اور جنرل شوازکوف نے اس بات کا خصوصی اہتمام کر رکھا تھا کہ ٹی وی کا عملہ ہر چند منٹ کے بعد اترنے والی ٹرانسپورٹ تصاویر باقاعدگی سے دکھاتا رہے۔

پینٹاگان کا ٹرانسپورٹ عملہ اس ہنگامی صورت حال سے نمٹنے میں شدید دشواری محسوس کر رہا تھا جو جنرل شوازکوف نے ان پر ڈال دی تھی۔

لاکھوں فوجیوں کو ان کے سامان سمیت امریکہ سے سعودی عرب پہنچانا ایک عذاب شکن کام تھا۔ امریکیوں نے اس سے پہلے دوسری جنگ عظیم میں ''نارمنڈی'' میں ایسا آپریشن کیا تھا لیکن یہ تجربہ اس سے کئی گنا زیادہ قوت اور استعداد کا متقاضی تھا۔

کمپیوٹروں کے ذریعے ساری دنیا میں بکھرے چار سو پچاسی سی۔ 5' سی 130 اور سی۔ 141 طیاروں کا سراغ لگا کر انہیں ایک جگہ اکٹھا کرنا ہی آسان نہیں تھا۔

لیکن.....

امریکن ڈٹ گئے۔

آرمی اور نیوی کے افسروں نے ٹریفک کے سپاہیوں کی طرح ریلوے بوگیوں اور بندرگاہوں کی گودیوں میں کھڑے ہو کر دن رات کام کیا۔

کئی دفعہ ایسا ہوا کہ کارگو طیارے غلط مقامات پر اتر گئے۔ توپیں کہیں اور ان کا ایمونیشن کہیں اور اتار دیا گیا۔

لیکن.....

اگست کے آخر تک کارگو طیاروں نے روزانہ تین سو پروازوں کا ریکارڈ قائم کرتے ہوئے 72 ہزار فوجی اور ایک لاکھ ٹن سامان خلیج میں پہنچا دیا۔

نیوی کے حالات اس سے بھی زیادہ نازک تھے۔ بھاری ساز وسامان کی نقل وحمل کے لئے دوسری جنگ عظیم میں استعمال شدہ 96 وکٹری جہازوں سے کام لیا گیا۔ پریشان حال نیوی کے اعلیٰ افسران امریکہ بھر میں اس عملے کو تلاش کرتے رہے جو پرانے بوائلروں کو چلانے کا تجربہ رکھتے ہوں۔

ان بوسیدہ جہازوں کے ذریعے امریکنوں نے بحر اوقیانوس عبور کرنے کا خطرناک مرحلہ بڑی کامیابی سے طے کیا۔

بعد از خرابی بسیار آٹھ تیز رفتار سی لفٹ جہازوں کو قابل استعمال بنایا گیا اور اوائل ستمبر تک 24 واں ڈویژن خلیج میں پہنچ گیا تو شوازکوف کے دم میں دم آیا۔ اس درمیان وہ مسلسل اس خوف کا شکار رہا کہ کہیں صدام حسین اس پر اچانک حملہ نہ کر دے۔

لیکن.....!

ساری دنیا کے جنگی مبصرین یہ سمجھنے سے قاصر رہے کہ صدام حسین نے اگر حملہ نہیں کرنا تھا تو یہ سارا ''کھڑاگ'' پھیلانے کی ضرورت ہی کیا تھی۔

امریکی جرنیل اس خوف سے کانپ رہے تھے کہ جب ان کے مردہ سپاہی امریکہ پہنچنے شروع ہوئے تو ان کے قومی مورال کا بیڑہ غرق ہو جائے گا۔

صدام دعوے کرتا رہا۔

Scanned by iqbalmt

Scanned by iqbalmt

لیکن.....!

اس کے دعوؤں کی حیثیت گیدڑ بھبھکیوں سے زیادہ کچھ نہیں تھی۔

صدام کے جرنیل شوازکوف کو مسلسل حیرت اور خوف میں مبتلا کرنے کی پالیسی پر کامیابی سے عمل پیرا رہے۔ جنوری کے آغاز میں اس نے اپنی مایہ ناز ''ری پبلکن گارڈز'' کی ڈیڑھ لاکھ نفری کو جنوبی عراق سے لا کر ان حالات میں سعودی سرحدوں پر بٹھا دیا جبکہ انہوں نے اپنی جنگی مشقوں میں ابھی توپ چلانے کی مکمل تربیت بھی حاصل نہیں کی تھی۔

لیکن.....

صدام کو صرف یہ اطمینان ضرور حاصل تھا کہ یہ لوگ مورچے نہیں چھوڑیں گے اور اپنی اے۔ کے 47 توپوں سے فائر کرتے رہیں گے۔ ان کے پیچھے مضبوط میکنائزڈ اور آرمڈ یونٹس اور آخر میں ریپبلکن گارڈز تعینات تھے۔

صدام کے جرنیل انتہائی جدید اور مضبوط صف بندی کر رہے تھے لیکن تاریخ اس مرحلے پر خاموش ہے کہ آخر کس کے لئے؟

امریکی حیران رہ گئے جب اس نے کویت کے ساحل کے ساتھ انفنٹری یونٹوں کی جگہ آرمڈ دستے تعینات کر دیئے۔

عراق اور سعودی عرب کے درمیان ''غیر جانبدار علاقے'' میں بکتر بند دستوں نے پوزیشن سنبھال لی۔

وہ لائن جس پر شوازکوف چاروں طرف سے حاوی ہونا چاہتا تھا' خطرناک حد تک طویل ہوگئی۔

صاف دکھائی دے رہا تھا کہ اگر کور نمبر 13 سامنے سے گزرنے میں کامیاب ہو جائے تب ہی وہ ''ری پبلکن گارڈز'' کو گھیرے میں لے سکے گی۔ عراقی ایسی پوزیشن میں چلے گئے تھے کہ وہ جب بھی چاہتے کویت سے جوابی حملہ کر کے امریکیوں کے منصوبے پر پانی پھیر دیتے۔

شوازکوف اس مرحلے پر واقعی گھبرا گیا۔ اسے ''وسیع تر پھیلاؤ'' کے ساتھ ایڈوانس کرنا تھا تاکہ حملے کی صورت میں ریپبلکن گارڈز کو عراقی فوج سے کاٹ کر رکھ دے۔ ہنگامی بنیادوں پر پینٹاگان نے ایک مرتبہ پھر جنرل شوازکوف کی درخواست پر جرمنی میں مقیم 7 ویں کور کو خلیج میں

پہنچانا شروع کر دیا۔

O

30 اکتوبر کو جنرل پاول اور ڈک چینی نے امریکی صدر کو بتایا کہ ''ڈیزرٹ شیلڈ'' کا دوسرا مرحلہ یعنی نیا فوجی اجتماع 15 جنوری تک مکمل ہو جائے گا۔

اگلے روز صدر بش' ہاروین' بیکر' جنرل پاول' ڈک چینی' وائٹ اور سکوکرافٹ پر مشتمل ٹیم نے ایک ہنگامی میٹنگ میں طویل بحث و مباحثے کے بعد یہ نتیجہ اخذ کیا کہ صدام حسین پر ابھی تک امریکی فوجی دباؤ کا کوئی اثر نہیں پڑا اور وہ اپنی ضد پر اڑا ہوا ہے۔

''جناب صدر! ہمیں اب دفاع سے نکل کر حملے کی پوزیشن میں آنا ہوگا۔ مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ اس کے سوا کوئی چارہ باقی نہیں رہا۔''

امریکی صدر اس بات کو سمجھتا تھا کہ فوجوں کی تعداد میں بتدریج اضافہ جنگ کا لازمی پیش خیمہ بن جائے گا لیکن اس کے سوا وہ کر بھی کیا سکتا تھا۔

اس اہم ترین خفیہ اجلاس میں اس امر سے اتفاق کیا گیا کہ بین الاقوامی کولیشن کے ممبران کو حکمت عملی میں کی گئی تبدیلی سے لازماً مطلع کیا جائے۔ یہ سوال اپنی جگہ غور طلب تھا کہ اس کا اندرون ملک ردعمل کیا ہوگا۔

3 نومبر کو بیکر پھر ایک نازک مشن پر جا رہا تھا۔

امریکہ اب اقوام متحدہ سے ایک ایسی قرارداد پر مہر ثبت کرانا چاہتا تھا جس میں اس امر کی اجازت ہو کہ اگر صدام کویت سے غیر مشروط واپسی اختیار نہ کرے تو اس کے خلاف طاقت استعمال کی جا سکتی ہے۔

بیکر سیدھا جدہ پہنچا جہاں پہلے مرحلے پر اسے اہم کامیابی ملی جب شاہ فہد نے بادلِ نخواستہ ہی سہی اس منصوبے پر حکم صادر کر دیا۔

اس کی اگلی منزل ماسکو تھی۔

جہاں ایک قباحت پہلے ہی سے درپیش تھی کہ گورباچوف نے اپنا ذاتی ایلچی پریما کوف جو پرانا عربی دان اور عراق کا زبردست حامی رہا تھا' بغداد بھیج دیا تھا جبکہ روسی وزیر خارجہ شیورڈ ناتزے امریکی وزیر خارجہ بیکر کا حامی تھا۔

Scanned by iqbalmt

Scanned by iqbalmt

گورباچوف پریشان تھا کہ کس کا ساتھ دے اور کس کا نہ دے۔ اس مسئلے پر اس کی کابینہ واقعی دو گروپوں میں بٹ گئی تھی۔

لیکن.....

کامیابی بیکر کا مقدر بنی۔

گورباچوف نے بیکر کو ماسکو سے باہر اپنی قیام گاہ پر بلایا۔ وہ اب بھی امن کے امکانات کی بابت پرامید تھا۔ اس کی خواہش تھی کہ صدام کو اشتعال نہ دلایا جائے۔ اس نے کوئی وعدہ تو نہیں کیا لیکن اپنی دو انگلیاں جوڑ کر یہ ضرور کہا کہ وقت آنے پر ہم اسی طرح اکٹھے ہو جائیں گے۔

شیورڈ ناتزے نے البتہ کھل کر کہہ دیا۔ ''بعض دفعہ طاقت کا استعمال ناگزیر ہو جاتا ہے۔''

بیکر یہ گرین سگنل لے کر واشنگٹن آ گیا۔

اکتوبر کے اواخر میں صدر بش نے خلیج میں اپنی فوجوں کی تعداد دوگنا کرنے کا اعلان کر کے جنگ کے فیصلے پر مہر ثبت کر دی۔

امریکہ یو این او کے سیکرٹری جنرل پر دباؤ ڈال رہا تھا کہ صدام کے خلاف طاقت کے استعمال کی اجازت کے بارے میں قرارداد کی توثیق کر دے۔ اس کی راہ میں صرف ایک رکاوٹ تھی اور وہ تھا روس کا ''ڈیڈ لائن'' کے لئے بڑھتا ہوا اصرار۔ روس نے 15 جنوری پر زور دیا اور اس کی بات مان لی گئی۔

O

20 دسمبر کو صدر بش نے بی وائل مرغ کا سالانہ شکار کھیلا.....

نئے سال کی تقریب اس نے ہوسٹن میں منائی پھر بارہ دن کی رخصت پر کیمپ ڈیوڈ روانہ ہو گیا۔

سال نو کے آغاز تک اس کی خوش فہمی برقرار رہی۔ صدام کو آخری موقعہ دینے کے لئے اس نے پیشکش کی کہ وہ بیکر کو عراقی وزیر خارجہ طارق عزیز کے ساتھ ملاقات کے لئے جنیوا بھیجے گا۔

دنیا میں امید کی نئی کرن پھوٹی۔ مصالحت کی قیاس آرائیاں جنم لینے لگیں۔ بش کو طارق

عزیز پر اعتماد نہیں تھا..... صدر جانتا تھا کہ اس کی حیثیت ایک غلام سے زیادہ کچھ نہیں اور وہ اتنی ہمت بھی نہیں رکھتا کہ بیکر اور اپنے درمیان ہونے والی کوئی ایسی گفتگو بھی صدام تک پہنچا سکے جس سے صدام کا موڈ خراب ہو جائے۔

صدر بش اپنا ایک ذاتی خط اس کے ذریعے صدام حسین تک پہنچانا چاہتا تھا جو طارق عزیز نے وصول کرنے سے انکار کر دیا۔

طارق عزیز نے خط وصول کرنے سے انکار کر کے صدر بش کو ایک ''سیاسی تحفہ'' دے دیا تھا۔ اب وہ کانگریس اور سینٹ میں اپنے مخالفین کو مطمئن کر سکتا تھا۔ جو اس پر ''جنگی جنون'' کے الزامات لگا رہے تھے۔

تین روز بعد کانگریس میں طاقت کے استعمال پر ووٹنگ ہوئی۔ سینٹ میں صرف پانچ ووٹوں کے فرق سے اسے منظوری کا سگنل مل گیا۔

صدر صدام اپنے مطالبات پر اڑا رہا۔ وہ جنرل پاول کے اس پیغام کو بھی نہ سمجھ پایا جس میں اس نے کہا تھا۔ ''اگر ہم لڑے تو فتح کے لئے لڑیں گے۔ خود کو تماشہ نہیں بنائیں گے۔''

اس کے ناعاقبت اندیش اور خوفزدہ مشیر اس کی ہاں میں ہاں ملاتے رہے۔ بالآخر وہ منحوس گھڑی آ گئی جب بغداد کی فضائیں اتحادیوں کے طیاروں کی گڑگڑاہٹ سے گونج اٹھیں..... آپریشن ڈیزرٹ سٹارم شروع ہو گیا۔ بالآخر یہودی منصوبہ کامیاب ہو گیا۔

اپنے چار پانچ شہریوں اور پانچ سات مکانات کی قربانی دے کر ''موساد'' نے عالم اسلام کے آہنی ستون کو مسمار کروا دیا۔

O

آج ''موساد'' کے ہیڈ کوارٹر میں جشن مسرت برپا تھا.....!

بریگیڈیئر شمیر نے ''فتح کا جام'' تجویز کرتے ہوئے کہا۔

''یہ ہماری فتوحات کا آغاز ہے..... ہماری اگلی منزل ہے کہوٹہ ری ایکٹر جس کے لئے ہمارے بھارتی دوست ہمارے شانہ بشانہ کھڑے ہوں گے۔''

''را'' کے افسران کی خصوصی ٹیم اس جشن مسرت میں شمولیت کے لئے تل ابیب پہنچی تھی۔

Scanned by iqbalmt

امریش پوری اور بریگیڈیئر شمیر نے اپنے جام آپس میں ٹکرائے۔ اس کے ساتھ ہی ''را'' اور ''موساد'' نے اپنا حصہ اس فتح میں ڈالا اور شراب اپنے حلق میں انڈیلنے لگے۔

ان کے سامنے پاکستان کا نقشہ دیوار پر موجود تھا جہاں کہوٹہ کے گرد سرخ دائرہ لگا کر ایک خاص مقام پر ''موساد'' کے چیف نے ایک چھوٹا سا تیر گاڑ دیا تھا۔

نیلا چیلنج ان کے سامنے تھا.....!

اپنے مکروہ عزائم کے ساتھ ایک مرتبہ پھر وہ یہاں موجود تھے۔ عین ان لمحات میں جب پاکستان کے سیاسی ایوانوں میں جوتیوں میں دال بٹ رہی تھی۔

جب پاکستانی سیاست دان اپنی ہر ممکن کوشش سے ملکی سالمیت کی جڑیں کھوکھلی کرنے میں مصروف تھے۔ تل ابیب کی اس بلڈنگ کے خوبصورت ہال میں ''موساد'' اور ''را'' کے شیطان ذہن اکٹھے ہو کر پاکستان کی اس سیاسی انارکی کو کیش کروانے کے گھناؤنے منصوبے بنا رہے تھے۔

☆☆☆

اردو فینز ڈاٹ کام